روئداد

جلسہ حمایت اردو

منعقدہ ۱۸ و ۱۹ اگست ۱۹۰۰ء

بمقام بارہ دری قیصر باغ لکھنؤ

مرتبہ و مشتہرہ

سنٹرل اردو ڈیفنس ایسوسی ایشن لکھنؤ

مطبوعہ نولکشور پریس لکھنؤ سنہ ۱۹۰۱ء

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

لوکل گورنمنٹ نے ممالک ہذا کی عدالتون مین ناگری حروف کے رواج دینے
کی بابت جو رزولیوشن ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۰۰ع کو صادر کیا اوسپر اودھ اور مغربی و شمالی کے
بڑے بڑے شہرون اور قصبون مین جسقدر بددلی کا اظہار کیا گیا اور بالعموم جس
جوش و خروش سے جلسون اور کمیٹیون مین ہندؤن اور مسلمانون نے زبان اُردو
کی حمایت کی اور لوکل گورنمنٹ کے رزولیشن کو اس ہونہار زبان کی (جو اس ملک
کی لنگوا فرینکا تسلیم ہو چکی تھی) ترقی مین سدراہ سمجھا اور جس دعوے کے ساتھ
ناگری حروف کے مقابلہ مین فارسی حروف کے استعمال کو اہل ملک کے واسطے
آسان اور ضروری تسلیم کیا اور جو معقول اور مدلل اندیشہ اُردو زبان کے تنزل اور
تباہی اور اوسکی سبب سے عام رعایا ملازمین سرکاری - اور قانون پیشہ جماعت
کی گوناگون پیچیدگیون اور مشکلون کی بابت ظاہر کیا اوس سے اتنا تو ضرور ثابت
ہو گیا تھا کہ یہ رزولیشن ملک کی عام راے کی خلاف اور لوکل ضرورتون کی لحاظ
سے بالکل بیمحل بلکہ نامنصفانہ اور مضرت رسان تھا لیکن بعض گروہان ملک نے اس جوش و خروش
کو جو نمایان طور سے متعدد مقامات پر ظاہر ہو رہا تھا اور اوس عالمگیر بددلی و ناگواری

کو جو عموماً قلوب کو پراگندہ کیے ہوئے تھی ملک اور گورنمنٹ دونوں کے واسطے خطرناک سمجھکر یہ تجویز کی کہ اہل ملک کی تعلیم یافتہ جماعت متفقہ اور متحدہ قوت سے اس مسئلہ کو اپنے ہاتھہ مین لے لے اور سنجیدگی و صلاحیت سے اوسکی کنہ حقیقت اور تاثیرات پر غور کر کے معقول اور پر اثر طریقہ سے اپنی شکایات و معروضات اپنی عادل اور رعایا پرور گورنمنٹ کے سامنے پیش کرے اور اوس سے ملتجی ہو کہ جو طریقہ اصلاح و حقیقت مضر نتایج پیدا کرنے والا ہے اوس مین اس قسم کی ضروری ترمیم کی جاوے جس سے وہ خرابیان اور قباحتین پیش نہ آنے پائین جنکا قوی اندیشہ موجودہ حالت مین ہے - چنانچہ - اسی غرض سے بانیان جلسہ ہذا نے انعقاد جلسہ کے مقام اور تاریخ کو بہت عجلت کے ساتھہ طے کر کے ہر حصہ ملک مین سرگروہان ملک و ملت سے تکلیف شرکت کی درخواست کی -

۲- جلسہ کی اعلان کے شایع ہوتے ہی ہر گوشہ و زاویہ سے صداے لبیک بلند ہوئی اور چند ہی روز مین بانیان جلسہ کو یقین ہو گیا کہ جس مقصد سے جلسہ کا منعقد کرنا تجویز کیا گیا ہے وہ بالکل عام راے اور اہل وطن کی عام خواہش کی مطابق ہے اور علی الخصوص تعلیم یافتہ جماعت کسی دوسری صورت کو اس سے زیادہ مفید اور بہتر آسان اور مقتضاے وقت نہین سمجھتی کہ جو کچھ اختلافات اور وجوہ اختلاف ہون اونکو ملک کے مقتدر اور سنجیدہ و فہمیدہ اشخاص ایک جلسۂ عام مین بیٹھکر ظاہر کرین اور یہ تجویز کرین کہ کس پیرایہ اور کس طرز سے ملک کی اصلی خواہشات گورنمنٹ پر ظاہر کیجائین - لیکن - اگرچہ باطنی طور سے یہ جلسہ عام خواہش کے بالکل موافق تھا تاہم چند در چند اسباب سے اوسکی کامیابی مین بہت سی رکاوٹین بھی تھین جنسے

قوی خطرات بہی تہے - مثلاً سب سے پہلے ملک کی عام حالت کو دیکھتے ہوے یہ امید
نہ تہی کہ بجز تعلیم یافتہ جماعت کے اور کوئی حصہ باشندگان صوبجات ہذا کا علانیہ اور
قابل اطمینان طریقہ سے شرکت کرے گا - جو لوگ اس ملک کی حالت اور اہل ملک کی
جرأت وہمت سے واقف ہین بخوبی جانتے ہین کہ ہمارے ملک کا مسلمہ مقتدر گروہ
حکام سرکاری کی چتون دیکہنے اور اونکی چشم وابرو کے اشارون پر چلنے کا کیسا خوگر
ہے اور اپنی نادانی سے خیر خواہی و وفا شعاری کا معیار اسی قدر سمجہتا ہے کہ وہ گورنمنٹ
جسکے اصول حکمرانی مین سب سے زیادہ مہتمم بالشان اصول رعایا کی تالیف قلوب ہو
جسکا مقصود فرمان روائی صرف فلاح وبہبود مملکت ہے اوسکو ملک کی اصلی حالت
اور رعایا کے دلی خیالات ومحسوسات کی صحیح اطلاع نہونے پاوے بلکہ ہر ایک فرمان
اگرچہ اوسکے جاری ہونے مین کتنے ہی مُضر نتایج پیدا ہونے کا اندیشہ ہو جب لازم الاذعان
سمجہا جاوے اور اوسپر کچہہ بہی چون وچرا نہ کیجاوے - یہ حالت تو عام طور سے چہوٹے
بڑے مالکان اراضی کی ہے - اسی کے ساتہہ رعایا کا ایک معتدبہ گروہ جو زراعت
پیشہ ہے یا صنعت وحرفت سے تعلق رکہتا ہے بوجہ عام تعلیم کی کمی اور نیز ابتدا
سے امور ملکی مین دخل نہ دینے کے عادی ہونے کے سبب ہنوز اہم معاملات
سیاست کی سمجہنے کا نہ سلیقہ رکہتا ہے نہ اپنے واسطے ضروری خیال کرتا ہے اور
عام طور سے اس قسم کے لوگون کی عقلین موجودہ حکیمانہ گورنمنٹ کی عقل ودانش
سے بہرے ہوے اصول حکمرانی کے سمجہنے سے قاصر اور اپنے نیک وبد دیکہنے بہالنے
مین عاجز ہین - پس اس مسئلہ زبان مین یہ کسی طرح امید نہین کیجا سکتی تہی کہ اول الذکر
گروہ حکام سرکاری کی دباغت سے اپنے آپ کو گلو خلاص کرلے گا نہ آخر الذکر

جماعت ہی سے یہ توقع ہوسکتی تہی کہ وہ اپنی قدیمی رفتار کو بدل دیگی اور معاملات تمدنی مین جو سرد مہری ہمیشہ سے برتی چلی آئی ہے اوسکو کسی عاقبت اندیشی کے خیال سے بالاے طاق رکہکے سرگرم ہوجائے گی - اس لیے جلسہ کی کامیابی کی امید جوکچہہ بہی تہی محض انجام مین اور تعلیم یافتہ جماعت سے تہی - لیکن بدقسمتی سے اس مسلہ نے ایک فریقی بحث کی شکل اختیار کرلی تہی اسوجہ سے تعلیم یافتہ جماعت مین بہی تفرقہ پڑگیا تہا جسکی تفصیل بیان کرنے کا یہ موقع نہین مگر مجملاً اوسکا ذکر کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے - واضح ہو کہ ممالک ہذا مین یہ مسلہ عدالتی زبان اور حروف کا چونکہ ایک متعصب اور تنگ خیال گروہ نے مذہبی پیرایہ مین چہیڑا تہا اسوجہ سے شروع ہی سے ہندؤن کی جماعت نے اُردو زبان اور فارسی حروف سے جسقدر بیزاری ظاہر کی محض ایک مذہبی وظیفہ سمجہہ کے ظاہر کی - اور بوجہ اوس دلکشی کے جو مذہب کی نام مین ہے اور بوجہ اوس زود اعتقادی کے جو اس ملک کے باشندون کے خصایص طبعی مین ہے لوگون نے بلالحاظ مصالح وقت اور اپنے اور ملک کے نفع نقصان کے ہندی حروف کی جانبداری کو ہمیشہ ایک دینی خدمت سمجہا - اور اب یہ بات راز نہین رہی ہے کہ جن حضرات اہل ہنود نے یہ مسلہ چہیڑا تہا اونکے پاس اپنے دعوے کی مقبولیت عام کے واسطے اس سے زیادہ چلتا ہوا نسخہ نہ تہا کہ اوس مین حمایت مذہب کا رنگ دین چنانچہ ان لوگون نے عوام مین یہ خیالات پیدا کردیئے کہ آریہ ورت کی ترقی اور ہندؤن کی ریوایول (یعنی نشئہ الثانیہ) صرف علوم سنسکرت کی زندہ کرنے اور قدیم تمدن و تہذیب کی رواج دینے ہی مین محدود و منحصر سمجہنا چاہیے اور پہر یہ باور کرایا کہ اُردو زبان (جو ہندؤن اور مسلمانون کے باہمی میل جول سے پیدا ہوئی تہی اور فقط

مسلمان فاتحون کی یادگار ہے اور یہ کہ جب تک ہندوستان مین ملکشون کی یہ زبان
بولی اور لکھی جاتی ہے اور اونکی سلطنت کی یہ آخری یادگار قایم ہے نہ ہندو قوم
طوق غلامی سے آزاد ہو سکتی ہے نہ دیوتاؤن کی شفقت ورحمت اوسکی دستگیری کر سکتی
ہے انہین خیالات سے ایک حد تک ہندو حضرات مین زبان اردو کی بیخکنی کا
ایک جوش پیدا ہو گیا تھا مگر پھر بھی تعلیم یافتہ ہندو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ جس زبان
سے ملک کے مختلف مذہبون اور مختلف قومون مین یگانگت اور اتحاد کا رشتہ
قایم ہے اوسکا اپنے ہاتھون مٹا دینا یکسان طور سے ہر قوم وملت کے واسطے
خطرناک اور ضرررسان ہے لیکن ایسے وقت مین کہ گورنمنٹ کے رزولیوشن نے اوس
تنگ خیال گروہ کے غلط دعوون کو صحیح تسلیم کر لیا اونہون نے بھی اس مغالطہ اور
مغالطے سے بچنے کی کوشش نہ کی اور سکوت محض اختیار کر لیا اور اس طرح سے اوس الزام
کو اپنے سر سے ہٹانے کی کوشش کی جو متعصب خیال لوگ عام طور سے اون کی تعلیم
یافتگی اور آزادی پسندی کے باعث ارکان وعقاید مذہبی سے بے پروائی اور ادائے
فرایض دینی مین قاصر ہونے کا لگاتے ہین بلکہ دکھلا دیا کہ جب موقع پڑتا ہے تو مذہب
کے نام پر ہم بھی کھڑے ہو جاتے ہین - اتفاق سے ہندوؤن کی تعلیم یافتہ جماعت کے
قلوب مین کچھ دنون سے یہ خیالات پیدا ہو چکے تھے کہ مسلمانون کی کانگرس کے مسئلہ
مین سکوت کی پالیسی عموماً لوکل حکام کی وجہ سے جھک گئی تھی اور اسی وجہ سے اس موقع
پر تعلیم یافتہ ہندوؤن نے لوکل گورنمنٹ کی نظر عنایت کی خریداری محض اسی قیمت پر
مناسب سمجھی کہ اردو کی ساری حمایت کا بوجھ مسلمانون کے سر وگردن پر ڈال دین
اور یا تو ہندی کی ترقی مین دل وجان سے ساعی وکوشان ہون یا امر حق کو دبا رکھین

اور اس معاملہ مین ظاہرا بالکل خاموشی اختیار کیے رہین -

سو ملک کی اس حالت پر نظر کرکے یہ بات بآسانی سمجھ مین آسکتی ہے کہ یہ مسئلہ
صرف مسلمانون کی تعلیم یافتہ جماعت کے واسطے رہ گیا تھا اور اس مین کچھ شک نہین
کہ صوبہ جات ہذا کے تمام تعلیم یافتہ مسلمان گورنمنٹ کی رزولیوشن کو مسلمانون پر خصوصاً
اور ملک کی عام پولیٹکل حالت پر عموماً بہت ہی خراب اثر ڈالنے والا سمجھتے تھے اور ۱۸-
اگست کے جلسہ کی کامیابی کے واسطے کوشان تھے - لیکن ہنوز جلسہ منعقد ہونے کی
نوبت نہ آئی تھی کہ حضور لفٹنٹ گورنر بہادر کی مشہور و معروف بنارس والی اسپیچ نے
بہتون کو اور بھی دہلا دیا جو لوگ بہ بانگ آزادی صفائی اور نیک نیتی سے اپنے خیالات
ظاہر کر رہے تھے اونکو متزلزل کر دیا اور اونکے دلون مین یہ جرأت باقی نہ رہی کہ سر
انٹونی میکڈانل صاحب بہادر کی پرزور گورنمنٹ کی اوس کارروائی پر لب ہلائین جسمین
حضور ممدوح کو ایک خاص انہماک تھا اور ونکا تو کیا ذکر خود تعلیم یافتہ اور حکام رس
لوگون کا یہ حال ہوا کہ گو اندرونی طور سے اعانت و ہمدردی کو بھی آمادہ تھے
مگر کھلے خزانہ شرکت اور ایک مقتدر ہیبت و جبروت والے حاکم وقت کی علی الرغم کسی
کارروائی کی کرنے مین اکثرون کے قدم ڈگمگانے لگے - اور برطانیہ عظمے کی بخشی ہوئی
آزادی تحریر و تقریر سے مستفیض ہونے مین ہر شخص ہچکچانے لگا - مگر چونکہ اس مسئلہ کو اوس
جماعت کثیر کے فوائد سے دیرپا تعلق خاص تھا جسکو عدالت ہاے قانونی کی کشاکش سے
دم مارنے کی مہلت اور فرصت نہین اور جو اس تازہ وقت اور پیچیدگی کے اندیشہ ہی
سے نہایت پریشان تھا اس وجہ سے باوجود اس ہمت شکن اور گھبرا دینے دباؤ کے بھی تعلیم یافتہ
جماعت نے اپنی ثابت قدمی کو بمشکل قایم رکھا اور نیک نیتی سے اپنا فرض منصبی ادا

خود گورنمنٹ کی عاقلانہ خیر اندیشی اسی مین سمجھی کہ اوسکا جو حکم رعایا اور گورنمنٹ کیواسطے
یکسان ضرر رسان معلوم ہوا اوسکی قباحتون اور مضرتون کو گورنمنٹ کی انصاف پسند مدبران
سلطنت کے سامنے پیش کردے اور داد خواہ ہو۔ چنانچہ۔ جب بانیان جلسہ کو یہ یقین
ہوگیا کہ آزاد خیال اور بلند نظر اہل وطن کے قدمون کو ایسی لغزش نہین کہ وہ ایسے ضروری
جلسہ کی شرکت سے پہلو تہی کرین بلکہ اسپیچ مذکور کے سُننے اور پڑہنے کے بعد بہی
وہی بے اطمینانی اور خلفشار باقی ہے جو اوس سے پیشتر تہا اور یہ کہ اسپیچ کا اثر صرف
اسی قدر ہوا ہے کہ سمجھدارون نے سمجھ لیا ہے کہ ۱۸۔ اپریل کے رزولیوشن کی ایک تفسیر
شایع ہوگئی ہے اور جس دماغ سے ایک بے دلیل و حجت رزولیوشن نکلا ہے اوسی
دماغ نے اب اوسکی ضرورت کو کسی قدر تفصیل سے بیان کردیا ہے اور رزولیوشن
نے جو یکطرفہ ڈگری دی ہے اوسکو غلط اور کمزور دلیلون سے مدلل اور موجہ
ثابت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن رزولیوشن اپنے تمام خطرات کی ساتھ ہنوز
تخم پریشانی بونے کے واسطے باقی ہے۔ تو۔ اون لوگون نے جلسہ کے اہتمام مین
بدستور سرگرمی قایم رکہی ۔

۵۔ ہنوز اسپیچ مذکور کی وجہ سے خیالات یکسو ہونے پاسے تہے کہ گورنر جنرل
ابر رحمت نے انعقاد جلسہ کی آتش شوق پر ایک اور چہینٹا دیا۔ اور اگر ایماندار
اہل وطن نے ملک کے عام فواید سے چشم پوشی کرلی ہوتی تو یقیناً اس سارے مباحثہ
کا خاتمہ نہایت حسرتناک سناٹے پر ہوجاتا یعنے خود گورنمنٹ آف انڈیا نے
رزولیوشن زیر بحث کی منظوری دیدی اور یہ ستم ایجادی بہی کی کہ رزولیوشن
نے تو صرف مسئلہ حروف عدالتی کا فیصلہ کیا تہا اور صاف طور سے مسئلہ زبان کو

الگ رکہا تہا گر گورنمنٹ آف انڈیا کی منظوری ایسے الفاظ مین شائع ہوئی جس سے مسلہ
زبان و مسلہ حروف گڈمڈ ہو گئے۔

لیکن اسے حسن اتفاق سمجہنا چاہیے کہ گورنمنٹ آف انڈیا کے فیصلے نے بہی حامیان
اردو کی جماعت مین کوئی دلشکن اثر پیدا نہین کیا اور کیا ہے اسکے کہ یہ سمجہکر خاموشی اختیار
کر لیجاتی کہ اب معاملہ دُور پہونچ گیا ہے اور تلافی آسان نہین رہی ہے خود گورنمنٹ
آف انڈیا کی یہ طرفہ کارروائی۔ ملک کی عام بے اطمینانی کی طرف سے چشم پوشی
اور مسلہ حروف سے مسلہ زبان کے ناوانستہ خلط ملط کر بیٹہنے نے لوگون مین یہ
یقین واثق پیدا کر دیا کہ اگر معقولیت اور استدلال کے ساتہ رزولیوشن کی اصلیت۔
اوسکی عملی مشکلات اور رعایا کی صحیح شکایات گورنمنٹ کے سامنے پیش کی جائیگی
اور ثابت کر دیا جاے گا کہ جس سہولیت کی غلط توقع کی گئی ہے اوسکے عوض بیحد دقت
اور پیچیدگی عدالتی کامون مین پیدا ہوگی اور ملک کی لنگوا فرینکا کی تباہی سے
شیرازہ جمعیت ٹوٹ جاے گا تو یقیناً رزولیوشن اپنی موجودہ مہیب حالت پر ہرگز
باقی نہ رہے گا اور ضرور گورنمنٹ اس پالسی کو بدل ڈالیگی۔
۲۔ جلسہ کے اہتمام وغیرہ کی بابت بہت کچہ کہنے سننے کی حاجت نہین۔ مختصر یہ ہے
کہ نہایت قلیل فرصت۔ نہایت ناموافق موسم اور نہایت غیر معمولی قسم کی رکاوٹون
پر نظر کرتے ہوے یہ بات پہر بہی بہت کچہ قابل فخر و مباہات ہے کہ دُور دراز
مقامات سے ڈلیگیٹ صاحبان نے جلسہ کی رونق بڑہانے اور اپنی ملکی
ہمدردی کی ثبوت دینے کے واسطے زحمت سفر گوارا کی۔ دلی جوش اور سرگرمی سے
اوسکی کارروائیون مین شریک ہوے لکہنؤ کی استقبالی کمیٹی نے مقامی ناسازگاری اسباب و ناسازگاری

موسم کے ساتھ جہانتک امکان مین تہا ہر ایک کوشش اپنے معزز اور موقر مہمانون
کی آسایش اور جلسہ کی کامیابی کے بابت کی اور غالباً یہ دعوے بیجا نہوگا کہ چند نوعمر
نوجوان وطن کی مسلسل اور انتہاک کوششون نے بہت عجلت کے ساتھ ایسا سامان
کر دیا کہ عام طور سے تمام مہمان اس مدارات کے مداح اور ثنا خوان گئے اور کوئی شکایت
سننے مین نہین آئی۔

خاص جلسہ کے واسطے اگرچہ پیشتر سے یہی خیال تہا کہ ایسے انبوہ کثیر
کے واسطے جسکی امید کی گئی تہی کوئی مکان کافی نہوگا لیکن عین وقت پر ابر رحمت نے
سایہ کیا اور اسکے سوا چارہ کار نہ تہا کہ قیصر باغ کی سفید بارہ دری (جسنے زمانہ
اور اہل زمانہ کا بہت کچہ ساتھ سہرے بیچ شادی مین دیا ہے) تجویز کی گئی اور اوسین
نشست کا سامان کیا گیا۔ اور الحمد للہ کہ باوجود ہجوم عام کی بارہ دری مین کچہ زیادہ
چپقلش نہوئی۔

۷- اب جلسہ کا بہی مختصر حال لکہنا ضروری ہے۔ اگرچہ جلسہ کے واسطے ۱۸ تاریخ
مقرر کی گئی تہی لیکن مہمانون کی آمد دو تین دن پیشتر سے شروع ہوگئی۔ چنانچہ ۱۵ تاریخ
کو نواب محسن الملک مولوی مہدی علیخانصاحب بہادر صبح کی گاڑی مین بمبئی سے
رونق افروز ہوے۔ اون کی آمد کے وقت ریلوے اسٹیشن پر معززین اودہ کا نہایت
نفیس چمن کہلا ہوا تہا اور جسوقت اونہون نے اسٹیشن پر قدم رنجہ فرمایا تمام میزبانون
نے خوشی کے نعرے بلند کیے۔ پہول برسائے۔ گلدستے نچہاور کیے اور ہار پہنائے
اور اوس مسرت و انبساط کو ثابت کیا جو ایک خادم قوم کو مخدوم قوم بنانے
کے وقت بے اختیاری سے ظاہر ہوتی ہے۔

۱۶۔ اور ۱۷۔ تاریخ کو بھی بہت مہمان آئے اور ۱۸۔ تاریخ صبح تک قریب قریب سب مہمان آگئے۔ ان میں سے اکثر وہ تھے جنھوں نے اپنے ملک کی فلاح و بہبود کے خیال پر اپنے ذاتی عیش و راحت کو اس قدر نثار کیا تھا کہ محض شرکت جلسہ کے جوش اور شوق میں دو دو تین تین سو میل کی سفر کی زحمت بعد مرج اوقات اور کثیر زیر باری کو خوشی خوشی گوارا کر لیا تھا۔

جلسہ کا وقت صبح ۹ بجے سے مقرر کیا گیا تھا اور اگرچہ بارش کا سلسلہ بہت پیشتر ہی سے شروع ہو گیا تھا پھر بھی وقت معینہ سے تھوڑی ہی دیر کے بعد شمیہ پوشوں کا ایسا صادق منظر اجتماع ہو گیا تھا کہ شاید ہی کبھی کسی اہم مسئلہ پر غور و بحث کے لیے اس قدر زیادہ دیدہ ور جمع ہوئی ہوگی۔

اس مجمع کی یہ خاص خصوصیت تھی کہ اس میں جتنے تھے صاف دل اور روشن دماغ والے تھے۔ سب نیک نیتی سے محض ایک غرض یعنی اپنے ملک کی بہتری کرنے کا خیال لے کر آئے تھے۔ سب تعلیم یافتہ، مہذب اور شائستہ سنجیدہ اور بزرگان قوم تھے۔ صرف عہدہ داران سرکاری تو پولیٹکل جلسہ تھا اس لئے شریک نہ ہو سکے تھے باقی تعلقدار، زمیندار، ہر درجہ کے تجارت پیشہ، شرفاء اور خاندانی رئیس، یونیورسٹیوں کے بی اے اور ایم اے، وکلا، مختار، لیڈر، اور بیرسٹر، اخبارات کے اڈیٹر اور رپورٹر، نامور ادیب اور شاعر، سرگروہان ملک، مقتدایان مذہبی سبھی ممتاز حیثیت اور عالی مرتبت بزرگ موجود تھے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ سب نہ کسی کی دباغت سے نہ کسی کی منت سماجت سے کھنچے بھاگے آئے تھے بلکہ محض دلی شوق اور سچی وفاداری اور خیر خواہی کے جوش میں

تشریف لائے تھے - جسکا ثبوت اس سے بڑھکر نہیں ہو سکتا کہ اگرچہ محض صوبجات
متحدہ آگرہ و اودھ کی گورنمنٹ کے ایک رزولیوشن نے یہ تحریک پیدا کی تھی مگر ملک کی لنگوافرنکا
کی حمایت نے پنجاب - سندھ - ملک متوسط اور بنگال تک مین جوش پیدا کردیا
تھا اور لاہور - امرت سر - ملتان - کراچی - جبلپور - کلکتہ تک سے ڈیلیگیٹ صاحبان
تشریف لائے تھے - اور اگرچہ ہمارے ہندو بھائی اس ساری کوشش سے الگ
تھلگ رہے تھے - پھر بھی بہتیرے آزاد خیال تعلیم یافتہ ہندون نے اپنی جماعت
کی دباؤ سے مجبور ہو کر اگرچہ بظاہر شرکت نہ کی لیکن مخفی طور سے اپنی ہمدردی جلسہ
کے اغراض و مقاصد سے ظاہر کی اور بنارس کے ایک بڑے لعصب حق پسند اور
با اثر وکیل پنڈت کیدارناتھ صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی نے لومتہ لائم کا
بھی کچھ خیال نہ کیا اور اپنے احباب و اعزا کے علی الرغم جلسہ مین بہت اچھی طرح
شرکت کی اور کمال آزادی و صفائی سے ان حضرات کی قلعی کھولدی جو اردو کے
پیچھے پڑے ہوئے ہین اور اس مسئلہ کو فریقی اور جماعتی فوائد کی عینک لگا کے دیکھتے
ہین اور ملک مین نفاق و مخالفت کا بیج بوتے ہین اور مذہبی تعصبات کو بھڑکا کر
عوام کو برگشتہ کرتے ہین کہ ملک کی مجموعی فلاح و بہبود کا خیال دلون سے
نکل جائے اور ہر شخص اپنے فرقے کی خیر منانے لگے اور اس سے وہ طوائف الملوکی
اور انانیت پیدا ہو جائے جس سے ملک کی مجموعی ترقی مدتون کے واسطے ملتوی
ہو جائے -

اس جلسہ کی کارروائی کا حال تو دوسرے مضمون سے معلوم ہوگا - اور
انصاف پسند ناظرین خود اسپیچون کے پڑھنے سے سمجھینگے کہ رزولیوشن کی بابت تعلیم یافتہ

جماعت کو کیا خیالات و خدشات ہین - اس مقام پر اتنی معذرت کر لینا ضرور ہے
کہ جلسہ کی رپورٹ کی اشاعت مین غیر معمولی تاخیر ہوئی لیکن یہ بعض ایسے اسباب
و موانع کی وجہ سے ہوئی جو بالکل اختیار سے باہر تھے اور بانیان جلسہ کو خود اسکا
تاسف ہے اس سے یہ خیال کسی طرح نہ پیدا ہونا چاہیے کہ ہم کسی طرح اپنی کوششون کو
بیکار و رائیگان سمجھکر یا وہ ایسے صاحبون کے جو الگ ہو جانے کے باعث پست ہمت
ہو بیٹھنے والے نہین جب تک کہ عام رائے کا وزن ہمارے ساتھ ہے اور ہم دیکھتے ہین
کہ ہماری قوم اور ہمارے ملک کو کوئی نقصان پہونچ رہا ہے یا پہونچنے والا ہے
اور قوم و ملک کی خدمت ہمارے ناچیز ہاتھون سے ممکن ہے ہم کبھی اپنی ذاتی تکلیفون
اور آپ چند اناڑی آدمیون کی کمی سے باز نہین رہینگے - اور اگر ہم وہان راہ مین پیشتین اور جنہین
ہم سمجھتے ہین گورنمنٹ نے وضع کیا ہے تو ایک دن انشاء اللہ گورنمنٹ کو
اصلی حالات سے باخبر کر ہی پائینگے - اور چونکہ برٹش گورنمنٹ آزادی و انصاف
پسند ہی ہے - ہم آخر کار ضرور کامیاب ہونگے - البتہ مہربانون کی نظر عنایت و اعانت
و ہمدردی شرط ہے -

محمد حامد علی خان بیرسٹر ایٹ لا -
سکریٹری اردو ڈیفنس سنٹرل
ایسوسی ایشن لکھنو -

پہلے دنکی کارروائی

۱۸ اگست سنہ ۱۹۰۸ء روز شنبہ

اجلاس اول

پہلے دن بوجہ بارش کے وقت مقررہ پر جلسہ شروع نہین ہوسکا ساڑھے آٹھ بجے کے بعد جب لوگ جمع ہوگئے تو نواب محسن الملک بہادر کو اراکین کمیٹی لکھنو نے اطلاع کی اور صاحب ممدوح فوراً تشریف لاکر رونق افروز ہوئے اونکا استقبال نہایت سرگرمی اور جوش کے ساتھ تمام حاضرین نے کیا اور اونکے پلیٹ فارم پر بیٹھ جانے جلسہ شروع کیا گیا راجہ نوشاد علیخانصاحب تعلقہ دار میلہ رائے گنج ضلع بارہ بنکی صدر انجمن استقبالی کمیٹی نے کھڑے ہوکر تمام ڈیلیگیٹون کا دور دور سے اپنی اوپر زحمت گوارا کرکے شرکت جلسہ کے واسطے تشریف لانے کا شکریہ مناسب الفاظ مین بیان کیا اور یہ کہا کہ "آپ نے یہان تشریف لانے کی جو تکلیف گوارا کی ہے محض اپنے اور اپنی آیندہ نسلون کے فایدہ کی غرض سے ہے اور اگر آپ ایسا نکرتے تو آیندہ نسلونکا الزام اپنے ذمہ لیتے" بعدہ اونہون نے تحریک فرمائی کہ نواب محسن الملک بہادر اس جلسہ کے پریسیڈنٹ ہون نیشی احتشام علی صاحب رئیس کاکوری خلف منشی امتیاز علی صاحب مرحوم وزیر بھوپال نے اوسکی تائید کی اور تمام حاضرین کے چیرز کے ساتھ نواب

محسن الملک بہادر کی جو صدارت پر رونق افروز ہوئے پہلے صاحب ممدوح نے کھڑے
ہو کر یہہ فرمایا کہ "مجھے اس ضروری موقع پر آپ صاحبون سے ملنے کی خاص مسرت اور
جس کام کی لیے آپ نے مجھے منتخب کیا ہے اوسپر ممتاز ہونے کا خاص فخر ہے۔ مگر جس
کام کے لیے آج ہم جمع ہوئے ہین اوسکی شروع کرنے سے پہلے مین اوس درد انگیز
واقعہ پر افسوس ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہون جو ابھی حال مین ہوا ہے اور مین تمام قوم کے
خیالات کا گویا اظہار کرتا ہون جبکہ مین یہہ تحریک کرتا ہون کہ ہم حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
کے فرزند ہزرائل ہائینس ڈیوک آف سیکس کوبرگ و گوتہا کی افسوسناک وفات پر وفادارانہ
تعزیت اور اظہار رنج کرنا چاہیے حضور ممدوحہ قیصرہ ہند دام ملکہا و سلطنتہا اپنے تمام
ہمعصر سلاطین کے نسبت عام اس سے کہ وہ عیسائی ہون یا مسلمان زیادہ تعداد مسلمانون پر
حکمران ہین اور ہم سب اون برکتون کی جو حضرت ملکہ معظمہ کے عہد سلطنت مین ہمکو حاصل ہین
دل سے قدر کرتے ہین۔ حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو ہماری قوم کے ساتھہ دوسرے مذہب
کے لوگون کی نسبت کچھ کم محبت نہین ہے اور حضور ممدوحہ نے تمام معاملات مین جو
مسلمانونکی بہبودی اور ترقی سے متعلق ہین ہمیشہ دلچسپی ظاہر فرمائی ہے اور ہم مسلمانون ہی کو اسکا
فخر حاصل ہے کہ حضرت قیصرہ ہند نے ہندوستان کی تمام زبانون مین سے اوسی
زبان کو سیکھا ہے جسکی حفاظت کے لیے آج ہم سب جمع ہوئے ہین۔ ہزرائل ہائینس
کے انتقال کے بعد مسلمانون کا کوئی جلسہ اس قسم کا نہین ہوا جسمین اس کثرت سے مسلمان
دور دراز مقامات سے آکر جمع ہوئے ہون اور اسلیے جو رزولیوشن ہم آج پاس کرتے
ہین وہ حضور ملکہ معظمہ کے افسوسناک صدمہ پر رنج کا پہلا اظہار ہے جسمین تمام
مسلمانان ہندوستان شریک ہین۔ حضرات اس موقع پر مجھے کچھہ زیادہ تقریر کرنے

اور حضرت ملکہ معظمہ کے ذاتی محامد اور شاہانہ اوصاف کی نسبت کچھ کہنے کی ضرورت نہین
(جیسا) کہ اس درد انگیز واقعہ سے جو صدمہ حضرت ملکہ معظمہ کو ہوا اوسکی زیادہ تشریح
کرنے کی حاجت ہے اس لیے مین صرف نفس مطلب کے بیان پر کفایت اور آپکے
سامنے مفصلہ ذیل ریزولیوشن پیش کرتا ہون پریسیڈینٹ کو اس جلسہ کے اختیار دیا جاے
کہ جلسہ کے طرف سے اوس افسوسناک حادثہ پر جو ہز رائل ہائینس ڈیوک آف سیکس
کوبرگ وگوتہا کے انتقال پر ملال سے واقع ہوا ہے حضور مین حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
خلد اللہ ملکہا وسلطنتہا کے بذریعہ ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی وشمالی
وچیف کمشنر اودہ کے تعزیت کا ٹیلیگرام بھیجا جاوے اور ہز آنر سے استدعا کی جاوے
کہ وہ براہ مہربانی اوسی حضور مین قیصرہ ہند کے ارسال فرماوین"
جو ٹیلیگرام تجویز کیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

بنام

پرائیوٹ سکرٹری ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر

براہ مہربانی مفصلہ ذیل ٹیلیگرام ہز آنر کے حضور مین پیش کر دیجیے۔

مجھے بحیثیت ہونے پریسیڈنٹ اردو ڈیفنس میٹنگ لکھنؤ کے جس مین شمالی ہندوستان کے اکثر معزز مسلمان
جمع ہوے ہین جلسے کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے کہ مین تمام مسلمانون کی اوس دلی
رنج اور افسوس کا اظہار کرون جو کہ ہز رائل ہائینس ڈیوک آف سیکس کوبرگ وگوتہا
کی افسوسناک وفات سے تمام مسلمانون کو جنکو یہ جلسہ ریپریزنٹ کرتا ہے ہوا ہے اور
حضرت ملکہ معظمہ کے حضور مین اوس درد انگیز واقعہ کی نسبت وفادارانہ اظہار تعزیت
کا کرون جسکا صدمہ کہ حضور ملکہ معظمہ کو اس وفات سے ہوا ہے۔ جلسہ نے مجھے کہا

امر کی بھی ہدایت کی ہے کہ مین آپ سے اس بات کی استدعا کرتا ہون کہ آپ اس ٹیلگرام
کو مہربانی فرماکر قیصرہ ہند کے حضور مین ارسال فرماوین۔
جسوقت پریسیڈنٹ نے تار کا مسودہ پڑھا تمام حاضرین جلسہ کھڑے ہوگئے اور جبتک تار پڑھا گیا
لوگ سرنگون سکوت کے عالم مین کھڑے رہے اور مسودہ تار کا بھیجا بالاتفاق
منظور ہوا اسکے بعد صاحب پریسیڈنٹ ممدوح نے کھڑے ہوکر اپنا ایڈریس شروع کیا
جو حسب ذیل تھا۔

صدر انجمن کی افتتاحی تقریر

برادران من ۔ جو ریزولیوشن ابھی پاس ہوا ہے اوسکی تحریک کرنے کے وقت مین نے
اوس عزت حاصل ہونے پر جو اس معزز اور مہتم بالشان اور ریپریزنٹیٹو جلسے کے صدر انجمن
منتخب ہونے سے مجھے حاصل ہوئی ہے آپ کی مہربانی کا شکریہ ادا کیا ہے ۔ مگر
مین بلا تصنع ظاہر کرتا ہون کہ مین اس بڑی ذمہ داری کے کام پر مقرر کیے جانے کی
لایق نہ تھا اس لیے بہت سے ایسے بزرگ یہان موجود ہین جو بلحاظ قابلیت اور لیاقت
مجھ سے زیادہ اس عہدے کے لیے موزون ہین (نہین نہین ہرگز نہین) باوجود اس کے
مین نے جو آپ کے حکم کی تعمیل کی اوسکا صرف یہ سبب ہے کہ مین اوس جماعت مین
سے ہون جو علی گڈھ پارٹی کے نام سے تعبیر کیجاتی ہے اور جسکی نسبت نہایت افسوسناک
باتین منسوب کیجاتی ہین۔ بحیثیت صدر انجمن کے مجھے موقع اون خیالات اور غلط فہمیونکی
تردید کا ملے گا۔
علاوہ برین اس معاملے کی نسبت جسپر بحث کرنے کی لیے ہم جمع ہوئے ہین اتنا کچھ کہا گیا
اور اتنا کچھ لکھا گیا ہے اور ایسے حالات پیش آئے ہین کہ جنکے لحاظ سے ضرور ہے کہ واقعات

اصلی بیان کیے جائین اور غلط فہمیان دور کی جائین اور ہمارے اصلی خیالات اور ہماری کارروائی کے اصلی حالات پبلک کو معلوم ہو جائین۔ اگر مجھے شروع سے اس معاملہ سے تعلق نہ ہوتا اور مجھے اسکے تمام حالات سے واقفیت نہ ہوتی اور مین اپنے آپ کو اون غلط فہمیون کے دور کرنے کی قابل نہ پاتا تو بکمال ادب اس عہدے کے قبول کرنے سے عذر کرتا۔

حضرات۔ ہماری کارروائی کے نسبت جو کچھ کہا گیا ہے اور جو اعتراض مخالف پیرایون مین ہم پر کیے گئے ہین اون مین سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم اوس پالسی سے منحرف ہو رہے ہین جسکو نہایت سوچ سمجھ کر اور جسے مضبوطی کے ساتھ ہمنے اختیار کیا تھا اور جسپر مدت دراز سے ہم عمل کر رہے تھے۔

یہ اعتراض بالکل غلط ہے اور غلط فہمی پر مبنی ہے۔ درحقیقت ہمنے اوس پالسی کو جسکے بانی سرسید احمد خان مرحوم تھے اور جسکے فوائد اونہون نے ہمپر ثابت کر دیے تھے کہ ہم پولیٹیکل ایجیٹیشن کے تلاطم مین نہ پھنسین نہین چھوڑا۔ اور نہ ہمنے اون لوگونکی پالسی اختیار کی ہے جو گورنمنٹ کے ہر فعل پر نکتہ چینی کرنے کی لیے جمع ہوی ہین۔ مگر اسی کے ساتھ ہمنے کبھی نہین کہا کہ اپنی حاجتون کا گورنمنٹ کے روبرو عرض کرنا اور اپنی خاص شکایات کا پیش کرنا اُس پالسی کے متناقض ہے کیونکہ اس سے گریز نہین ہے کہ اون مسائل کو جنکا اثر ہماری قوم پر پڑتا ہے انجمنون کے ذریعہ سے گورنمنٹ کے سامنے پیش کرین اور اوسکی متعلق اپنی راے اور اپنی خواہش ظاہر کرین خاص خاص مواقع پر ایسا کرنا اوس پالسی کے خلاف نہین ہے جو ہماری مرحوم لیڈر نے قایم کی تھی اور جسکو ہم اپنی قوم کے لیے سب سے بہتر اور مفید سمجھتی ہین

موجودہ معاملہ مین ہماری کارروائی ہماری اس پالسی کے برخلاف نہین ہے اور نہ یہ اوس پولیٹکل ایجیٹیشن مین داخل ہے جس سے ہم محترز ہین - اس لیے کہ یہ خاص معاملہ سے تعلق ہے اور خاص حالت کا مقتضا ہے اور ایک خاص تکلیف کا مودبانہ اظہار ہے جو ہمارے نزدیک گورنمنٹ ریزولیوشن مورخہ ۱۸ - اپریل سنہ ۱۹۰۰ء سے ہماری زبان کی متعلق پیدا ہوئی ہے - ہماری اس کارروائی کو عام پولیٹکل ایجیٹیشن کے بجاے اوس کارروائی مین شامل سمجھنا چاہیے جو خاص خاص موقع پر خاص خاص فرقہ کے لوگ کسی خاص قاعدہ یا خاص قانون کے متعلق کرتے ہین - آپ جانتے ہین کہ جب پراونشل یا سپریم کونسل مین کوئی ایسا قانون پیش ہوتا ہے جس سے کہ قوم کی کسی خاص گروہ کی حالت پر اثر پڑتا ہے تو عام دستور ہے کہ اوس مسئلہ کی متعلق گورنمنٹ کی خدمت مین اپنے خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے اور جس ضرر و نقصان کے پہونچنے کا اوس سے اندیشہ ہو وہ صاف صاف بیان کیا جاتا ہے - مگر اس قسم کی شکایت کرنی یا اس طرح پر اپنی حالت اور درد کا ظاہر کرنا پولیٹکل ایجیٹیشن نہین سمجھا جاتا - پھر کیا وجہ ہے کہ ہماری کارروائی جو ایک مسئلہ پر محدود ہے پولیٹکل ایجیٹیشن سمجھی جاے -

بظاہر اس تحریک کو پولیٹکل ایجیٹیشن سے منسوب کرنے اور اون کارروائیون سے جو خاص خاص مسایل کے متعلق اسی طرح پر کیجاتی ہین جدا سمجھنے کی وجہ یہ ہے - کہ اس تحریک کو بہت زیادہ وسعت ہو گئی ہے اور اس صوبہ کے تمام مسلمانون مین اسکا چرچا ہو رہا ہے اور بہت تمام مسلمان اسکے متعلق کارروائی کر رہے ہین اس لیے بہت سے لوگ اس بات کو سمجھ نہین سکتے کہ یہ بھی بالکل اوسی قسم کی تحریک ہے جو قانونی

یا انتظامی معاملات مین عموماً کیجاتی ہے - فرق صرف اتنا ہے کہ بجاے ایک خاص فریق یا ایک گروہ کی ہماری ساری قوم اسمین شامل ہے اور بجاے کسی خاص مقام کے ملک کے ہر گوشہ سے اسکے متعلق افسوس اور رنج کی صدا آرہی ہے -
صاحبو - جو لوگ ہماری اس تحریک کو اوس پالیسی کے خلاف سمجھتے ہین جو مرحوم سرسید نے اختیار کی تہی وہ یا دہوکا کھاتے ہین یا اونکی کارروائی سے ناواقف ہین -
مین اونکو بتانا چاہتا ہون اور صاف صاف کہتا ہون کہ ہمنے اس معاملہ مین یعنی اپنی زبان کے محفوظ رکھنے کے لیے وہی طریقے اختیار کیئے ہین جو خود مرحوم سرسید نے اس معاملہ کے متعلق ۱۸۷۳ء مین اختیار کیئے تھے اور ہم لوگ اوس دائرہ سے جو اونہون نے کھینچا تھا ذرا بھی باہر نہین ہوئے - مین آپ کے روبرو ایک چھپا ہوا پمفلٹ جو سرسید کے کاغذات سے ابھی مجھے ملا ہے پیش کرتا ہون اوسکے دیکھنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ اوس زمانہ مین ممالک مغربی و شمالی کے ہمارے معزز بھائی ہندؤن نے سرکاری دفاتر اور اسکولون مین دیوناگری حروف جاری کرنے کے لیئے گورنمنٹ سے درخواست کرنے کا ارادہ کیا تھا اور ایک عرضی ناگری جاری کرنے کی درخواست مین اپنی قوم مین دستخط ہونیکیلئے پھرائی تھی - جو وقت مرحوم سرسید کو اونکی اس ارادہ سے اطلاع ہوئی اونہون نے ۹ - دسمبر ۱۸۷۳ء کو الہ آباد مین ایک بڑا جلسہ کیا اور ایک سنٹرل کمیٹی قایم کی جسکے وہ خود سکریٹری ہوے اور اوس جلسہ کی یہ غرض قرار دی کہ وہ اردو زبان کی قایم رہنے کی حفاظت اور ناگری کے جاری نہ ہونے کی تدبیر کرے اس کام کے لیئے ہر ضلع مین کمیٹیان قایم کی گئین اور سنٹرل کمیٹی الہ آباد کی شاخین قرار دی گئین اور خود مرحوم سرسید نے

ایک نہایت پرزور مدلل سرکلر جاری کیا جسمین اونہون نے اون اعتراضات
کو صاف صاف ظاہر کیا جو دیوناگری جاری کرنے کے متعلق تھے اور اون نقصانات
کی تشریح کی جو اوسکے جاری ہونے سے مسلمانون کو پہنچنے والے تھے۔ یہ سرکلر
اوسی زمانہ کا چھپا ہوا اردو اور انگریزی مین اسوقت میرے ہاتھ مین ہے اور مین
اوسے میز پر رکھتا ہون اور آپ لوگون کو اوسکے دیکھنے کا موقع دیتا ہون اور
اوس سے میری غرض یہ ہے کہ اس معاملہ کو کسی تعصب یا جہالت یا قومی جذبہ
کی وجہ سے صرف ہم لوگون نے اہم اور مہتم بالشان نہین سمجھا بلکہ مرحوم سرسید
نے جنکی دانشمندی اور پالیسی پر گورنمنٹ کو بھی اطمینان تھا وہ بھی اسکو نہایت
اہم اور ضروری سمجھتے تھے۔ لیکن چونکہ سرسید مرحوم نے صرف اس خیال سے کہ ہمارے
ہندو بھائی گورنمنٹ سے دیوناگری حروف جاری کرنے کے لیئے درخواست کرنیوالے
ہین مسلمانونکی کمیٹی قایم کرنا ضروری خیال کیا اور تمام صوبہ مین اسکے لیئے لوکل
کمیٹیان قایم کرنا مناسب سمجھا تو ایسی حالت مین کہ لوکل گورنمنٹ نے بغیر دریافت
کرنے ہمارے خیالات کے ایسا ایک حکم نافذ کر دیا جس سے ہماری مادری
زبان کو صدمہ عظیم پہنچنے کا احتمال پیدا ہوتا ہے ہمارا اپنی زبان کی حفاظت کے
لئے متفقہ تدابیر کرنا اور اون نقصانات سے جو ہماری قوم کو اس سے پہونچنے
والے ہین آگاہ کرنا کسقدر زیادہ ضروری تھا اگر ہم ایسے وقت مین ایسا نہ کرتے تو
درحقیقت اوس فرض انسانی کے ترک کرنے کی گنہگار ہوتے جو قوم کا ہم پر ہے۔
حضرات - ایسی حالت مین جبکہ ہم گورنمنٹ کے ریزولیوشن کے متعلق بحث اور
نکتہ چینی کر رہے ہین ہم پر لازم ہے کہ ہم زور کے ساتھ اسبات کی تردید کرین کہ

گورنمنٹ نے کسی فریق کی طرفداری کے لیئے یا بیجا ارادہ سے اس حکم کو جاری کیا ہے
اور مین جبکہ اسکی تردید کرتا ہون تو نہ صرف اپنے ذاتی خیالات بلکہ عام مسلمانونکی
اصلی خیالات کا اظہار کرتا ہون۔ یہ بات مجھے معلوم ہے کہ بعض ناواقف مسلمانون کا
یہ خیال ہے کہ یہ احکام اس غرض سے نافذ کیئے گئے ہین کہ اس سے ایک قوم
کو دوسری قوم کی مقابلہ مین نفع پہونچایا جائے اور بعض نے ایسی تحریرین بھی
شایع کی ہین جن سے مترشح ہوتا ہے کہ حضور لفٹننٹ گورنر بہادر نے اس مین اہل ہنود
کی طرفداری کی ہے۔ مجھے ویساہی یقین ہے جیساکہ آپ سب صاحبون کو کہ یہ
خیال ہمارے خیالات سے مطابق نہین ہے بلکہ صرف ناواقفیت سے یا جذبہ کی
حالت مین بعض کوتاہ نظر لوگون نے صرف اپنا ذاتی خیال ظاہر کیا ہے۔ اور
اونکو خود اپنی غلطی اور ایسے خیالات کے نامناسب طور پر ظاہر کرنے پر اوسوقت
افسوس ہوگا جبکہ مباحثے کی آگ فرو ہو جائیگی اور اونکا بیجا جوش سرد ہو جائیگا۔
مین اس بات کو خوب جانتا ہون اور اسکے ظاہر کرنے سے بہت خوش ہون کہ
ایسے غلط خیال کرنے والے مسلمان بہت ہی کم ہین۔ سمجھدار مسلمانون مین سے غالباً
ایک بھی ایسا نہو گا جسکو یہ خیال ہو کہ اس حکم کو جاری کرنے مین ہز آنر کو ایک کو فرر
پہونچانا اور دوسرے کی طرفداری منظور تھی۔ بلکہ ہم سبکو پورا پورا یقین ہے
کہ اس حکم کے جاری کرنے سے ہز آنر کی غرض صرف یہ تھی کہ باشندون کے
ایک گروہ کثیر کو سہولیت اور آسانی ہو۔ اور میرا یقین شروع ہی سے تھا اور
اول ہی سے میری یہ راے تھی جیساکہ آپ لوگونکو اوس اسپیچ کے پڑھنے سے
جو مینے علی گڈہ کے جلسہ مین دی تھی معلوم ہو جائے گا اور جس کے چند فقرے

آپ کی اجازت سے آپ کو بتاتا ہون ۔ ہز آنر سر انٹونی میکڈانل لفٹننٹ گورنر ممالک
مغربی و شمالی نے جو اس رزولیوشن کو جاری کیا ہے اوس سے جیسا کہ جو اوس
رزولیوشن کی تمہید مین بیان کیا گیا ہے یعنی یہ کہ ناگری حروف مین عرضیان
اور استغاثون کے لکھنے سے اوس بڑی حصہ آبادی کو آسانی اور سہولیت ہوگی
جو ہندی سے واقف ہے۔ کوئی دوسرا خیال ہز آنر کو اس حکم کے جاری کرتے
وقت نہ تھا اس لیے جو اعتراض اور جو نکتہ چینی آپ اوسپر کرین اوس مین
گورنمنٹ کی نیک نیتی اور منصفانہ خیال کو ہمیشہ پیش نظر رکھین اور گورنمنٹ کو
کسی فریق کی جماعت یا ایک کے حقوق کو دوسرے کے حقوق پر ترجیح دینے
کے خیال سے پاک اور آزاد سمجھین ؛؛

حضرات ۔ جو رائے کہ میری اوسوقت تھی وہی اب بھی ہے اور مین خوش ہون کہ
جہانتک مجھے اپنے قوم کے سربرآوردہ لیڈرون اور معزز اور مقتدر رئیسون سے ملنے
کا اتفاق ہوا سبکو مین نے اپنا متفق الرائے پایا باسواے اون معدودے چند
اشخاص کے جنھون نے کسی نہ کسی وجہ سے اس مسئلہ پر کافی غور نہین کیا اور اس کی
وجوہات اور نتایج کو پورے طور پر نہین سوچا۔ یہ اختلاف اون کوتاہ اندیشون کی طرف
سے ہے جو یہ نہین سمجھے کہ جہان کہین سلطنت برطانیہ کا پرچم لہراتا ہے وہان
بے تعصبی اور انصاف کے سواے دوسری ہوا نہین چلتی ۔ اور یہ کہ ہز آنر سر انٹونی میکڈانل
کی شان اس سے ارفع و اعلی ہے کہ اون کی نسبت طرفداری اور ناانصافی کا خیال کیا جاوے۔
اور مین جیسا کہ علی گڈہ والی اسپیچ مین کہہ چکا ہون پھر کہتا ہون کہ "ہم تمام مسلمانونکو
اسبات کا یقین ہے کہ حکومت برطانیہ سے بڑھکر کوئی اور ایسی حکومت نہین ہے جو

اپنی رعایا کی بہبودی اور فلاح اور ترقی کی خواہان ہو۔ اور جسے سوائے رعایا کی بھلائی کی کوئی دوسری بات پیش نظر ہو۔

سو برس کے تجربہ نے ہمکو گورنمنٹ کی انصاف اور بے طرفدارانہ کارروائی پر یقین دلایا ہی اور ہم صدق دل سے اس بات کا یقین رکھتے ہین کہ کسی کارروائی مین گورنمنٹ کو نہ خود غرضی کا خیال ہوتا ہے نہ کسی خاص فریق کی حمایت اور طرفداری منظور ہوتی ہے۔ مگر چونکہ وہ حکمران ہے ایک ایسے ملک پر جسمین مختلف اقوام مختلف مذاہب مختلف فرقے آباد۔ اور جنکی خواہشین اور تمنائین مختلف ہین۔ اسلیے یہ بات قوت بشری سے خارج ہے کہ گورنمنٹ کے احکام سب ایسے ہون جن سے کسی خاص فرقے کو اپنے خیالات اور اپنے حالات کے لحاظ سے شکایت پیدا نہو۔ اور سب مختلف فرقے اون احکام کو اپنی خواہشون کے مطابق پائین۔

یہ رزولیوشن بھی جو گورنمنٹ نے جاری کیا ہے ایسا ہی ہے کہ مسلمانونکو اس کی شکایت ہے اور ہم اوسمین اپنا نقصان دیکھتے ہین اور ہم اوسپر اعتراض کرنے کو آمادہ ہین"۔ یہ سچ ہے کہ ہم مسلمان تعلیم مین دوسری قومون سے کم ہین مگر اور باتون مین جنسے گورنمنٹ وقت پر ہمسے کام لے سکتی ہے کم نہین ہین۔

گو ہمارے ہاتھ مین قلم نہین اور ہمارے قلم مین زور نہین اور اسی وجہ سے ہم دفترونمین کم نظر آتے ہین۔ مگر ہمارے ہاتھ مین تلوار پکڑنے کی قوت ابھی باقی ہے (چیرز) اور ہمارے دلون مین ملکہ معظمہ کی محبت ہے (چیرز) اور اونکی گورنمنٹ کی برکتون پر ہمکو یقین ہے اور اسی گورنمنٹ کی بدولت ہم اپنی سلطنت کے جانے کے بعد اپنا وجود ہندوستان مین دیکھتے ہین۔ اور آزادی اور امن وامان سے زندگی بسر کرتے

ہین۔ پس گو قلم سے کچھ نہین کرسکتے۔ مگر خدانخواستہ جب مذہب سے ہم کسیکو اس گورنمنٹ
کے مقابلہ مین آتے دیکھین گے تو اوسی طرح ملکہ معظمہ کی تاج اور سلطنت پر اپنا خون
بہائین گے جیسا اپنے ہم مذہب بادشاہون کی بادشاہی قایم رکھنے کے لیے بہاتے
تھے (نہایت جوش کے ساتھ چیرز) ہم اپنی قوت کو گورنمنٹ کی دشمنون پر کام
مین لاوینگی۔ ہم کبھی ایک لحظہ کے لیے بہی خیال نہین کرسکتے کہ گورنمنٹ ہمکو بہلا دے
اور چھوڑ دے اور ہماری اون چیزونکو جنپر ہماری زندگی ہے صدمہ پہونچنے دے سب مجھے
ہرگز یقین نہین ہے کہ گورنمنٹ ہماری زبان کو مرنے دیگی بلکہ اوسکو زندہ رکھیگی
اور وہ کبھی مرنے نپائیگی مگر اسمین کچھ شبہہ نہین کہ جو کوشش اوسکی مارنی کی
دوسری طرف سے ہورہی ہے اگر وہ برابر جاری رہی تو آیندہ کسی وقت ہماری
زبان کو صدمہ پہونچے گا۔ یہی خوف ہے جسکی لیئے یہ کوششین ہورہی ہین تاکہ ہم
اپنی زبان کو زندہ رکھ سکین۔ اور اگر خدانخواستہ وہ وقت آوے کہ اوسکو زندہ
نہ رکھ سکین تو اوسکا جنازہ تو دھوم سے نکالین ع۔ عاشق کا جنازہ ہے ذرا
دھوم سے نکلے (اُردو کے اس آیندہ حشر کے اشارہ سے بہت سے سامعین
آبدیدہ ہوگیے) مگر رزولیوشن زیر بحث پر اعتراض کرتے وقت ہمارے دل مین ایک
لحظہ کے لیے بھی گورنمنٹ کی نیک نیتی مین شبہہ کرنے کا خیال نہین گذرتا۔ اسلئے
ہمکو اسبات کا بھی نہایت افسوس ہے کہ ہز آنر کو چند نامہ نگارون کے خطوط کی
بناء پر غلطی سے یہ خیال پیدا ہوا کہ تمام مسلمانون کے خیالات اونکی نسبت ایسے ہین
جسکی وجہ سے اونہون نے ضرور ؟ سمجھا کہ اپنے آپکو بنارس کے عام جلسے مین
[illegible] تمام سے کہ وہ مسلمانون کے مقابلہ مین ہندون کی طرفداری کرتے ہین پاک

ثابت کرین ہم اس بیان کو ایسا غلط سمجھتے ہین جیسا کہ خود ہز آنر۔ ہان اس سے انکار نہین ہو سکتا کہ لوگو نکو یہ خیال ضرور ہے کہ سرکاری ملازمت مین مسلمانونکو اتنا حصہ اون کی عہد حکومت مین نہین ملا جتنا اون کی ماسبق لفٹنٹ گورنرونکی زمانے مین ملا تھا۔ مگر یہ خیال اب پیدا نہین ہوا نہ اوسکو اس معاملہ اُردو ناگری سے کچھ تعلق ہے۔ بلکہ ایسا خیال مسلمانون مین ہز آنر کے پاس ہندؤن کی ۱۸۹۸ء کے ڈیپوٹیشن جانے سے بہت پیشتر پیدا ہو چکا تھا ہز آنر کی عہد حکومت کی آغاز سے دو سال بعد اس صوبے مین یہ شکایت پیدا ہو گئی تہی اور اسی شکایت کے متعلق ۱۸۹۷ء مین علی گڈہ انسٹیٹوٹ گزٹ مین ایک مضمون مسٹر تہیوڈور مارلین موجودہ پرنسپل علی گڈہ کالج نے بعنوان محمڈنز اینڈ گورنمنٹ سروس (مسلمان اور سرکاری ملازمت)" لکھا تھا۔ اوسکی شروع مین وہ لکھتے ہین کہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانو نکو اسبات کا گمان ہو گیا ہے کہ گورنمنٹ شمال مغربی اضلاع کی پالسی مین سر انٹونی مکڈانل کے عنان حکومت لینے کے وقت سے اونکی حق مین مضر تبدیلی کی گئی ہے اور میرے پاس مسلمان دوستون کی کئی چھٹیان آئی ہین جنمین پالیسی کی اس تبدیلی کی شکایت کی گئی اور مجھسے التجا کی گئی ہے کہ مین قوم کی طرف سے کچھ عرض کرون" ہز آنر ذاتی بنارس کی اسپیچ مین جسکا ذکر مین نے ابھی کیا ہے بفصلہ ذیل قاعدہ سرکاری عہدون کی تقسیم کا مقرر فرمایا" برعایت عام قاعدے کی کہ بلا قید قوم و مذہب جلیل القدر عہدے لائق سے لائق شخصو نکو ملنی چاہیئے۔ مسلمان انصافاً بمقابلہ ہر پانچ ہندو عہدے دارون کے تین سے زیادہ کا استحقاق نہین رکھتے لیکن اس قسم کا قاعدہ ہمیشہ و عام طور سے عمل مین نہین آسکتا اور بوجوہات

مختلف مین نے مسلمانون کی حقوق کو اوسے زیادہ تسلیم کیا ہے جسقدر اس اصول کی مطابق ملحوظ رہنا چاہیئے تھے۔ ہم اس سے انکار نہین کرسکتے کہ گورنمنٹ کی ملازمت کی انتخاب مین قابلیت کو معیار قرار دینا مصلحت اور انصاف پر مبنی ہے اور اسکا بھی افسوس کرتے ہین کہ بلحاظ اعلی تعلیم ہماری قوم ہندوون سے بہت پیچھے ہے اور یونیورسٹی کی ڈگریون کی پاس کرنے کی لحاظ سے مسلمانون کی نسبت اہل ہنود سے ایک اور چار کی ہے۔

لیکن صرف کتابی امتحان پاس کرلینے کی علاوہ اور وجود بھی ہین جن پر غور کرنا بھی ضروری ہے اور جنکو گورنمنٹ سرکاری ملازمت کی عطا کرنے مین نظر انداز نہین کرسکتی۔

یہ ضروری ہے اور سلطنت برطانیہ کی قدیم پالیسی بھی اسی کی تقاضی ہے کہ سرکاری ملازمت کے دینے مین دونون فریقون مین کم وبیش مساوات کا لحاظ رکھا جاوے سر آکلینڈ کالون اپنے زمانہ مین ہندو اور مسلمانون مین مساوات کا لحاظ رکھتے تھے باوجودیکہ ہنود کی آبادی بہت زیادہ تھی ہندوون نے اسکی شکایت کی لیکن حضور ممدوح نے گورنمنٹ کی اس مساوات کی وجہ کو اپنی اسپیچ جو اونہون نے اپنے عہد حکومت کی اختتام کے قریب دی تھی بصراحت بیان کردیا تھا۔

اونہون نے فرمایا کہ "آپ صاحبونکو معلوم ہے کہ ایک لوکل گورنمنٹ کو ویسرائے کیخدمت مین ان شخصون کے واسطے خطابات حاصل کرنے کی غرض سے جو اوسکی رائے مین اون کی مستحق ہین سفارش کرنے کا استحقاق حاصل ہے نیز اوسکو ہرسال براہ راست چند ڈپٹی کلکٹرون اور تحصیلدارون کو مقرر کرنے کا

اختیار حاصل ہے پس صوبہ جات متحدہ مین پچھلے پانچ برس کے اندر اس اختیار کا عملدرآمد کسطرحپر کیا گیا ہے ؟ اٹھائیس شخصون کو اعزازی خطابات ملے ہین جن مین سے چودہ مسلمان اور چودہ ہندو تھے۔ گورنمنٹ نے چھبیس ڈپٹی کلکٹر مقرر کیے ہین جن مین سے سولہ ہندو اور دس مسلمان تھے پندرہ شخص تحصیلدار مقرر کیے گیے ہین جن مین سے نو مسلمان اور چھ ہندو تھے۔ یعنی کل تنتیس بمقابلہ چھتیس ہندؤن کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ ان صوبہ جات مین ہندؤن کی تعداد مسلمانون کی نسبت بہت زیادہ ہے اسلیے تعداد کی لحاظ سے ترجیح یا عزت دینی چاہیے لیکن اگر ہم کاشتکارون کی گروہ کثیر کو نظرانداز کرین اور صرف اون لوگونکا لحاظ کرین جنکا اس قسم کی معاملات مین پاس کیا جاتا ہے تو نامناسبت فوراً دور ہو جاتی ہے مین نے اس نکتہ چینی کا اسوجہ سے ذکر کیا ہے کہ وہ میری پبلک فرایض کی انجام دہی سے متعلق ہے۔"

اب بالکل اس کے برعکس حالت ہے اور جو شکایت ہندؤن کو سر اکلینڈ کالون سے تھی اوسی قسم کی شکایت مسلمانون کو سر انٹونی مکڈانل سے ہے مجھے پورا یقین ہے کہ کسی مسلمانکو یہ خیال پیدا نہین ہوا تھا کہ سر اکلنڈ کالون اپنی رعایا کی سرپرستی کرنے مین کسی خاص گروہ کی رعایت یا طرفداری کرتے تھے پس اب جبکہ زمانہ نے رُخ بدلا تو ہمکو کیا حق ہے اس بات کا کہ ہم اپنے موجودہ لفٹنٹ گورنر کی نسبت کوئی دوسرا خیال کرین اور انکی کسی کارروائی کو طرفداری پر

محمول کرین- با این ہم اس بات پر افسوس کرنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ ہز آنر نے اپنی راے مین اپنے متقدمین کے اوس اصول کی جس کو ہم نہایت صحیح اور ضروری سمجھتے ہین پابندی نہ کی یعنے یہ کہ سرکاری نوکری مین ہندو اور مسلمان عہدہ دارون کی تعداد مین تصفیہ کرتے وقت کاشتکارون کے گروہ کثیر کو جن کو ایسے معاملات سے کوئی تعلق نہین ہے خارج نہین کیا- فطرت انسانی کا تقاضا یہی ہے اور غالباً ایسی شکایات خواہ ایک جانب سے ہون یا دوسری سے آیندہ لفٹنٹ گورنرون کے عہد مین بھی ہمیشہ سننے مین آوینگی- اور وہ حکمران نہایت خوش قسمت ہوگا جو اپنے عہد مین ایسا اعتدال اور میانہ روی قایم رکھ سکے اور اس غیر تمنا ہی مباحثے مین دونو فریقون کو رضامند رکھ سکے- بہرحال جس بات پر مین زیادہ زور دینا چاہتا ہون وہ یہ ہے کہ وہ گروہ نہایت ہی قلیل اور کوتاہ نظر لوگون کا ہے جو حضور سر انٹونی مکڈانل کا دل سے شکر گذار اور اون کی حکومت کا مداح نہ ہوگا تمام سمجھدار مسلمان حضور ممدوح کو کمال محبت وعزت اور احسان مندی کی نظر سے دیکھتے ہین- ہم افسوس کرسکتے ہین اور کرتے ہین کہ ہمکو حضور ممدوح کی وہ سرپرستی حاصل نہین ہے جسکی تمنا ہم کرسکتے ہین- لیکن اس سے ہم اس امر کو فراموش نہین کرسکتے (اور اگر ہم کرین تو نہایت احسان فراموشی اور ناشکر گذاری ہوگی) کہ ہمین ہز آنر کی گورنمنٹ سے بیش بہا فوائد پہونچے ہین- مین اسوقت آپ کی سامنے اونکی صرف ایک مہربانی کا ذکر کرونگا اور وہ یہ ہے کہ حضور سر انٹونی مکڈانل نے مدرستہ العلوم

علی گڈہ کے معاملات مین بہت بڑی دلی ہمدردی اور کمال دلچسپی ظاہر فرمائی ہے۔
سرسید کے انتقال کے بعد کالج کی تاریخ مین نہایت نازک موقع پیش آیا اور یہ
کہنا مبالغہ نہوگا کہ اوسوقت حضور ممدوح ہی کی توجہ اور امداد کی برکت تھی
کہ ہم اوس طوفان عظیم کا مقابلہ کرنے مین کامیاب ہوئے۔ اگر حضور ممدوح
مسلمانون کے ساتھہ اور کوئی سلوک نہ بھی کرتے تو اون کا یہی احسان جو
اونھون نے ایک ایسی انسٹیٹیوشن کو بے وقت تباہی سے بچانے مین
مسلمانون پر کیا جسکی نسبت صاحب پرنسپل نے اپنی رپورٹ سنہ ۹۹ او سنہ ۱۹۰۰
مین لکھا ہے کہ "وہ دن بدن فی الحقیقت شمالی ہندوستان کے مسلمانون
کی امید اور اونکی بیہبود کے لیے مایۂ ناز ہوتا جاتا ہے" اسقدر بڑا احسان ہے کہ وہ
اسکے لیے تمام مسلمانون اور اونکی آیندہ نسلون کی دلی شکریہ کے مستحق ہین
حضرات - علی گڈہ مین جو جلسہ اسی رزولیوشن کی مخالفت مین گذشتہ مئی مین
ہوا تھا اوسکے صدر انجمن ضلع علی گڈہ کے ایک معزز رئیس بنائے گئے تھے پھر
وہ مستعفی ہوگئے اون کے علیحدہ ہو جانے کا بہت کچہ چرچا ہو رہا ہے -
اونہون نے ہز آنر سے کہا کہ "اونکو واقعات غلط بتائے گئے تھے اسلیئے اونھون
نے پریسیڈنٹی منظور کی تھی مگر جبکہ اونکو اصلی واقعات معلوم ہوگئے اونہون
نے استعفا دیدیا اور اپنا تعلق ہر قسم کا کمیٹی سے الگ کرلیا" اس سے انکار
نہین ہوسکتا کہ جو کارروائی مستعفی پریسیڈنٹ صاحب نے کی وہ لایق
افسوس کے ہے -
مگر مین اس معاملہ کی نسبت نہ اپنی ذاتی راے آپ صاحبون کے سامنے

بیان کرونگا اور نہ اون وجوہات کی طرف اشارہ تک کرونگا جو میرے نزدیک
اصلی موجب اون کی اس کارروائی کی ہین مگر ضرورت اور انصاف یہ چاہتا ہے
کہ مین وہ تمام واقعات جو اون کی اس تحریک مین شامل ہونے کی متعلق
ہین آپ صاحبون کے روبرو صاف صاف بیان کرون اونکے پریسیڈنٹ
مقرر کرنے اور اون کے مستعفی ہونے کے واقعات یہ ہین کہ یکم مئی کو اس
رزولیوشن کے متعلق کارروائی کرنے کے لیے ایک مجلس میرے مکان
پر منعقد ہوئی اور مین نے خاص خاص لوگون کو تحریری رقعہ بھیجکر آنے کی
درخواست کی منجملہ اور لوگون کے وہ رقعہ مستعفی پریسیڈنٹ کی خدمت مین بھی
بھیجا گیا۔ اس رقعہ مین مسئلہ کی عیب و ثواب پر کوئی بحث نہین کی گئی تھی۔
وہ اپنی خوشی سے اوس جلسہ مین تشریف لائے اور براہ مہربانی اونھون
نے اس مجلس کا چیرمین ہونا قبول کیا۔ واقعات کا اونکو بھی اوسی قدر علم تھا
جتنا کہ دیگر حاضرین کو۔ کوئی کارروائی اس قسم کی نہین ہوئی جس سے اونکو
کسی مغالطہ مین ڈالنے کی کوشش کی گئی ہو۔ اوس مجلس مین صرف یہ فیصلہ ہوا
کہ اس ضروری اور اہم مسئلہ پر غور کرنے اور رزولیوشن پاس کرنے کے
لیئے ۱۳۔ مئی کو کراسنھویٹ ہال علیگڈہ مین ایک جنرل میٹنگ کیجاوے
اور چھپے ہوئے رقعہ دعوت جاری کیے گیے جن پر منجملہ دیگر لیڈرونکے اون کے
بھی دستخط تھے۔

مطابق اوسکے ۱۳۔ مئی کو جلسہ ہوا اور اوسکے بھی وہی صاحب صدر انجمن
تجویز ہوئے۔ اونھون نے خوشی سے منظور کیا اور بعض رزولیوشنون کی

تحریک خود کی۔ یکم مئی سے ۱۳ مئی تک جو عرصہ گذرا اوسمین نہ وہ مجھسے ملے نہ مین اون سے ملا اور مین نہین سمجھ سکتا کہ اونکو کس شخص نے اور کیونکر واقعات کی نسبت اسقدر بڑا مغالطہ دیا۔ ماسواے اسکے جو تقریرین کہ اس بڑے جلسہ مین ہوین اونمین کوئی بات ایسی نہ تھی جس سے مسٹر آنریبل پریذیڈنٹ صاحب کو اپنی راے تبدیل کرنے کا موقع ملا ہو۔ تمام کارروائی سب کے سامنے ہوئی اور اوسکی مفصل روئداد چھاپ کر شایع کی گئی۔ اوسی دن ایک تار خدمت مین پرایوٹ سکرٹری ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر متعلق اس معاملہ کے بھیجا گیا اس تار کا جواب آنے پر ۱۶ مئی کو ایک ضروری اجلاس اسکا جواب لکھنے کی غرض سے منعقد ہوا۔ پریسیڈنٹ صاحب علی گڈھ مین موجود نہ تھے اسیلئے جلسہ مین شریک نہوسکے مگر اصل تار معہ مجوزہ جواب کے اون کی خدمت مین روانہ کیا گیا اور درخواست کی گئی کہ وہ اوسکو دیکھکر اگر کوئی اصلاح و ترمیم مناسب سمجھین تو کرین۔ ۱۷ مئی کو اونہون نے جو جواب بھیجا وہ یہ ہے۔

"جناب نواب صاحب مخدوم و مکرم نیاز مندان جناب نواب محسن الملک بہادر دام عنایتکم بعد سلام نیاز کے التماس ہے کہ والانامہ معہ خبر تار جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر و نیز مسودہ جواب اسکے کا پہونچا۔ عزت ہوئی مین نے مسودہ جواب کو بہت غور سے دیکھا۔ میری راے ناقص مین یہ جواب بہت اچھا اور مناسب ہے کسی قسم کی ترمیم وغیرہ کا محتاج نہین ہے چنانچہ ہر دو کاغذ مذکورہ بالا اس نیاز نامہ کے ساتھ خدمت عالی مین واپس کرتا ہون زیادہ والسلام فقط"

آپکا نیاز مند (دستخط) محمد لطف علیخان از لالہ نگر ۱۔ مئی سنہ ۱۹ء

اسکے بعد تین دن گذر گئے اور اس بڑے جلسے کے لئے دعوت کے خطوط جاری کرنے کے لیے تجویز کی گئی جسکا مین اسوقت صدر انجمن ہون اور یہ بھی قرار پایا کہ دعوت کرنیوالون مین مستعفی پریسیڈنٹ کا نام بھی درج کیا جاوے۔ چنانچہ اون سے بذریعہ خط مورخہ ۴۔ جون سنہ ۱۹ء درخواست کی گئی۔ اسکو بھی اونہون نے خوشی سے منظور کیا اور اجازت دی کہ اونکا نام بھی دعوت کرنے والون مین لکھدیا جاوے۔ اونکا وہ خط جسمین اونہون نے اجازت دی حسب ذیل ہے۔

جناب نواب صاحب معظم و مکرم بندہ نواب محسن الملک صاحب بہادر دام عنایتکم

بجواب والا نامہ مرقومہ ۴۔ جون عرض کرتا ہون کہ میرا نام اپنے اور نواب صاحب بہادر کے ساتھ درج نوٹس فرما دیجئے۔ مجھے بخوشی منظور ہے۔ اطلاعاً مکلف ہوا۔ زیادہ نیاز

آپکا نیاز مند (دستخط) محمد لطف علیخان ۵۔ جون سنہ ۱۹ء

جو خط و کتابت مین نے آپ کے روبرو پڑھی ہے اوس سے صاف ظاہر ہے کہ مستعفی پریسیڈنٹ صاحب کو یکم مئی سے ۵۔ جون تک اس تحریک کے ساتھ دلی ہمدردی تھی اور اس عرصہ مین اس مسئلہ پر تمام اخبارات وغیرہ کے ذریعہ سے پوری بحث ہو چکی تھی اور اونکو اس مغالطہ یا دھوکہ کو معلوم کرنے کا پورا موقع حاصل تھا جو اس تحریک کے لیڈرون نے اونکو دیا تھا۔ ۱۲۔ جون تک کوئی شک و شبہ اونکو اس قسم کا پیدا نہ ہوا اور چالیس دن سے زیادہ

عرصہ تک وہ اس تحریک کے حامی اور سرگروہ رہے جسکے بعد اونہون نے
بذریعہ ایک خط کی جو مین آپ کو سناتا ہون اپنا استعفا بھیجا۔
"جناب نوابصاحب مخدوم مکرم بندہ نواب محسن الملک صاحب بہادر دام نوازشکم
بعد سلام نیاز ایک کمیٹی علی گڑھ مین قایم ہوئی تھی بدین غرض کہ ناگری حروف
کا عدالتہاے مین جاری ہونا باعث نقصان ہے اور مین نے اوس کمیٹی
کا عہدہ پریسیڈنٹی قبول کیا تھا اوسوقت مین میری جانب سے احکام گورنمنٹ
کی بابتہ اور نیز کارروائی کمیٹی مذکور کی بابتہ غلط فہمی عمل مین آئی تھی مگر بعد ملاحظہ و غور
کامل میری یہ راے ہے کہ احکام گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہندوستانی یعنے اردو
زبان کو کوئی نقصان اہم نہین پہونچتا ہے چنانچہ مین عہدہ پریسیڈنٹی سے مستعفی
ہوتا ہون اور یہ استعفا آپ کی خدمت مین بھیجکر امید کرتا ہون کہ یہ استعفا میرا منظور
ہوگا اور اب میرا نام اوس جلسہ کے مدعو کرنے والون مین تحریر نہ فرمایا جاوے
جو کہ عام جلسہ امور متذکرہ بالا کے متعلق لکھنو مین ہونے والا ہے۔ زیادہ نیاز
آپکا نیازمند (دستخط) محمد لطف علیخان مورخہ ۱۳۔ جون ۱۹۰۰ء"
اے حضرات۔ وہ کمیٹی جو یکم مئی کو میرے مکان پر ہوئی تہی اوسوقت نواب
وقار الملک بہادر موجود تھے۔ آپ اون سے دریافت کیجئے کہ ایک فقرہ پر مین نے
حاضرین سے خطاب کرکے کہا تھا کہ اس کارروائی مین جذبات دلی کو جوش مین
نہ لانا چاہیے اور تقریرین اعتدال ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اوسوقت ہمارے مستعفی
پریسیڈنٹ نے کیا کہا تھا (اسپر نواب وقار الملک بہادر کھڑے ہوے اور
فرمایا) "جناب نواب پریسیڈنٹ صاحب بہادر اور دیگر معزز حضرات مجھکو علی گڈہ اردو ڈیفنس

کمیٹی کی اوس ابتدائے جلسہ مین اتفاق سے شریک ہونے کی عزت حاصل تھی
جسمین مستعفی پریسیڈنٹ صاحب کو پریسیڈنٹ بنایا گیا تھا اور مین بذریعہ ذاتی مشاہدہ
اور ذاتی علم سے کہہ سکتا ہون کہ مستعفی پریسیڈنٹ صاحب کو کسی قسم کا دھوکا
یا مغالطہ جلسہ کیطرف سے نہین دیا گیا تھا۔ ۱۰۔ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کا رزولیوشن تمام و
کمال اوسوقت جلسہ کے سامنے بہ آواز بلند پڑھا گیا تھا اور جو نقصانات کہ اوس
سے آیندہ ہماری اردو زبان کو پہونچنے والے تھے اوسپر اچھی طرح گفتگو
ہوئی تھی اور اوسی اثناے گفتگو مین جبکہ نواب محسن الملک بہادر جلسہ کو نصیحت
کر رہے تھے کہ ہر ایک کارروائی آیندہ بہت احتیاط اور اعتدال سے کی جاوے
اور کسی قسم کی بیجا جوش کا اظہار نہ کیا جاوے اور کوئی لفظ جو گورنمنٹ کے شان
کی خلاف ہو زبان سے نہ نکالا جاوے تو انھین جناب مستعفی پریسیڈنٹ صاحب
نے یہ الفاظ زبان مبارک سے ارشاد فرمائے تھے کہ واہ حضرت جب جی جائیگا
تو کہانتک کوئی بات زبان سے نہ نکلے گی۔ پریسیڈنٹ نے پھر اپنی تقریر شروع
کی اور کہا کہ جب ہز آنر نے اپنی بنارس کی تقریر مین اس امر کا تذکرہ فرمایا اور عام
لوگون کی توجہ اس معاملہ کیطرف مائل ہوئی۔ بیٹنے بمبئی سے اونکو ایک رجسٹری
شدہ خط بھیجا اور دریافت کیا کہ آپ کو کسنے دھوکا دیا اور کیا دھوکا دیا۔ اور
ممبران علیگڈہ کمیٹی نے بھی ایک خط لکھا مگر مستعفی پریسیڈنٹ صاحب نے کوئی
جواب ابتک نہین دیا۔ اے صاحبو مین آپ لوگون سے پوچھتا ہون کہ جو کچھ ہمارے
مستعفی پریسیڈنٹ نے ہز آنر سے کہا اوسکی ان خطوط سے کہانتک تصدیق ہوتی ہے
مین تو سمجھتا ہون کہ جو لوگ ایسا کہتے ہین اور جنکے کہنے پر ہز آنر کو یہ خیال ہو گیا ہے

کہ وہ اب اس مسئلہ کو سمجھ گئے ہین اونکو صرف خیالی خوف اسکا باعث ہے اور
جو لوگ اس کارروائی مین ہمارے شریک نہین ہین درحقیقت وہ اپنے گھرون
مین بیٹھ کر وہ باتین کہتے ہین جو ہم کبھی نہین کہتے - مگر وہ معذور ہین کیونکہ
اونکو گورنمنٹ کی اصول سے واقفیت نہین - وہ برٹش عہدہ دارون کی آزادانہ
اور منصفانہ طبیعت سے آگاہ نہین - برٹش گورنمنٹ وہ گورنمنٹ ہے کہ صداقت انصاف
اور آزادی پر اوسکی بنیاد ہے اور اسلیے ہمکو اپنا درد دل گورنمنٹ کے پاس ظاہر
کرنے کی لیے کوئی مانعت نہین - یہ لوگ جنکو اس اصول سے واقفیت نہین
وہ مارے ڈر کے حق بات کے کہنے سے ڈرتے ہین اور درحقیقت اون کی غلطی
سے گورنمنٹ کو دھوکا ہوتا ہے - مگر یہ بات کچھ نئی نہین ہے بلکہ مرحوم
سر سید احمد خان بھی اسکا افسوس کرتے تھے اور اپنے ملک کو اس بیجا خوف کرنے اور
سچ بات نہ کہنے پر ملامت کرتے تھے جیسا کہ اونھون نے اپنی ایک اسپیچ مین علی گڈھ
کے رئیسون سے خطاب کر کے کہا تھا " آپ مجھے معاف کیجیے مین صاف صاف
کہنا چاہتا ہون - ہندوستان کی رعایا کی یہ عادت ہو گئی ہے کہ گھر مین بیٹھ کر گورنمنٹ
کی ہزارون شکایتین کرینگے انتظام حکام پر اپنے گھر مین ہزار عیب لگا وینگے
جنمین سے بہت صحیح و درست بھی ہونگے - مگر جب انگریزون سے ملین گے
تو کہینگے کہ ہمتو گورنمنٹ کے بڑے خیر خواہ ہین اور حکام کا انتظام حد تعریف
سے بھی بہت عمدہ ہے اور نہایت ہی خوب ہے - کوئی عقلمند آدمی ایسی رعیت کو
خیر خواہ نہین سمجھ سکتا - "
اے حضرات - مین نے استعفی کی نسبت تمام واقعات آپ لوگون کے سامنے

پیش کر دیے اور اوسپر آپ نہایت آسانی سے رائے قایم کر سکتے ہین مین اسکی ضرورت نہین سمجھتا کہ آپ سے بیان کرون کہ اس واقعہ سے کیا اخلاقی سبق حاصل ہوتا ہے۔ یا آپ سے انصاف چاہون کہ آیا پریسیڈنٹ موصوف کا یہ فعل اوس قول کی مطابق ہے جو اونہون نے ہز آنر سے کہا یا آپ سے ملتجی ہون کہ آپ کے نزدیک ہز آنر کی راے جو اونہون نے پریسیڈنٹ مستعفی کی وجہ استعفا کے بیان کرنے کی بنیاد پر اون طریقون کی نسبت ظاہر فرمائی ہے جن سے یہ ایجیٹیشن برانگیختہ کیا گیا تھا کہانتک حق بجانب ہے۔ صاحبو جب کسی مسئلہ کی نسبت تمام قوم کے دل کو صدمہ پہونچ چکا ہو تو اوسکے متعلق ایجیٹیشن کی پھیلانے اور برانگیختہ کرنے کی ضرورت نہین ہوتی۔ ایسے وقت مین ہمارا فرض حقیقت مین یہ ہے کہ پبلک کی راے کو اعتدال پر لائین اور گورنمنٹ کی ارادون اور مقاصد کی نسبت جو غلط خیالات لوگون کی دلون سے دور کرین۔ باوجود اسکے کہ ایسے بڑے شخص جیسے کہ ہمارے مستعفی پریسیڈنٹ ہین اس تحریک سے علحدہ ہو گئے یا اور بڑے بڑے نواب اور رئیس خیالی خوف سے علاحدہ رہے ہمکو یقین ہے کہ ہماری قومی زبان مرنے نپاوے گی اور ہمیشہ زندہ رہیگی۔ حضرات مینے بہت سا وقت آپ کا اون خارجی واقعات کے بیان کرنے مین لیا ہے اور اب مین مناسب نہین سمجھتا کہ رزولیوشن کے نفس مضمون پر عام نظر ڈالنے اور اوسکی تشریح کرنے سے آپ کا وقت زیادہ ضایع کرون جو رزولیوشن کہ آجکی اجلاس مین پیش ہونگے اور اون کی تائید مین جو تقریرین کی جاوینگی اون مین میرے لایق دوست گورنمنٹ کے احکام کے ہر پہلو پر غور اور مباحثہ کرینگے مین صرف یہ کہنا چاہتا ہون کہ جو کچھ مین نے کل مسئلہ کی

نسبت کہا ہے اور جو طلق ہمین اس ایجیٹیشن سے ہے اوسکا تصفیہ گورنمنٹ کے ہاتھہ مین ہے اصل یہ ہے کہ رزولیوشن مورخہ ۱۸-اپریل سنہ ۱۹۰۰ع کی اصل مفہوم کو کوئی نہین سمجھا اوسکے معانی ایسے مبہم ہین کہ اون پر قانون دانون کے مباحثے ہوچکے ایک کچھ مراد لیتا ہے دوسرا اوسکی تردید کرکے دوسرے معنے قرار دیتا ہے۔ یہانتک کہ ان صوبجات کی دو بڑی جوڈیشل عدالتون نے اوسکی معنون پر بالکل متناقض فیصلہ کیا۔

جب یہ حال ہے تو اوسکی نسبت مسلمانون پر فتنہ انگیز موشگافیان اور بیجا نکتہ چینی کرنے کا الزام کیونکر عاید ہوسکتا ہے۔

جو ابہام کہ رزولیوشن کے موجودہ الفاظ مین پایا جاتا ہے اوسکا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے کہ رزولیوشن کے معنون کی نسبت جو فیصلہ الہ آباد ہائی کورٹ اور جوڈیشل کمشنر اودہ نے کیئے ہین اونمین بالکل تناقض ہے ہائی کورٹ نے لفظ "درخواست" کے اندر عرضی دعوے۔ استغاثے اور تحریری بیانات وغیرہ سب شامل کرلیئے ہین۔ مگر آخر الذکر کی عدالت نے (جس سے قبل نفاذ رزولیوشن مشورہ بھی لیا گیا تھا) یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس اصلاح کا اطلاق استغاثون اور تحریری بیانات پر نہین ہوسکتا۔ اگر ناگری حروف کا استعمال درخواستین وغیرہ لکھنے مین صرف اونہین لوگون کے لیے اختیاری اور جائز سمجھا جاوے جو صرف اسی طرز تحریر سے آگاہ ہین اور جو استغاثے اور دیگر کاغذات سرکاری قانون پیشہ لوگون کی توسل سے پیش ہوتے ہین خارج رکھے جاوین تو محض قرین مصلحت اور ایک خاص گروہ کی سہولت کا باعث ہے۔ ہمارے

اس خیال کی تائید ہز آنر کی تقریر سے ہوتی ہے جو اونھون نے بنارس مین فرمائی-
حضور ممدوح نے فرمایا کہ "حکام کے روبرو زبانی شکایتون اور اظہارات مین اگر
کوئی حاکم کسی کو ہندی استعمال کرنے سے منع کردے تو اوسکی نسبت کیا
خیال ہوگا - پس اگر زبانی اظہارات مین ہندی کی ممانعت لغو ہے تو تحریری
بیانات مین اوسکی ممانعت کیونکر جائز ہو سکتی ہے" صاحبو اگر اس رزولیوشن کی
جاری کرنے سے گورنمنٹ کی اصل مین یہی غرض اور مراد ہے جو مین نے
ابھی بیان کی اور گورنمنٹ باضابطہ طور سے اسکی تشریح کردے تو چشم ما روشن
دلِ ماشاد ہمارا تمام اختلاف دور ہو جاوے اور کسی قسم کا اعتراض باقی
نرہے ہم تعصب اور ناجائز قومی طرفداری کی قیود کے پابند نہین ہین جو خواہ
مخواہ ایسے احکام سے اختلاف کرین جنکا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ صرف ناگری
لکھنا جانتے ہین وہ قانوندان لوگونکے پاس جانیکی خرچ اور تکلیفون سے محفوظ
رہین اور خود اپنی درخواستین لکھکر اصالتاً پیش کرسکین-
جو نہایت معقول اور آبادی کی ایک خاص گروہ کی ضرورتون کی پورا کرنے
والی ہے لیکن اگر باوجود ان احکام کے اہل معاملہ کو قانون پیشہ لوگون کی امداد
اور مداخلت کی ضرورت باقی رہی اور عرائض نویسون اور وکلا کو بھی جنکے لیے
اردو زبان اور حروف سے واقف ہونا لازمی ہے ناگری حروف مین لکھنے
کی آزادی ہو تو اس رعایت کی ضرورت باقی نہین رہتی اور ایک دوسری طرز تحریر کی
اجازت دینا محض بے سود ہو جاتا ہے - اس رزولیوشن کا ابہام اور اوسکے
لفظون پر مختلف معنون کا اطلاق ہونا نہ صرف یہین تک محدود ہے کہ آیا

قانون پیشہ لوگون کو ناگری حروف کی استعمال کا حق ہے یا نہین۔ بلکہ آپ کو معلوم ہوگا کہ رزولیوشن زیر بحث کی تمہید مین حضور لفٹنٹ گورنر بہادر نے صاف طور پر فرما دیا تھا کہ وہ زبان کا مسئلہ جو حروف کے مسئلہ سے بالکل علیحدہ مسئلہ ہی چھیڑنا نہین چاہتے اور حضور ممدوح کا ارادہ ان صوبجات کی عدالتون کی زبان بدلنے کا نہین ہے۔ لیکن جو ترمیم رزولیوشن مذکور کے دفعہ ۴ کی فقرہ ۲ مین حسب تجویز گورنمنٹ آف انڈیا ہوی ہے اوس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہی مسئلہ زبان چھیڑا گیا ہے۔ اصل حکم کے مطابق عملہ کے ملازمون کیلئے ناگری و فارسی حروف کا جاننا شرط ضروری قرار دیا گیا تھا مگر مذکورہ بالا ترمیم کے موافق ہندی اور اُردو دونون زبانون کا علم عملہ کے ملازمون کے لیے لازمی ہوگیا۔ یہ اہم تبدیلی جو رزولیوشن کے اوس حصہ مین کردی گئی ہے جس کا اثر عملی کارروائی پر پڑتا ہے اور جس کا مضمون اوسی کے تمہیدی الفاظ سے بالکل متناقض ہے اس امر کا بیّن اور قاطع ثبوت ہے کہ اس رزولیوشن کی تحریر اور نفاذ کی تمام کاروائی بغیر کافی غور کے عمل مین آئی ہی ہمکو نہ صرف یہی حق حاصل ہے کہ اوس ضرر رسان اثر کی نسبت جو اس رزولیوشن سے ہماری پیاری زبان پر پڑے گا گورنمنٹ کی خدمت مین اپنے خیالات ظاہر کرین بلکہ جب تک اوسکے موجودہ معنی قایم ہین ہم ہر آن سے جایز طور پر یہ استدعا کرنیکے مستحق ہین کہ وہ باضابطہ طور سے ایک جدید رزولیوشن نافذ کرکے صاف الفاظ مین تشریح کردین کہ رزولیوشن ۱۸۔ اپریل کا اصلی مفہوم اور مراد کیا ہے۔ ہماری زبان پر صدمہ پہونچنے کا اندیشہ ہوا ہم چپکے بیٹھے رہین اور موؤدبانہ

طورسے معترض نہون اور اپنی زبان کی حفاظت کی تدبیر نکرین اور دل ہی دلمین
کڑھتے رہین تو ہم گویا اسبات کے ثابت کرنے والے ہونگے کہ نہ ہم اپنے معزز
اسلاف کے لایق خلف ہین نہ ہم اپنی تاریخی واقعات کے خیال رکھنے والے ہین
نہ ہم اپنے قوم کے سچے دوست ہین نہ اپنے فرض کے ادا کرنے والے نہ گورنمنٹ
کے اصلی اصول کے سمجھنے والے ہین - کیونکہ یہ کوئی خفیف معاملہ نہین ہے اور گو
بالفعل خفیف ہو مگر آیندہ اوسکی سنگین اور زیادہ اہم ہونے کا خوف ہے اور
اس سے ہمکو بڑا ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہے -
مین اس موقع پر سر سید مرحوم کا ایک ریمارک کو نقل کرنا کافی سمجھتا ہون جو اونہون نے ۱۸۶۲ء
سرکلر مین شایع کیا تھا - ہمارے معزز لیڈر نے لکھا کہ "تعلیم یافتہ مسلمانون کو ناگری حروف اور
ہندی زبان جاری ہونے سے بڑا نقصان ہوگا - درحقیقت جس قدر نقصان
کہ مسلمانون کو ہونا ممکن ہے وہ ہوگا کہ اس سے بڑھکر بجز دین سے محروم کردینے
کے نقصان کے اور کوئی نقصان نہین ہوسکتا -"
صاحبو - حاصل کلام یہ ہی کہ اگر اس رزولیوشن کے اصل معنی اوس حد تک محدود
مین جو ابھی ذکر کیا تو ہمکو اس سے کوئی اختلاف نہین کیونکہ اس اردو زبان و
عدالتون کی مسلمہ زبان اور حروف ہونے مین کوئی فرق نہین آتا اصل مقصد
یہی ہوگا کہ خاص خاص صورتون مین اون غریب لوگون کی لیے آسانی او
سہولیت ہو جو صرف ناگری جانتے ہین اور اپنے وکیل آپ ہوتے ہین اور
یقین ہے کہ ہز آنر کا بھی اصل منشا یہی ہو اور ہمارے اختلاف پر جو اس رزولیو
کے نسبت ہے اسی خیال سے ہز آنر کو تعجب بلکہ بڑا تاسف ہے کہ ہم اپنے

حکم پر جس سے ہماری زبان کو کچھ ضرر نہین پہونچتا اور جس سے دوسرے مستفید اور متمتع ہو سکتے ہین مخالفت کرتے ہین اگر اسکی تشریح کر دیجاوے اور وہ ابہام جو پیدا ہو گیا ہے رفع کر دیا جاوے تو اس بحث کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور کسی قسم کا اعتراض باقی نہین رہتا۔

صاحبو۔ مین آخر مین صرف یہ کہنا چاہتا ہون کہ مین آپ لوگونکا اوس عنایت آمیز مدارات کا دل سے مشکور ہون جو آپ نے میری نسبت ظاہر فرمائی اور آپ سے ملتجی ہون کہ آپ اپنی دلی توجہ اون حضرات کیطرف مبذول فرمائے جو ابھی آپکو مخاطب کرنے والے ہین۔ مگر یہ یاد رکھیے کہ اگر آپ اپنی کارروائی مین اوس سنجیدگی اور اعتدال اور تہذیب کو ملحوظ رکھین گے جسکے لیے ہم ایسے خاص موقعون پر جب کسی پبلک مسئلہ پر گورنمنٹ کی خدمت مین اپنی رائے اور خیالات ظاہر کرنا چاہتے ہین ہمیشہ کوشش کرتے رہے تو آپ کی اس جلسہ کی وقعت اور آپ کی باتون کا اثر ہوگا اور آپ کی غیر متعصبانہ اور مودبانہ کارروائی عزت کی نظر سے دیکھی جاوگی۔

بعد تقریر افتتاحی کے جناب پریسیڈنٹ صاحب پھر اوٹھے اور رزولیوشن مندرجہ ذیل کی تحریک پیش کی اور یہ کہا کہ اس رزولیوشن کے متعلق بھی جو کچھ مجکو کہنا تھا وہ مین نے اپنی افتتاحی تقریر مین بیان کر دیا ہے۔ نواب مہدی حسن فتح نواز جنگ صاحب جو اس رزولیوشن کی تائید کرنے والے ہین وہ اوسکی بابتہ اور بحث فرمائین گے۔

رزولیوشن نمبر ا

"اس مجمع کی یہ ہرگز رائے نہین ہے کہ سر انٹونی مکڈانل صاحب بہادر نے رزولیوشن

مورخہ ۱۰۔اپریل سنہ ۱۹۰۰ء دربارہ نفاذ ناگری عمداً کسی فریق کی طرفداری یا کسی نامنصفانہ کارروائی سے بالقصد اہل اسلام کو ضرر پہونچانے کی نیت سے پاس کیا ہے بلکہ جیسا صاحب ممدوح کے بیان سے ظاہر ہوگا۔ آن کا رزولیوشن صرف کثرت اہالیان ممالک مغربی و شمالی و اودھ کے فائدہ کی غرض پر مبنی ہے گو یہ جلسہ ہز آنر کی راے سے متفق نہیں ہو سکتا۔"

نواب فتح نواز جنگ صاحب بیرسٹرایٹ لا اس رزولیوشن کی تائید کے لیے کھڑے ہوے اور اونھون نے حسب ذیل تقریر کی۔

تقریر نواب مہدی حسن صاحب فتح نواز جنگ بیرسٹرایٹ لا لکھنو

حضرات۔ مین نہایت خوشی سے اس رزولیوشن کی تائید کرتا ہون جو میرے معزز اور قدیم دوست نواب محسن الملک بہادر نے پیش کیا ہے یہ ایک ایسا رزولیوشن ہے جو میرے دلی خیالات کے موافق ہے۔ یہ رزولیوشن مسلمانون کے اوس ریپرزنٹیٹو جماعت کو جو ہندوستان کے ہر حصہ سے آج یہان جمع ہوئی ہے آمادہ کرتا ہے کہ یہ جماعت یک زبان ہو کر اس امر کا اظہار کرے کہ اوسکو اوس گروہ سے نہ کوئی ہمدردی ہے اور نہ یہ جماعت اوسکے افعال کی ذمہ دار ہے جو حضور ہز آنر سر انٹونی میکڈانل کے رزولیوشن مورخہ ۱۰۔اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کو کسی خاص جماعت یا فرقہ کی طرفداری کا باعث خیال کرتا ہے یا حضور ممدوح کی نسبت یہ خیال رکھتا ہے کہ رزولیوشن مذکورہ بجز عام نفع رسانی کے کسی اور ارادہ سے پاس کیا گیا ہے۔ ہم بہت زور کے ساتھ یہ ظاہر کرتے ہین کہ ہمکو اوس گروہ سے کوئی تعلق نہین ہے جسکا یہ خیال ہے کہ یہ رزولیوشن ہندوستان کی دو بڑی قومون مین نفاق اور فساد

پھیلانے کی غرض سے پاس ہوا ہے ہم نے اس قسم کی تمام غیر منصفانہ اور نامعقول
دلایل اور خیالات سے اپنے تئین علیحدہ رکھکر حق پسندی کا طریقہ اختیار کیا ہے
حضور ممدوح نے جسوقت سے ان صوبجات کی عنان حکومت اپنے ہاتھ
مین لی ہے اور جو بلیغ کوششین اس حصہ ملک کی ترقی مین صرف فرمائی ہین
اور جو منصف مزاجی ذات والا سے ظاہر ہوئی ہے اوسکی لیے ہم حضور سر انٹونی
میکڈانل کے نہایت مشکور ہین۔ حضور ممدوح کے بیمثل اوصاف اور اعلی قابلیت
نے ہر طبقہ کے لوگون کے دلون مین اون کی نہایت وقعت پیدا کردی ہے
ہم اسبات کو کبھی نہین بھول سکتے کہ اوس نازک زمانہ مین جب کہ ہمارے
علیگڈھ کالج کی حالت نہایت خوفناک ہورہی تھی ہز آنر نے کمال شفقت اور
ہمدردی سے ہماری مدد کی اور ہم ہز آنر کی کوششون کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہین
(چیرز) جنکی بدولت ہمارا کالج آج بہ نسبت سابق کے زیادہ عمدہ اور قابل
اطمینان حالت مین ہے۔ مین سمجھتا ہون کہ مین آپ حضرات کی خیالات کو جو اسوقت آپ
کے دلو نمین ہین صحیح طور سے ظاہر کر رہا ہون میرا منشا یہ ہے کہ ہملوگ یہان دو
بڑے اور قومی اغراض سے جمع ہوئے ہین۔
اول غرض حضور ہز آنر سر انٹونی میکڈانل کے بے انتہا احسانات کا شکریہ ادا کرنا ہے
جو حضور ممدوح نے اس صوبہ پر فرمائے ہین (چیرز)
دوسری غرض اس امر کا ظاہر کرنا ہے کہ ہمکو اپنے ملکی ہندو بھائیون سے کمال
ہمدردی اور یک جہتی ہے۔ ہمکو یہ سنکر بہت صدمہ ہوتا ہے کہ بعض لوگون کا
خیال ہے کہ ہم اپنے ہندو دوستون یا اپنی مہربان و محسن گورنمنٹ کی مخالفت

کی غرض سے جمع ہوئے ہین۔
جیسا کہ حال مین انڈین ڈیلی ٹیلیگراف کے ایک خط مین شایع ہوا ہے کہ وہ دو بڑی قومین جو ہندوستان مین آباد ہین۔ ہندوستان کے دونون آنکھین ہین اور یہ ظاہر ہے کہ ایک آنکھ کی تکلیف کا اثر دوسری آنکھ پر ضرور پڑتا ہے اور اسوجہ سے اس مسئلہ کو ایک قومی مسئلہ سمجھنا ہمارے خیالات اور ہماری خواہش کا غلط اندازہ کرتا ہے۔ ہمنے اس مسئلہ کو کوئی قومی مسئلہ نہین سمجھا ہے بلکہ ہماری غرض صرف اُردو زبان کا تحفظ ہے۔ وہ زبان جو ہندو اور مسلمانون کی کم ازکم اس حصۂ ملک مین ایک مشترکہ جایداد ہے۔ اگر ہم آجکی کانفرنس مین یہ فیصلہ کرلین گے کہ وہ خرابیان جو اس رزولیوشن سے پیدا ہوئی ہین وہ صرف خیالی نہین ہین بلکہ واقعی ہین تو ہم نہایت ادب اور عاجزی سے بحیثیت ایک وفادار اور جان نثار رعایا کے گورنمنٹ کیخدمت مین اپنی عرضداشت بھیجینگے جسمین ہم اپنے ہندو بھائیون کی ضرورت اور فایدہ کا بخوبی لحاظ رکھین گے۔ (چیرز)
پھر پنڈت کدارناتھ صاحب بی اے وکیل بنارس کھڑے ہوئے۔ اونکے کھڑے ہوتے ہی تمام حاضرین نے نعرہ خوشی بلند کیا اور دیر تک تمام بارہ دری اوس نعرہ سے گونج گئی اور اونہون نے اوسی رزولیوشن کی تائید مین حسب ذیل تقریر فرمائی۔

تقریر پنڈت کدارناتھ صاحب بی اے وکیل و ڈیلیگیٹ بنارس

جناب پریسیڈنٹ صاحب و حاضرین جلسہ۔

اس اقلیم ہندوستان مین تیس کروڑ آبادی مختلف مذاہب اور فرقون کی ہے
جو ہندو مسلمان عیسائی وغیرہ کے لقب سے نامزد ہین۔ اس اقلیم کی شاہنشاہی
ہماری حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے مبارک ہاتھون مین ہے (یہان پر بعض
اہالیان بزم نے فرمایا ذرا آواز بلند سے ارشاد فرمایئے) جنکی سایہ عاطفت
وحکومت مین ہم سب اپنے اپنے حقوق کے قیام اور افزایش کے لیے کوشش
کر رہے ہین لیکن یہ کہنا کہ فلان ہندو ہے اور فلان مسلمان اور فلان عیسائی
ہے باعتبار اصول سیاست مدن محض بے معنی ہے (سنو سنو)۔
حضرات۔ لوگونکو استعجاب ہو گا کہ یہ حقیر ہندو اور ہندوئین برہمن
اور برہمنون مین کشمیری پنڈت ہو کر اس جلسہ مین کیونکر شریک ہوا ہے۔
میرا جواب یہ ہے کہ مین اون بے بنیاد خیالات کو علحدہ رکھنا چاہتا ہون
جو قوم کی یک جہتی کو منتشر کرتے ہین اور یون گویا اوسکی فلاح کو غارت
کرتے ہین۔ یہان مین صرف بحیثیت رعایای حضور ملکہ قیصرہ ہند شریک ہون
اس سے کوئی بحث نہین کہ مین ہندو ہون مسلمان ہون یا عیسائی ہون
یا یون کہیے کہ مین ہندو مسلمان عیسائی وغیرہ سب ہون۔ میرا خیال چاہے
صحیح ہو یا غلط وہ درحقیقت یہ ہے کہ مین نہ ہندو ہون نہ برہمن ہون نہ
کشمیری پنڈت ہون بلکہ برٹش انڈین ہون (چیرز)
اور یہی لقب مجھے پسند ہے اور ہر شخص کو پسند ہونا چاہیے جسکو اپنے
ملک برٹش انڈیا اور اپنی قوم برٹش انڈین اور اپنی برٹش انڈین گورنمنٹ
کی ترقی اور بہبودی مد نظر ہے۔ احباب انڈین نیشنل کانگرس جسکی بزرگی

اور عظمت ہمارے سامنے ہے انڈین نیشن اور انڈین امپائر ہند و نیشن اور ہند و امپائر
کے مذکرون سے اپنا جی بہلاتے ہین لیکن یہ القاب تراشیدہ اونکے میری
راے ناقص مین صحیح نہین ہین - اس بیسوین صدی مین ایسی شائستہ اور ذی اقتدار
گورنمنٹ کی زیر حکومت ہمکو اپنی پبلک کی ترقی کے اغراض سے ہم مین سے ہر
ایک کو اپنی اصلیت بھولا دینا چاہیئے اور جو نقصانات کہ ایک مذہب یا ایک
فرقہ کے اشخاص کو دوسرے مذہب یا فرقہ کے اشخاص سے قدرتی طور پر
باعتبار شائستگی کے کم و بیش ہوا کرتے اونکو صفحہ دل سے مٹا دینا چاہیئے —
(بہت زور سے چیرز) اسی مین ملکی فلاح و امن ہے - اسی مین کل اقوام و مذہب
کی ترقی و بہبودی ہے اور ہماری گورنمنٹ کا استحکام اور سرسبزی جس نے
ان الفاظ برٹش انڈین امپائر کے معنی نہین سمجھے وہ بر سر غلطی ہے - یہی وجہ ہے
کہ مین ایک بڑے گروہ خیر خواہ رعایا ملکہ معظمہ کے رنج و تشویش مین ہمدردی
کے لیے بنارس سے آیا ہون - بنارس سے جسکا ایک لمحہ چھوڑنا ہر سچے ہندو
برہمن کو دشوار بلکہ ناگوار ہے - بنارس جو ہندوؤن کی شائستگی اور تعصب کا
مرکز اور نجات کا دار و مدار ہے —

پس جب کہ شاہنشاہ واحد گورنمنٹ واحد زبان حاکم واحد انتظام ملکی واحد
قوانین مجاریہ واحد جنگی ہم سب درحقیقت یکسان تابع اور مطیع ہین تو ہماری
اور خواہشین اور ہمارے حوصلہ ہم سب کے بحیثیت رعایا کے کیونکر علحدہ
اور جدا ہو سکتے ہین (چیرز) ہرگز ہرگز نہین -

اور یہ امتیاز مذہبی جو کسی زمانہ سابق مین معنی دار تھے اب میری سمجھ مین بے

سنتی ہین (چیرز) اور اگرچہ گورنمنٹ مثل معشوق کے اپنی مختلف عاشقون کی رضامندی
کی جویان مختلف اوقات مین رہا کرتی ہے لیکن یہ اوسکا فعل مصلحت پر مبنی ہے
اب اسوقت جو لوکل گورنمنٹ کی خاص توجہ ہندو پنہر مبذول ہے وہ بھی خالی
از مصلحت نہین (سنو سنو) کون شخص ایسا ہے جو نہین سمجھا یا سمجھہ سکتا۔ لیکن
اسقدر تو سمجھنے کی اسوقت ہمکو ضرورت ہے کہ یہ انقلاب عظیم کہ جو رزولیوشن مرقومہ
۱۸۔ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء نے برپا کیا ہے وہ کہانتک مضر ہے میری سمجھہ مین یہ خیال
لغو ہے کہ گورنمنٹ کی فقط عدم توجہی یا سرپرستی ہندی اردو تحریر اور زبان سے
ہندوون اور مسلمانون کی ترقی اور تنزلی ہو سکتی ہے۔ اگر زبان مین اصلی طاقت موجود
ہے تو وہ مثل برگد کے درخت کے ٹھہیگی اور پھلے گی اور قوت پکڑے گی اور
گو کتنی ہی سرد مہری گورنمنٹ کی کیون نہو وہ اوسکی روئیدگی اور ترقی مین حارج
نہین ہو سکتی۔ لیکن جبکہ زیر حکومت واحد مختلف مذاہب اور اقوام کے رعایا موجود ہون
تو اون ہی کو صرف ایک دوسرے سے میل جول اور محبت نہین رکھنی چاہیے بلکہ
گورنمنٹ کو بھی اپنی جانب سے تمام رعایا کے حقوق کو میزان انصاف مین ہر
وقت تولتے رہنا چاہیے تاکہ کسی خاص گروہ کی حق تلفی یا آزردگی نہو سکے (چیرز)
اس مقدمہ خاص مین میرے نزدیک گورنمنٹ نے صرف ایک فریق کے دعوے
اور مباحثے کو سنکر اپنی تجویز قایم کی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ فریق ثانی نے
یہ باور کرکے کہ ایسے حملے مدتسے وقتاً فوقتاً بے سود ہوتے چلے آئے اس دفعہ
بھی مطلق لحاظ نہین کیا (سنو سنو) یہ قصور اونکا ہے نہ کہ ہمارے گورنر کا اگر تجویز
مین غلطی واقع ہوئی ہے اور میری راے ناقص مین درحقیقت ہوئی ہے تو اوسکی

صحت بہت آسانی سے ہوسکتی ہے (از درسے چیرز) بشرطیکہ مسلمان بھائی ہمارے لفٹنٹ گورنر بہادر کو اپنے عذرات کی سچائی اور وقعت سے اطمینان دلادین - لیکن ایسے ہمدرد لفٹنٹ گورنر کی نیت کی نسبت شک کرنے کا خیال کسی معاون اُردو کے دلمین گو وہ کیساہی پرجوش کیون نہو ایک لمحہ کے لیے پیدا نہین ہوسکتا - (نہایت جوش کے ساتھ چیرز) میرے رائے مین یہ اصول ہر رعایا دولتہ معظمہ قیصرہ ہند کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیئے کہ وہ کسی حالت مین اپنے شاہنشاہ کے گورنر یا دیگر افسران اعلےٰ صوبہ جات کی نیت کے بابتہ اعتراض نکرے کیونکہ یہ ہمیشہ فرض کرلینا چاہیئے کہ جوکچھ کہ وہ اس حیثیت سے کرتے ہین وہ کمال نیک نیتی سے کرتے ہین (نہایت جوش کے ساتھ چیرز) مین خوشی سے اسبات کو دیکھتا ہون کہ بخلاف اور لوگون کے ہمارے ہموطن مسلمان بھائیون نے برٹش اور اوس کے قائم مقامان کی نیت اور ارادون پر کبھی اعتراض نہین کیا اور اس خاص صورت مین بھی اونکا وہی برتاو قایم ہے جو ہمیشہ سے رہتا چلا آیا (نہایت جوش سے چیرز) یہ ممکن ہے کہ غلطی واقع ہوگئی ہو لیکن غلطی تو انسان ہی سے ہوا کرتی ہے اور سر انٹونی میکڈانل کو کبھی اسبات کا دعوے نہین ہوا کہ وہ انسانی غلطی سے مبرا ہین (سنو سنو) ایک خاص وصف جناب ممدوح مین یہ ہے کہ وہ ہمیشہ غلطیون کے رفع کرنے کے لیے آمادہ رہتے ہین کیونکہ طبیعت اونکی انصاف پسند ہے - میری صلاح یہ ہے کہ اگر اونکا معاملہ مضبوط ہے تو اس بظاہر کیے طرفہ تجویز کی منسوخی کے لیئے جو عجلت مین صادر ہوئی ہے باقاعدہ اور دفاداری کے وسایل سے میرے مسلمان بھائی پوری سعی اور کوشش کرین اور موجودگی ایسی باوقار

بزرگان کی جو اسوقت تشریف رکھتے ہیں پورا یقین دلاتی ہے کہ وہ اپنی
سچی کوششون کے ذریعہ سے ضرور کامیاب ہونگے (جوش کے ساتھ اور
بہت دیرتک چیرز)۔
رزولیوشن باتفاق رائے منظور ہوا۔
اسکے بعد چونکہ دن کے کہ اسنے کا وقت نکلا جاتا تھا۔ پہلا اجلاس
برخاست ہوا۔ مگر قبل برخاستگی بہت سے تار و خطوط جو دور دور سے
اون حضرات نے روانہ فرمائے تھے جنکو اُردو کے معاملہ سے ہمدردی
و دلچسپی تھی با جازت صاحب پریسیڈنٹ پڑھکر حاضرین جلسہ کو سنائے
گئے چنانچہ چند خاص لوگون کے اسمار گرامی جنھون نے ہمدردی کے
خطوط و تار روانہ فرمائے تھے درج ذیل کیے جاتے ہین۔
۱۔ جناب راجہ محمد کاظم حسین خان بہادر تعلقہ دار بلہرہ۔
۲۔ جناب راجہ باقر علیخانصاحب رئیس پنڈراول ضلع بلندشہر۔
۳۔ جناب چودھری خلیل الرحمن صاحب تعلقہ دار ضلع بارہ بنکی
۴۔ جناب نواب فتح علیخانصاحب قزلباش تعلقہ دار اودہ ورئیس
اعظم پنجاب۔
۵۔ جناب محمد یوسف خانصاحب رئیس بوڈھانہ۔
۶۔ جناب حاجی موسے خانصاحب رئیس دتاولی۔
۷۔ جناب خان بہادر شیخ احمد حسین خانصاحب مذاق تعلقہ دار پریانوان
ضلع پرتاب گڈھ۔

۸۔ جناب خان بہادر محمد برکت علیخان صاحب جنرل سکرٹری انجمن اسلامیہ پنجاب۔

۹۔ جناب حکیم محمد اجمل خانصاحب دہلوی ×

۱۰۔ میاں محمد شاہ دین بی۔اے۔ فیلو پنجاب یونیورسٹی و بیرسٹر ایٹ لاء لاہور

ان چند حضرات کے علاوہ جنکے اسماء گرامی اوپر درج کیے جا چکے ہین اور بہی بہت سے تار و خطوط منفرد اشخاص و نیز مشہور انجمنون کی جانب سے آئے تھے وہ بہی پڑھکر سنائے گئے۔ ان مین سے انجمن اسلام جبل پور کی جانب سے جو تار آیا تھا وہ اسوجہ سے خاص تذکرہ کے قابل ہے کہ اوسی روز جس روز یہان جلسہ منعقد تھا انجمن اسلامیہ جبلپور نے ایک نفیس جلسہ بصدارت خان بہادر قاضی علیم الدین صاحب منعقد کیا اور حسب ذیل تار اس جلسہ کی طرف سے روانہ کیا۔

اس جلسے کو آپ کے جلسے سے کامل ہمدردی ہے۔ ہماد گون کو ممالک متوسط مین اردو سے ہندی حروف کے تبادلہ کا تلخ تجربہ ہو چکا ہے اور ہم اسکے مصائب سے خوب واقف ہین۔

ان خطوط و تارون کے سنانے مین چونکہ دیر زیادہ ہو گئی اور ۱۲ بج گئے اسواسطے پہلا اجلاس برخاست کیا گیا اور دوسرے اجلاس کے واسطے ۲۔ بجے کا وقت مقرر کر دیا گیا۔

نوٹ × جناب موصوف بعد کو تشریف لے آئے تھے اور سہ پہر کے اجلاس سے شریک ہوئے۔

اجلاس دوم

بعد دو بجے کے پھر کارروائی شروع کی گئی - پنڈت کدارناتھ صاحب بی اے وکیل بنارس کھڑے ہوئے اور پھر نہایت جوش کے ساتھ حاضرین نے اونکو چیرز دیئے - پنڈت صاحب نے رزولیوشن مندرجہ ذیل کی تحریک پیش کی - اور حسب ذیل تقریر فرمائی -

رزولیوشن نمبر ۲

یہ قرار پایا کہ ناگری حروف کے استعمال کی عام و بلاقید اجازت دینے سے رعایا کے کسی گروہ کثیر کو زیادہ سہولت نہین ہوتی ہے جس منشا پر رزولیوشن مورخہ ۱۸ - اپریل مبنی ہے بلکہ بجاے سہولیت کے دقت پیدا ہوتی ہے -

تقریر پنڈت کدارناتھ صاحب بی اے وکیل بنارس

جناب پریسیڈنٹ صاحب وحاضرین جلسہ -

اس رزولیوشن کی تحریک مین جو میرے سپرد ہوا ہے اور جسکے لیئے دس منٹ عطا ہوئے ہین مجھے بہت کچھ کہنا ہے اگر اپنا فرض منصبی اچھے طور سے ادا کرون تو یقیناً دو دن درکار ہین اور پھر بھی کچھ باقی رہ جاوے بہرحال چند امور مختصراً پیش کرتا ہون جنہے شاید حاضرین منظور فرمائین (سنو سنو) -

اس مباحثہ مین بہت سے مغالطے فریق مخالف کی جانب سے پیدا کیے ہین جو اپنے مقاصد مین بادی النظر مین کامیاب ہوگئے ہین لیکن یہ کامیابی اونکی پائدار نہین صرف چندروزہ ہے اول تو یہ غلط طور سے فرض کرلیا ہے کہ کثیر تعداد باشندگان ممالک مغربی وشمالی واودہ نوشت وخواند سے واقف اور ماہر ہین۔ حالانکہ صحیح بات یہ ہے کہ فیصدی پچانوے سے زائد ناخواندہ ہین (سنوسنو) اگر باقی پڑہے لکھے اور نوآموزون کی تعداد سے مستورات کی وہ کثیر تعداد جو کہ عموماً جاہل مطلق ہین اور اون بچون کی تعداد جو کہ مطلق ناقابل نوشتخواند ہین نکال دیجاوے تو کیا بچیگا۔ میرے سمجھ مین قریب دو فیصدی باقی رہ جاوینگے جنکی نسبت پڑہے لکھے کا اطلاق صادق آوے گا اور جنپر رزولیوشن متنازعہ کا اثر پہونچتا ہے۔ اب اس امر پر بھی لحاظ واجب ہے کہ بمقابلہ ہندؤن کے مسلمانون مین مستورات زیادہ تر لکھی پڑھی ہوتی ہین اور اونمین تعلیم نسوان کا زیادہ تر چرچا ہے جو ثبوت اونکی قوم کی شائستگی کا ہے (جوش کے ساتھ چیرز) تب اس حساب سے تو تعداد پڑہے لکھون کی اور بھی گھٹ جانی چاہیے۔ یعنی کل رعایا مین فیصدی ڈیرھ پڑہے لکھے قرار دیے جاسکتے ہین اور اوس تعداد مین ہندو اور مسلمان دونون شامل ہین۔ (سنوسنو) یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ایسے اشخاص زیادہ تر بڑے قصبات اور شہرون مین رہتے ہین نہ کہ دیہات اور ملحقات اضلاع مین۔

علاوہ ازین ایک کثیر تعداد اون فرقون اور قومون کی بھی قابل شمار ہے جیسے کہ کایستھ کتری کشمیری پنڈت اور اگروال جو وقت پیدایش ہی سے زبان اردو

بولتے اور زبان فارسی کی تحصیل کرتے ہین اور جنکی زبان مادری درحقیقت اُردو زبان ہے۔ نہ کہ برج بھاکھا یا اور کوئی بولی۔ یا بھاکھا اوس زبان کی جو نامزد ہندی ہے (جوش کے ساتھ چیرز) ایسی صورت مین میری سمجھ مین نہین آتا کہ کسکی سہولت اور آسانی کے لیے رزولیوشن متنازعہ صادر فرمایا گیا۔ وہ گروہ کثیر دیہاتیونکا جو جاہل مطلق ہے یا وہ گروہ کثیر جو کہ قصبات اور شہرون مین ہے اور جسمین ہندو اور مسلمان دونون شامل ہین۔ اس بحث مین جو سہولت اور آسایش کثیر تعداد رعایا پر مبنی ہے فرض کرلیا گیا ہے کہ ایک فرقہ کثیر تعداد کا پڑھا لکھا موجود ہے حالانکہ جسکا وجود مطلق نہین اور میری سمجھ سے یہ بات باہر ہے کہ یہ کثیر تعداد دیہاتیون کی جنکو کہ اراضی سے تعلق ہے کیونکر اس تجویز متنازعہ سے اسوقت مستفید ہونگے (سُنو سُنو) لیکن اسی مقام پر دوسرا امر ایک اور فرض کرلیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ تعداد ہندوُن کی مردم شماری ۱۸۹۱ء مین صحیح طور سے درج ہے مین اس تعداد کو صحیح باور نہین کرتا (سُنو سُنو) کیونکہ میرا دعوی یہ ہے کہ بہت سے اشخاص کثیر التعداد جو درحقیقت ہندو نہین ہین ہندوُن کی مد مین ڈال دیے گئے ہین (سُنو سُنو) فقرہ ہندوازم جو رپورٹ مردم شماری مین استعمال کیا گیا ہے مہمل اور غیر محدود ہے اوسی طرح جسطرح کہ لفظ ہندی غیر محدود و مہمل لفظ ہے۔ (جوش کے ساتھ چیرز) بالفرض اگر اس رزولیوشن کے اجرا کا منشا یہ ہے کہ زبان ہندی کی ترقی ہو اور وہ رفتہ رفتہ زبان عدالت قرار پا جائے۔ تو اگرچہ یہ گمان سچا ہی کیون نہو۔ مگر میری سمجھ مین یہ

بات نہین آتی کہ وہ کون سی زبان ہوگی جو بطور کورٹ لینگویج کے رائج کیجائیگی۔
وہ کون سی بھاکھا ہوگی جو متھرا کے ضلع مین یا بنارس کے ضلع یا اجودھیا
ضلع فیض آباد یا بندیلکھنڈ یا اور دیگر اضلاع شمالی ہندوستان مین
بولی جاتی ہے (شیم شیم) یہ امر قابل غور اور لحاظ ہے کہ ہندی کوئی خاص
زبان نہین ہے وہ تو محض بولی یعنی بھاکھا ہے اُسکی ذاتی کوئی خاص صرف و
نحو نہین ہے۔ آریہ بھاشا اور کھڑی بولی وغیرہ یہ الفاظ حال مین گھڑے
گئے ہین۔ اونھین اشخاص نے نیا مذہب اور فرقہ قایم کیا ہے جنکا بیس سال
پہلے وجود بھی نہ تھا۔ لیکن اس آریہ بھاکھا مین تو الفاظ سنسکرت کے اسقدر
کثرت سے ہین کہ غالباً کوئی دیہاتی سمجھ نہین سکتا جو نافذ اضلاع سے منتخب
کیا جاوے۔ (نہایت جوش کے ساتھ چیرز) افسوس کہ ہمارے ہندو بھائیون
نے اوس زبان کی حق تلفی کے لیئے درپردہ کوشش کی ہے جو زبان مادری درحقیقت
کل شمالی ہندوستان کی ہے جو ہر جگہہ ہمالیہ سے کیپ کمورن اور کراچی سے
آسام تک عام طور پر سمجھی اور بولی جاتی ہے (چیرز) جسکا صرف و نحو بعض باتون
مین انگریزی صرف نحو سے زیادہ تر عمدہ ہے اور جسکا علم ادب وسیع اور ترقی پذیر اور ترقی پر
ہے جسکے مقابلہ مین ہندی کا علم ادب بجز ایک شعبۂ شاعری کے ناچیز ٹھہرتا ہے۔
(چیرز) لیکن اس مباحثہ مین ایک قدم اور آگے چلئیے۔ حضرات یہ باور کرایا
جاتا ہے کہ اون اشخاص کو جنکو عدالت سے تعلق ہے جنکے معاملات اور مقدمات
عدالتون مین رہا کرتے ہین اونکو آسانیان ہوگی۔ اسکے معنی یہ ہین کہ اصطلاحات
اور قانونی الفاظ اور قانونی زبان مین اسطرحسے انقلاب واقع ہوگا کہ بجاے

اون فارسی اور عربی اصطلاحات سے جو اسوقت زبان قانونی اور کچہری کی زبان
مین رایج اور مستند ہین اور جو زبان زد ہر خاص وعام ہین بجاے اونکے سنسکرت
کے الفاظ اور اصطلاحات قایم کیئے جاوینگے جنکے معنی وہی ہونگے جو موجودہ
کلام اُردو مین پائے جاتے ہین (شنو شنو) حضرات اس سے مراد یہ ہے کہ
دیہاتیون کو اب ضرورت وکیل یا محررونکی باقی نرہے گی جو اسوقت ہے۔ دیہاتی
ایک ہفتہ مین خواندہ ہو جاوینگے اور ہر شخص اپنا وکیل اور محرر اپنے معاملہ مین
بن جاوے گا۔ (شنو شنو) میری بھی یہی آرزو اور تمنا ہے کہ ایسا دن ہمکو نصیب
ہو لیکن ابھی ایسا وقت بہت دور ہے۔ بہت دور ہے بہت دور۔ درحالیکہ ایسے
شایستہ ملکون مین جیسے کہ انگلینڈ فرانس اور جرمنی ہین وکیل اور محرر کی ضرورت
ہر وقت اشد رہا کرتی ہے۔ چہ جائیکہ ممالک مغربی وشمالی واودھ جو ہندوستان
کے دیگر صوبجات کے مقابلہ مین بہت ہی گیا گذرا کوردہیہ و ناشایستہ سمجھا
جاتا ہے کیا اسمین ضرورت باقی نہ رہیگی۔ ضرور رہیگی۔ ضرور رہیگی (چیرز) اس بات
کی شکایت اہل اسلام کو ہے کہ رزولیوشن متنازعہ کے الفاظ ناقص اور مہمل ہین
مین اس شکایت کو بالکل تسلیم کرتا ہون۔ گو مجھے علم اسبات کا نہین ہے کہ
کن الفاظ مین حضور لفٹنٹ گورنر بہادر نے اپنی وہ چٹھی بنام ہزاکسلنسی والسراے
ور گورنر جنرل بہادر کے تحریر کی تھی جو رزولیوشن متنازعہ کے ہمراہ بھیجی گئی۔
لیکن جو چٹھی کہ لارڈ کرزن نے ہز آنر کے پاس بھیجی ہے اوسمین ایسے فقرے ضرور
موجود ہین جن سے یہ پایا جاتا ہے کہ یا تو جناب سر انٹونی میکڈانل نے اسطور
سے اپنی چٹھی تحریر کی تھی جس سے یہ پایا جاوے کہ اون کا مقصد اصلی زبان کا

بہادر ہے نہ کہ صرف حروف ناگری کا رواج پایہ کہ نواب گورنر جنرل نے اپنے
کا سخت سا منشا رجو اوس چٹھی آنجناب مین درج ہے غلط طور سے سمجھا۔ (شنو سنو)
(اس مقام پر پنڈت صاحب نے باواز بلند ایک ایک لفظ اس خط و کتابت
کا انگریزی زبان مین پڑھکر سنایا اور ترجمہ اردو زبان مین کیا اور حاضرین جلسہ
کی توجہ خاص الفاظ ذیل یعنی "مطلب اصلی" اور "زبان" بجاے لفظ "حروف" کے
جانب دلائی) مین عرض کرتا ہون کہ مین ہزآنر کے رزولیوشن کے ساتھ اوس خط و
کتابت کا جو مابعد کو ہوئی جبکہ مقابلہ کرتا ہون تو بے جوڑ اور بے محل پاتا ہون
یہ ایک حیرت انگیز بات ہے اور اپنی تمام عمر مین ایسی ناقص دستاویز کبھی میرے روبرو
نہین آئی جیسی کہ وہ دستاویز جسکی نسبت بحث ہو رہی ہے۔ زبان کا معاملہ تو ایک
طور سے نواب گورنر جنرل بہادر نے میری سمجھ مین فیصل کر دیا۔ اگر سر انٹونی نے نہین
فیصل کیا۔ (چیرز) خوشی کی بات ہوگی کہ میرا یہ خیال غلط ٹھہرے لیکن مین اپنی آنکھون
کو بند نہین کرسکتا اور نہ اپنی سمجھ کو دھوکا دیسکتا ہون جو مجھے برخلاف اسکے آگاہ کرتی
ہین۔ یہ فرضی آسایش و سہولیت اوس بڑی سخت تکلیف کے مقابلہ مین جو فرقہ
اردو دانون کو ہوگی بالکل بدرنگ اور مجہول ہے۔ سر انٹونی میکڈانل ہی میرے
شکوک اور مشکلات کو رفع کرسکتے ہین (نہایت جوش کے ساتھ چیرز)۔

اس رزولیوشن کی تائید کے واسطے مسٹر جے سین صاحب وکیل ہائیکورٹ
الہ آباد کھڑے ہوے اور حاضرین نے نہایت گرمجوشی چیرز کے ساتھ اونکا استقبال
کیا اونہون نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

ترجمہ تقریر انگریزی مسٹر جے سیمن صاحب وکیل ہائیکورٹ الہ آباد

صاحب صدر نشین جلسہ و حضرات۔

قبل اسکے کہ مین اوس رزولیوشن کی تائید مین جو ابھی لایق محرک صاحب نے پڑھکر سنایا ہے کچہ کہون چند جملے اس جلسہ سے اپنے تعلق کے بابتہ عرض کرنا چاہتا ہون۔ یہ جلسہ مسلمان حضرات کا ہے اور جن احباب نے مجھے اسکی شرکت کے لیئے ترغیب دی وہ یہ ہین۔

(۱) میرے لیئے ہندو مسلمان دونون برابر ہین مجھے دونون فرقون سے مساوی تعلق دلی ہے کوئی امر جو ملک کے نفع اور سلطنت برطانیہ کی حکومت کے استحکام کے واسطے کیا جاے مین تہ دل سے اوسکی تائید کرونگا۔

(۲) زبان اردو میری مادری زبان ہے اور اپنی موجودہ شکل مین شمالی ہندوستان کے باشندون کی ۳۰۰ برس سے زیادہ سے یہی بولی ہے۔ چونکہ مجھے زبان اردو سے ایک سچی محبت ہے اسلیئے مین اوسکے حروف مین کوئی تبدیلی واقع ہونا فطرتاً ناپسند کرتا ہون۔ اردو حروف سے بسبب کثرت استعمال کے لوگ اسقدر مانوس ہوگیے ہین کہ اب اون سے جدائی ممکن نہین۔

(۳) زبان اردو صرف مسلمان ہی نہین بولتے بلکہ یہ ایک ایسی زبان ہے جسکو باشندگان پنجاب ممالک مغربی و شمالی و اودہ اور اقطاع ملحقہ کے کثیر التعداد باشندے تحریر و تقریر مین استعمال کرتے ہین۔ یہ کتنا سخت غلطی ہے کہ صرف مسلمان ہی اسکو بولتے ہین مین کہتا ہون کہ جو تبدیلی کی گئی ہے اوس سے نہ صرف مسلمانون ہی کو نقصان پہونچے گا بلکہ تمام ہندوستان کے اردو بولنے والی رعایا پر اس تبدیلی کا اثر پہونچیگا۔

(۴) ایک اور وجہ اس امر کی کہ مین اُردو کا طرفدار ہون ایک نہایت مستحکم بنا پرمبنی ہے اور وہ یہ ہے کہ علاوہ اسکے کہ زبان اُردو ان صوبجات کی عدالتی زبان ہے یہ وہ زبان ہے جسپر ہماری مہربان ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی نظر عنایت ہوئی ہے جنکے سایہ عاطفت مین ہم کامل حفاظت دشمن کی برکتون سے مالامال ہین - جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند نے زبان اردو کے سیکھنے مین اپنا نہایت بیش قیمت وقت صرف کیا ہے اور ایک خاص معلم اس ضرورت سے ملازم رکھا -

مین نہایت خوشی کے ساتھ بیان کرتا ہون کہ ہماری مہربان قیصرہ نے اُردو زبان سیکھ لی ہے اور وہ اپنا ہر دلعزیز اسم گرامی اردو حروف مین دست خاص سے تحریر کرسکتی ہین -

اب مین اصل رزولیوشن اپریل گذشتہ کے بارہ مین جو آجکے جلسہ مین زیر بحث ہے کچھ عرض کرتا ہون - مین ایسی تبدیلی کا قطعاً مخالف ہون جس سے ملک کو کوئی نفع نہین پہونچ سکتا - اپنے ملک کی بہبودی میرے دل سے لگی ہے مگر مین یہ نہین دیکھتا کہ صرف ایک حروف کی تبدیلی کیونکر اہل ملک کی حالت مین ترقی پیدا کرسکتی ہے - میرا ظن غالب بلکہ یقین قوی یہ ہے کہ حروف کی تبدیلی رعایا کے لیئے باعث سخت تکلیف - فضول اخراجات - اور بیکار پریشانی کا ہوگی ہم سب اس امر سے واقف ہین کہ مقدمہ بازی ہزارہا اشخاص کی تباہی کا باعث ہوئی ہے اور جسقدر مدت کہ حال کی تبدیلی کو ہوئی ہے اوسکے تجربہ سے ہم باطمینان کہہ سکتے ہین کہ بجاے سودمند ہونیکے اتنے ہی عرصہ مین لوگون کے دلون مین تردد پیدا ہوگئے ہین اور یہ خطرہ پیدا ہوگیا ہے - کہ مقدمہ بازی کے

اخراجات و پریشانیان ایک دوسرے حروف کی اجازت استعمال کی باعث ضرور بڑھ جائینگے - مین یہ بھی ضرور کہونگا کہ اپریل گذشتہ کا رزولیوشن بہت تعجیل کے ساتھ پاس کیا گیا ہے - حضرات مجھے امید ہے کہ آپ مین سے اکثر حضرات کو ہز آنر لفٹنٹ گورنر کا وہ جواب یاد ہوگا جو مارچ ۱۸۹۰ء مین محتشم الیہ نے ناگری حروف کے طرفدارون کی درخواست پر دیا تھا - ہز آنر نے فرمایا تھا کہ مسلمان اس تبدیلی کی نسبت مخالفت کرینگے اور آپ نے ابتک کوئی بات ایسی نہین کی جس سے وہ آپ کے خیالات تسلیم کر لیوین - یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ۲۰۰ برس کا عملدرآمد ایک دن مین نہین مٹایا جا سکتا جو کچھ کرنا ہے پورے غور و تامل اور کامل تحقیقات کے بعد کرنا چاہیئے" ان الفاظ مین ہز آنر کی اظہار رائے کے بعد ۱۸ - اپریل کے رزولیوشن کے ذریعہ سے اس خلاف امید تبدیلی حروف کا حکم صادر ہونا ہمارے لیئے سخت باعث تعجب ہوا - مگر کچھ ہی ہو رزولیوشن تو اب لفٹنٹ گورنر بہادر نے پاس کر ہی دیا - اب بطور وفادار اور خیر خواہ رعایا ملکہ معظمہ قیصرہ ہمارا فرض یہ ہے کہ اپنے خیالات اور شکایات کو معتدل طریقہ سے اور مودب الفاظ مین ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے حضور مین بغرض دادرسی پیش کرین ہمارے ہز آنر کی انصاف پسندی مشہور عام ہے - ہملوگون کو ہز آنر سے یہ درخواست کرنی چاہیے کہ وہ رزولیوشن پر نظر ثانی فرماوین اور ہمکو اپنے عرض مطالب کا موقع دین - اور جہانتک کہ میرا خیال ہے کچھ عجب نہین کہ ہز آنر جو نہایت منصف مزاج حق پسند حکمران ہین - اسے بالکل منسوخ کر دین - رزولیوشن مذکورہ کا اثر ہمکو ابھی سے محسوس ہونے لگا ہے -

صرف چند روز اوسکو پاس ہوئے گذرے ہین - اور ہمنے کیا دیکھا ہے یہ دیکھا
ہے کہ رزولیوشن مذکورہ کی دو مختلف طور پر ممالک متحدہ کی دونون عدالتہای
عالی نے تعبیر کی ہے ابتدا ہی مین ہمکو اون مشکلات کا سامنا پڑ گیا ہے جو اوس
وقت تک رفع نہین ہو سکتین جب تک کہ رزولیوشن کے الفاظ مین تبدیلی
نہ کی جاوے اور اوسکی عبارت صاف ٹھیک اور ابہام سے خالی نہو - کسی آئین
یا رزولیوشن کی - بندش الفاظ امر آسان نہین ہے - اور کسی آئین یا حکم کے
الفاظ کی متضاد تعبیرین جب کی جاتی ہین تو اہالیان مقدمہ کا نقصان ہوتا ہے اور
اونکو سخت زیرباریان اوٹھانی پڑتی ہین - بوجہ اسکے کہ مین اپنے ملک کا
خیرخواہ ہون میری خواہش یہ ہے کہ مقدمہ بازی کم ہو جاوے اور لوگ
فضول اخراجات سے محفوظ رہین -

مین زیادہ سمع خراشی کرچکا ہون اور میرا وقت معینہ ختم ہوا جاتا ہے لہذا
مین تقریر کو مختصر کرتا ہون اور اخیر مین اسقدر اور عرض کیا چاہتا ہون کہ آیندہ
کے لیے بھی خطرہ ہے - اور چند سال گذرنے کے بعد ناگری کے طرفدار ممکن
ہے کہ یہ کہین گے کہ کچھ عرصہ تک ہملوگ اردو زبان ناگری حروف مین
لکھتے رہے اور چونکہ یہ امر زیادہ پسندیدہ ہے کہ تمام ہندوستان مین ایک ہی
قسم کے حروف رائج ہون یہ بات زیادہ مناسب و باعث سہولیت ہوگی
کہ زبان انگریزی سے جسکو اب ہندوستان کی کثیر التعداد اشخاص استعمال کرنے
لگے ہین اوسکی رومن پوشاک چھین لی جاوے اور وہ بھی ناگری حروف مین
لکھی جاوے - کیونکہ اوسوقت تک دو عدالت کی زبانین ایک ہی قسم کے

حروف مین تحریر ہونے لگی ہونگی۔ میرا خیال ہے کہ اس تبدیلی کو کوئی شخص سمجھا نہ جائیگا۔ کیون؟ اس واسطے کہ انگریزی زبان ناگری حروف مین ہرگز پڑھی نہ جائیگی اور مین کہتا ہون کہ اُردو زبان ناگری حروف مین لکھ کر اور بھی نہ پڑھی جاوے گی۔ اس مختصر تقریر کے ساتھ مین اوس رزولیوشن کی جسکی تحریک ہوئی ہے تائید کرتا ہون

شیخ عبد اللہ صاحب وکیل علی گڈہ نے حسب ذیل الفاظ مین اوسکی تائید کی۔

"عدالتون مین تبادلہ حروف کی اجازت کا کیا اثر ہو گا؟

میرے پاس چند اون اسٹامپون کی جو ناگری مین دائر ہوے ہین نقلین موجود ہین (جلسے کے سامنے نقلین پیش کین) مینے سنسکرت پڑھی ہے۔ مین ناگری بہت عمدہ طور سے جانتا ہون۔ مین نے نہایت مشکل سے بعد غور کامل اونکو پڑھا ہے اور بعض مقامات نہین پڑھ سکا۔ اگر کوئی شخص ایک دفعہ دیکھ کر ان کو پڑھ دے تو مین اپنے پاس سے فی کاغذ دس اشرفی دینے کو طیار ہون۔"

اسپر مولوی سید حسن صاحب وکیل مراداباد نے اسکی تائید حسب ذیل کی:

تقریر مولوی سید حسن صاحب وکیل مراداباد

جناب صاحب پریسیڈنٹ وحضرات حضّار۔

اس امر کی جانچ کے لیے کہ کسی ملک کے عام زبان وحروف کیا ہین اوس ملک کے اخبارات ورسالون سے جو ملک مین شایع ہوتے ہین یا اُس ملک کی مراسلت سے بہتر کوئی دوسرا ذریعہ نہین ہو سکتا اب آپ خود غور فرمالین

کہ ہندوستان مین اُردوزبان وحروف کے اخبارات ورسالی زیادہ جاری ہین اور
عموماً خط وکتابت اسی زبان وحروف مین ہوتی ہے یا کسی اور زبان وحروف
مین۔ جو صاحب اسکے خلاف دعوے کرتے ہون وہ گورنمنٹ کے دفتر سے
اخبارات ورسالون کی تعداد بہ تفصیل دریافت فرما سکتے ہین۔ اور اگر اونھین اپنی
آنکھون کے مشاہدہ پر کافی بھروسہ نہو تو ڈاکخانون سے تعداد مراسلت کے
بابت بھی وہ اطمینان حاصل کرسکتے ہین۔ اُردو زبان وحروف کے ملک کے
عام زبان وحروف ہونے کا ثبوت خود ہندو صاحبون کی تصنیفات سے بھی
حاصل ہوتا ہے۔ یہ ملاحظہ فرمالیجئے کہ وہ بکثرت کس زبان وحروف مین شایع
ہوئی ہین۔ ہندو صاحبون کی مذہبی کتب وقصص بھی جن سے مسلمانون عیسائیونکو
کسی قسم کی دلچسپی نہین صرف اسی وجہ سے کہ بھاشا زبان و ناگری حروف ملک
کی عام زبان وحروف نہ تھے بغرض افادہ عام اردو مین ترجمہ کیے گئے ہین اور
خود ہندو صاحبون نے اپنی ہی قوم کے لیئے اونکو ترجمہ کیا ہے جیسے راماین مہابھارت وغیرہ
ہندوستان مین شرق سے لیکر غرب تک اور جنوب سے لیکر شمال تک تلاش
سے بھی کوئی شہر ایسا نکلے گا جہان اُردو زبان سمجھی نہ جا سکتی ہو اور جہان کے رہنے
والے تھوڑی بہت اُردو بول نہ سکتے ہون بخلاف دیگر زبانون گجراتی مرہٹی مارواڑی
تلنگی پنجابی پہاڑی وغیرہ کے کہ اوسکا استعمال بول چال اور خط کتابت مین
مخصوص ہے اور خاص فرقون تک محدود ہے۔ تو کیا کسی ایسی زبان وحروف کو
ملک کی زبان وحروف کہا جا سکتا ہے جو کسی خاص حصہ ملک و صرف بعض افراد
باشندگان ملک مین مروج ہو۔ ہرگز نہین اور کبھی نہین۔

یہ کہا گیا ہے کہ ان ممالک مین بڑا حصہ آبادی کا ہندی بولتا ہے مگر غالباً یہ ناواقفیت زبان و حالات ملک کا نتیجہ ہے جسکو ہندی زبان خیال کیا گیا ہے وہ درحقیقت خود کوئی مستقل زبان نہین ہے وہ اُردو ہی زبان ہے گر بگڑی ہوئی اُردو۔ جاہل لوگ چونکہ اون الفاظ کا صحیح تلفظ نہین کرسکتے جو اُردو مین بولے جاتے ہین اس لیئے وہ اونکو ایسی آواز سے ادا کرتے ہین جنکو اُردو زبان کے ناواقف دوسری زبان کے الفاظ خیال کرتے ہین اور یہ بات کچھ ہندوستان ہی پر موقوف نہین ہے تمام دیگر ممالک کی یہی حالت ہے کہ وہان کے خواندہ اور شہری لوگون کا تلفظ اور ہوتا ہے اور دیہاتی اشخاص کا اور۔ تو کیا اوس سے یہ حجت کیجا سکتی ہے کہ وہ درحقیقت دو زبانین ہین۔ میرے خیال مین تو کوئی عقلمند آدمی اس بات کو ایک لمحہ کی لیے بھی قبول نہین کرسکتا۔

اس امر کی ثبوت کے لیے کہ ہندوستان کی عام زبان و حروف اُردو مین نہ کہ کوئی اور زبان و حروف۔ مین آپ صاحبون کے سامنے بلکہ تمام جہان کے معقول پسند و منصف مزاج صاحبون کے سامنے ایک اور دلیل پیش کرتا ہون۔

اس امر سے انکار کا موقعہ نہین ہے کہ بادشاہان وقت کا یہ خیال کہ وہ اپنے ملک کی رعایا کی عام زبان و حروف سے واقفیت حاصل کرین ہمیشہ قابل ستائش و تشکر گذاری رہا ہے اور اسی خیال سے ہماری فرمانروا ے ملک جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا نے اُردو مین مہارت پیدا کی ہے جس سے کوئی صاحب انکار نہین کرسکتے اگر اُردو زبان و حروف صرف مسلمانون ہی کی زبان و حروف ہوتے تو کیا اوسکے حاصل کرنے سے جناب ملکہ معظمہ کی وہ غرض پوری ہو سکتی تھی جسکے لیے اونہون نے اس سن و

سال مین تعلیم کی تکلیف گوارا فرمائی یا جناب ملکہ معظمہ کے لیے کوئی وجہ ہوسکتی تھی کہ وہ اپنی رعایا کے ایک چھوٹی اور مخصوص فرقہ کی زبان وحروف سے واقفیت حاصل کرین اور بڑے فرقہ کی زبان وحروف کی طرف (جسکو ملک کی بھی عام زبان و حروف کہا جائے) مطلق توجہ نہ فرمائین۔

اسی خیال کی بنیاد پر کہ ملک کی عام زبان وحروف اردو ہین۔ تازہ وارد یورپین بھی اردو ہی زبان وحروف مین مہارت بہم پہونچانے کی کوشش کرتے ہین نہ کسی اور زبان وحروف مین۔۔ اب رہا یہ امر کہ گورنمنٹ رزولیوشن زیر بحث سے رعایا کو کسی قسم کی سہولیت پیدا ہوئی یا اوسکی اجراء سے دقت مین کچھ اور اضافہ ہوگیا اسکی نسبت مجھے صرف اسقدر عرض کرنا ہے کہ ہمارے ملک اور ہماری قوم نے ہنوز اسدرجہ ترقی نہین کی ہے کہ وہ عدالتی کارروائیان بغیر مشورہ بلکہ بغیر مدد قانون پیشہ اشخاص کے خود اصالتاً انجام دے سکین۔ اس بدیہی امر کا بھی اگر کسی صاحب کو ثبوت درکار ہو تو عدالتون کے دفتر سے اپنا اطمینان فرماسکتے ہین کہ اون مین کتنی درخواستین اصالتاً دی ہوئی ہین اور کس قدر بذریعہ اشخاص قانون پیشہ۔ پس جب عدالتی کارروائی بغیر امداد اشخاص قانون پیشہ یا کم از کم عرایض نویس کے نہین ہوسکتی اور اشخاص مذکور عموماً اردو دان ہین تو ناگری حروف مین درخواستین پیش کرنے کی نہ کوئی ضرورت ہے نہ اوس سے کسی قسم کی سہولت کی امید کیجاسکتی ہے۔ بخلاف اسکے ناگری کے کاغذات پیش کرنے سے دو قسم کی دقتین پیدا ہوگئی ہین خصوصاً روہیلکھنڈ اور اسکے متصلہ اضلاع مین ایک یہ کہ عملہ کا بہت ہی تھوڑا حصہ ناگری دان ہے اور اسوجہ سے ناگری کاغذات پڑھنے اور اونکی بابت ضروری

رپورٹ دینے سے اہالی عملہ معذور ہین اور اسوجہ سے کام مین سخت دقت و تعویق واقع ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اسی سبب سے کہ اکثر اہالی عملہ و فریقین معاملہ بلکہ بعض اوقات خود وہ قانون پیشہ حضرات جنکی معرفت وہ ناگری حروف کا کاغذ گذرتا ہے ناگری سے ناواقف ہوتے ہین اور اون سائلونکو جو ناگری مین کاغذات پیش کرتے ہین اون کاغذات کے ساتھہ مجبوراً اُردو ترجمہ دینا پڑتا ہے۔ (جیساکہ ضلع مرادآباد مین خود میرا تجربہ ہے اور دیگر اضلاع کی بابتہ مجکو معتبر ذریعون سے دریافت ہوا ہے) پس خیال فرمایئے کہ بجاے اسکے اول ہی اُردو مین کاغذات دیئے جاتے اول ناگری مین لکھانا پھر اوسکا اُردو مین ترجمہ کراکر پیش کرنا سہولت و کمی مصارف کا باعث ہوا یا دقت و زیادتی مصارف کا۔ جیسا اور اضلاع کی بابتہ مین نے معزز حضرات سے سُنا ہے ضلع مرادآباد مین بھی بعض قانون پیشہ حضرات نے جو اچھی طرح اُردو جانتے اور بعض ناگری سے بہت تھوڑے صاحب واقف ہین۔ اور اون تھوڑون مین بھی سواے ایک دو صاحب کے کوئی صاحب بے تکلف ناگری لکھہ پڑہ نہین سکتے۔ ایک ناگری دان شخص چندہ سے اسلیے نوکر رکھا ہے کہ وہ عدالتون مین خواہ مخواہ داخل کرنے کے لیئے ناگری کاغذات لکھا کرے مگر اس کام کے قابل خاص مرادآباد بلکہ ضلع مرادآباد مین بھی اونکو کوئی آدمی دستیاب نہین ہوا اور مجبوراً اونکو کاشی پور ضلع نینی تال سے جہان بوجہ ناگری دفتر ہونے کے ناگری دان بکثرت میسر آتے ہین ایک شخص بلانا پڑا۔ پس خیال فرمایئے کہ یہ کارروائی سہولت پیدا کرنیوالی ہے یا دقت بڑھانے والی۔ لہذا مین بوجوہ معروضہ بالا پنڈت کدارناتھہ صاحب کی

تحریک کی تائید کرتا ہون اور بدل و جان اس رزولیوشن کے پاس کیے جانے کا آرزومند ہون۔

رزولیوشن نمبر۲۔ باتفاق راے منظور ہوا۔

شیخ محمد عباس صاحب مینائی مختار فیض آباد نے تیسرا رزولیوشن پیش کیا جو حسب ذیل تھا۔

رزولیوشن نمبر۳

یہ قرار پایا کہ اُردو رسم خط جو کہ غلطی سے فارسی خط تعبیر کیا گیا ہے مخصوص زبان اُردو کے لیے موضوع ہے اور علاوہ مسلمانون کے دیگر اقوام کے لوگ بھی کثرت سے اسکے خوگر ہین اور اس سے مانوس ہین اور وہ رسم خط کسی نہج سے عملی طور پر ناقص اور ضرررسان اور مکلف نہین ثابت ہوا کہ جس سے موجودہ حالت مین تغیر کی حاجت ہو۔

اسکی تحریک مین شیخ صاحب نے تقریر ذیل کی۔

اسپیچ جناب شیخ محمد عباس صاحب مینائی نواسہ مدبرالملک صولت جنگ۔ منشی غلام مرتضے صاحب مرحوم سابق نائب جنرل عساکر شاہ اودہ

عالی منزلت صدرنشین صاحب و معزز حاضرین جلسہ مین شکرگذار ہون آپکا کہ مجھکو یہ خدمت سپرد کی گئی گو کہ مین اس خدمت کے لیے زیادہ موزون نہین اور نہ میری قابلیت اس قابل ہے کہ ایسے لوگون کے مجمع مین زبان کھول

سکون لیکن تعمیل ارشاد سے عذر نہین کرسکتا اور جو ناچیز تجربہ کہ مجھے بلحاظ اپنے پیشہ کے حاصل ہے اوسکے لحاظ سے نفس معاملہ پر عرض کرتا ہون۔

تاریخ ۱۸۹۸ء مین جو عرضداشت دربارہ رواج ناگری پیش ہوئی تھی وہ ہم سب نے معہ جواب اوسکے۔ اور اخبارات متعلقہ کے مضامین اوس زمانہ مین دیکھے۔ ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کو جو رزولیوشن پاس ہوا وہ بھی نظر سے گذرا اور جبسنے اس صوبہ مین ایک تحریک پیدا کردی اور جا بجا جلسہ شروع ہوئے۔ الزام شورش اور بے ادبی سے بری رہنے کے واسطے تمام صوبہ مین ایک اطلاعی مراسلہ مطبوعہ ۳ مئی سنہ ۱۹۰۰ء بذریعہ اخبارات اس غرض کے حاصل کرنے کو خود مین نے شایع کرادیا۔ فیض آباد مین ۲۰ مئی کو جلسہ ہوا اوسکی نسبت یہ کہنا بیجا نہوگا کہ وہ جلد سے جلد کیا گیا غالباً وہ پہلا تار ہوگا کہ جو ہز آنر و ہز اکسلنسی کو پہونچا۔

میرے دوست سید علی حسن صاحب وکیل جو ہماری کمشنری فیض آباد مین اول درجہ کے سربرآوردہ شخص ہین وہ اس امر کے بیحد کوشان رہے کہ ادب و خیرخواہی اور اتحاد کا پہلو قایم رکھنا ہماری عزت اور اطاعت جبلی کا حامی ہوگا اور وہ اخبار ۱۵ مئی سنہ ۱۹۰۰ء نمبر ۱۱۳ صفحہ ۱۴۰۳ مین آپ کو ایسا مضمون ملیگا جسمین مین نے اس اصول کو اشارتاً سمجھایا ہے۔ ایسے اہم مسئلہ پر ذی علم گریجویٹ اور عمدہ طبقہ کے لوگ عرصہ چند ماہ سے بحث کررہے ہین مجھکو صرف دس منٹ مین آپ کی توجہ امور ذیل پر مایل کرنی ہے۔

اول ہماری مادر مشفقہ حضرت علیہ قیصرہ ہند کی بیحد مہربانیان ہمیرچند استحقاق سے

مبذول ہین۔

یہ تو صاف بات ہے کہ ہمارے اوپر سایہ سلطنت رکھتی ہین۔ خاص بات جو ہے وہ یہ ہے کہ ہم سب رعایا وفادار ترقی خواہ دولت جو اسکی ظلال کے اندر عمر رکھتے ہین وہ سب اونکے سامنے کے عالم وجود مین آکے ہو گئے ہین مزید بران اون کی کنار سلطنت مین آزادانہ منزل زندگی یہانتک طے کی۔ اور جو باقی ہے وہ ایسی ہی آزادی سے قطع ہو گی۔ اونہین کی سلطنت ہر جو رعایا کی آزادی کو ترقی دینے کے لیئے دنیا مین بے مثل ہے نہ وہ آزادی جو باغیانہ فتنہ پردازی اور بد خواہی کا راستہ ہو۔ ہم پر واجب ولازم ہے کہ ہم اس رزولیوشن پر اوس حد تک بحث کرین جو ہماری ترقی علوم اور درستی اخلاق اور حصول ملازمت اور حالت قوم اور ملک کے لحاظ سے مفید ہے اور وہ بحث اوس غلط فہمی کو دور کرے کہ جو اس رزولیوشن کے متعلق طرفین سے ہوئی ہو۔

دویم۔ بوجہ وقت محدود ہونے کے اس رزولیوشن کے مطالب پر اس بحث کا خاتمہ مین غیر مسلسل فقرات پر بلا مزید اور شرح بیان کے کرتا ہون یہ رزولیوشن ایک مسلمانون کے مددگار اور علی گڈھ کالج کی سرپرستی کرنے والے جناب مستطاب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر با لقابہ دام اقبالہ نے جاری فرمایا ہے۔ اور ہمارا تعجب کچھ اعداد واسباب بیان کر کے رفع کرنا چاہا ہے اور جس سے ہمکو حق دیا ہے کہ اون اعداد واسباب سے اگر کوئی غلط فہمی پیدا ہوتی ہو تو بیان کرین۔ اور اوسی کے لیئے یہ مختصر کوشش ہے۔ ہماری طرف سے

جو خیالات برعکس پیش نظر حضور ممدوح ہین شاید وہ ہماری غلطیون کے نتایج ہین
جیسے کہ انتخاب مین ایک پرپسپل نئے علی گڈہ مین ہم سے غلطی ہوئی پس ہم کسی طرح
اون خیال کے مستحق نہین جو ہز آنر نے ہماری نسبت بنارس مین ارشاد
فرمایا ہے ہم شکر گذار مراحم خسروانہ ہین کہ ہمکو علی گڈہ کالج کیلیئے اہم معاملہ مین
حضور پر نور نے مدد دی -

حضرات ! اب مین حروف و زبان کے مسئلہ کو الگ سمجھکر بحث
کرتا ہون اس ہوش کے ساتھ کہ زبان اردو قایم ہے صرف حرف تبدیل
ہوتے ہین اور اس خوف کے ساتھ کہ اردو زبان کا زوال نہو جاوے -
حضرات - صحیح تلفظ اردو کا سوای اردو زبانکے حروف کو دوسرے حروف مین ممکن نہین -
بجز اسکے کہ الفاظ بھی تبدیل کیے جائین - اردو کے حروف مروجہ مین گ -
پ - ڈ - ڑ - ص کو فارسی یا عربی زبان کے حروف نہ خیال کرنا چاہیئے -
کیونکہ یہ مسئلہ تو مسلمہ ہے کہ عربی زبان کے حروف فارسی مین یا فارسی کے
عربی مین گو کہ ایک دوسرے کی ہمشکل وہم تلفظ ہون مگر جس زبان مین وہ مستعمل
ہون اوسی زبان کے خیال کیے جاینگے - حروف ڈ - ڑ بالکل فارسی عربی کسی
زبان مین مستعمل ہی نہین ہین بلکہ یہ خاص اردو زبان کے حروف ہین - اور
اوسی کے واسطے موزون ہین - اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اردو
زبان وحروف ایک ساتھ ہی دنیا مین آئے ہین - اور انکا ہمیشہ کا ساتھ ہے -
انہین حروف کا استعمال علاوہ مسلمانون کے معزز ہندو بھی کرتے ہین اور سب تو مین اسکی
عادی ہین کہ اردو زبان کو انہین حروف سے پہچانتین یہانتک کہ دفتر کا لیتھ بھیا

اور دفتر یسان ہندوستانی ہے کہ اون معززین کے وفا تر خالص چناچہ اون
ناگری کے زمرہ مین میموریل لے کر بطور ڈیپوٹیشن ہزآنر کے حضور مین تشریف
لے گیے تھے ۱۸ اپریل تک تو ضرور اردو مین تھے - اور اب بھی جہانتک کہ
خیال کیا جاتا ہے اردو زبان اور اردو حروف مین ہی اونکے رہنے مین آسانی
ہوگی -

حضرات ہم بحیثیت مسلمان ہونے کے کوئی ضد کرنا نہین چاہتے نہ ہمکو کوئی
تعصب ہے اگر عربی زبان یا حروف عدالت مین رایج کیے جائین تب بھی
عذر کرینگے کہ یہ رواج غیر ضروری تکلیف دہ ہے - باعتبار ضرورت خلقی و
بلحاظ جوائی تخت گاہ اسلام شمالی ہندوستان اعلی ہندوستان ہے جہان اردو کا عام
رواج ہے بجز نفع کے کوئی مثال کسی نقصان عظیمہ کی اس زبان کے رواج
سے آجتک سننے مین نہ آئی -

ہمارے علوم ادب دانشنا و اخلاق سب اسی زبان و حروف مین محفوظ ہین
مطبع منشی نولکشور جو کہ ہندوستان مین اعلی درجہ کا کتب فروش ہے اوسنے
اردو ہی کی کتابین ۹۵ فیصدی کے قریب چھاپی ہین کیونکہ اردو جاننے والے
بہت زیادہ ہین بہ نسبت ہندی کے - اردو کا یہ اخبار قوم کا یہ کے
اصول درست کرتا تھا اور کا یہ کانفرنس گزٹ وغیرہ وغیرہ کا تعلق ایک
ممبر ڈیپوٹیشن اہل ہنود سے تھا - جو اخبارات اور رسالے شایع ہوتے وہ
۷۵ فیصدی اردو مین تصنیفات ۹۶ فیصدی سے زیادہ اردو زبان کے
باور نہو تو رپورٹ ہاے سرکاری ملاحظہ فرمائیے -

ایک مرتبہ جبکہ صوبہ اودہ علیحدہ تھا سمن وغیرہ کاغذات سرکاری جو اطلاعنامہ کہے جا سکتے ہین ناگری مین چھاپے گیے اوسکی خانہ پری نہوسکی گو کہ اہل ہنود زیادہ تھے اور وہ طریقہ عوام کے واسطے بھی غیر مفید ثابت ہوا اور صرف اردو مین انطباع قایم رہا اور یہ ثبوت دفتر سرکاری مین اون مسلون سے جو تلف نہین ہو گئی ہین ملسکتا ہے۔ اور ملاحظہ ہو ممبران ڈیپوٹیشن اہل ہنود اپنے طریقہ عمل کو تبدیل کر سکتے تھے لیکن اپنا دفتر تو بدلنا غیر ممکن تھا اور کل ملک مین تبدیلی کے مستدعی ہو گیے۔

چٹھہ قبولیت رسیدات لگان لازمی ہندی مین ہونے چاہیئے تھے وہ بھی اردو مین مروج تھی باینہمہ کہ اہل مطابع نے ناگری فارم بھی فروخت کیے مگر خانہ پری صرف اردو ہی مین کی گئی نہ کہ ہندی مین کیونکہ رعایا اردو ہی کی عادی ہے اور یہ خیال ہی نہین ہے بلکہ واقعات قابل لحاظ ہین جنکا ثبوت مقدمات ضمن ۲ و ضمن ۸ (ایکٹ لگان) کی مسلیات دیکھنے سے بخوبی ملسکتا ہے

لاوارث خطوط کا دفتر اگر کوئی رپورٹ سالانہ پیش کرتا ہو تو ثابت ہوگا کہ بوجہ نہ پڑھے جانے ہندی و ناگری کے کسقدر چٹھیان لاپتہ ہو گئین اور اوسکا شمار ایسی اردو مثالون سے بہت زیادہ ہوگا۔

ممالک مغربی و شمالی و اودہ کی میونسپل بورڈ مین ہندو ممبر ہمیشہ زیادہ رہے مگر کاغذات چنگی وغیرہ اردو مین جاری رہے اور رسیدات محصول کی نسبت اونکو پورا اختیار حاصل تھا کہ ہندی مین جاری کر دیتے اور اون رسیدون کے لینے والے بھی ۹۰ فیصدی کے قریب ہندو ہونگے مگر نہین ایسا نہوا۔ کیون ؟ صرف اسوجہ

کہ اردو سے سب واقف ہین اور کوئی دقت اونکو اسکے رواج سے نہ تھی اوراسلیے تبدیلی کی کوئی حاجت نہ تھی۔

حضرات۔ شمار کنندگان کی تعداد پر فیصلہ کا مدار اگر ہے تو اس ششماہی کے اندر جو مردم شماری ہوگی وہ اردو کا قطعی خاتمہ کردیگی۔ پرائیوٹ طور پر حضرات کایستھ نے اپنے فرقون کو دو حصون مین تقسیم کیا ہے اعلی درجہ کے معزز کایستھ قانونگو کہلاتے ہین اور سکنڈ کلاس جنٹلمین پٹواری۔ شمار کنندگان مین اس دوسرے گروہ کی تعداد کی کثرت مسلمہ و ظاہر ہے مسلمان شمار کنندگان مین بہت کم ہوتے ہین اور یہ فرقہ پٹواری ادنی درجہ کا تعلیم یافتہ اردو و ہندی عموماً دونون سے واقف ہے پس اون کے اختیار مین ہے کہ اردو شمار کنندگان کی تعداد کو جسقدر چاہین کم کردین۔ مزید بران نوکری کے وقت مسلمانونکو رواج ہندی سے ایسی مصیبت ہوگی کہ وہ بیکار رہینگے نوکری تو درکنار معزز ہندو بھائی جو کہ قانونگو اور میونسپل بورڈ زیادہ ہین وہ اپنے بیکار مسلمان بھائیون کو مردم شماری کی کام کرنیکے لیے تکلیف دینا گوارا نہ کرینگے اور پھر حساب و کہلائینگے کہ اب تو اردو کی بالکل ضرورت نہین۔

ملک اودھ مین جن اضلاع مین پٹواریون نے کام بند و بست کا کیا ہے اونکا شمار درستی کام لائق لحاظ ہے کہ کسقدر خرابی و تکلیف سے خاتمہ

[illegible]

[illegible] کلکٹر

[illegible] و

ومغالطہ دہی سال حال مین فیصل ہوا ہے۔ پٹواری کا باپ کہتا تھا کہ مین ہندی کا جانتا ہون۔ اوسکا بیٹا کہتا تھا کہ مین آردو جانتا ہون زمیندار کہتا تھا کہ پٹواری نے جعل کیا اور پٹواری کہتا تھا کہ زمیندار نے جُھٹا کہتا تھا مین نے جو کچھ لکھا ہے صحیح لکھا ہے باپ کہتا تھا کہ بیٹے جو لکھا ہے صحیح ہے زمیندار کہتا تھا کہ انصاف ہونا چاہیے مجبوری عدالت نے شک کا فائدہ مدعا علیہم کو دیا اور ہندی نے اون پٹواری نے بیچارے زمیندار کی لوٹیا ڈبو دی۔

یہ امر کسقدر شرم کے قابل ہے کہ گورنمنٹ کو یہ جتایا جاتا ہے کہ اجراے ناگری سے غربا کو سہولیت ہوگی۔ حالانکہ جو لوگ عملی کارروائی سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ یہ بالکل ڈھکوسلا ہے۔ اور اگر گورنمنٹ جیساکہ مناسب ہے اسکی جانچ کے واسطے دو باتون کی تحقیقات کرے تو ابھی یہ لفافہ کھل جاے۔

اول یہ کہ رزولیوشن ۱۸- اپریل کے اجراء کے بعد سے کسقدر عرائض داخل ہوے اور اون مقدمات مین بقید نام کس فریق کا کون وکیل تھا۔؟

دوسرے۔ کیا وہ عرائض سائلون نے خود اپنے ہاتھ سے لکھے ہین یا۔؟

اسی مختصر تحقیقات سے صاف ثابت ہو جائیگا کہ سہولت تو درکنار کس مصیبت سے یہ چند عرائض لکھوا کر داخل کرائے گئے اور کسقدر جدید تبدیلی کی ضرورت تھی۔ کسقدر لوگون نے اپنی خوشی سے اور اس تبادلہ جدید سے فایدہ اوٹھانے کی غرض سے عرائض پیش کیے ہین اور کسقدر دباؤ ڈال ڈالکر کسی مصلحت سے داخل ہوئے ہین۔

حضرات - ! اس سہولت کی تو حالت یہ ہے کہ زبان ہر طرح پر اجازت ہے وہاں بھی تو لوگ اردو ہی زبان کو برابر استعمال کرتے ہیں - دیکھیے مالگذاری کی عرض ارسالیں ہیں کہ اونکے واسطے کوئی زبان مقرر نہیں اگر گورنمنٹ تحقیقات کرے تو اوسے صاف معلوم ہو جائے گا کہ مشکل سے پانچ فیصدی بھی ان عرض ارسالوں میں سے کسی دوسری زبان میں علاوہ اردو کے نکلیں گی -

میموریل حامیان ناگری اپنے سلسلہ عرض میں بھی نہایت معمولی طور پر اور مجملاً عربی و فارسی الفاظ کی شکایت اور مروجہ حروف کی مذمت کی گئی ہے - اور کہا گیا ہے کہ زبان و حروف اردو ایک گورکھ دھندا ہے - پھر خواہش بھی کی گئی ہے کہ زبان تو بدستور قایم رہے حرف تبدیل کرائے جائیں تو آسانی ہو جائیگی - اگر فسانہ عجائب کی کہانی سچ ہے تو ضرور یہ دعوے بھی سچ ہے مگر ہم تو اس آسانی کے جب قایل ہوتے جب اپنی خانگی خط و کتابت اور خانگی دفتروں کی اصلاح پہلے کر کے آسانی دکھائی جاتی - اس خانگی اصلاح کو خدا جانے کس وجہ سے ابتک نظر انداز کر رکھا ہے - حضرات - میرے خیال ناقص میں تو یہی وجہ آتی ہے کہ موجودہ حروف زبان سے کوئی تکلیف نہ تھی اور کسی جدید تبادلہ کی حاجت نہ تھی - اور نہ اردو کے مٹانے سے کسی سہولت کی امید ہو سکتی تھی - ان چند عذرون کے ساتھ میں رزولیوشن پیش کرتا ہوں -

اس رزولیوشن کی تائید نواب مہدی حسن فتح نواز جنگ صاحب بیرسٹرایٹ لا نے

نہایت مختصر طور پر کی اور باتفاق راے رزولیوشن مذکور منظور ہوا۔

بعدہ نواب وقارالملک مولوی مشتاق حسین صاحب بہادر نے رزولیوشن نمبر ۴ کی تحریک حسب ذیل الفاظ مین کی۔

تقریر نواب وقارالملک مولوی مشتاق حسین صاحب

جناب نواب پریسیڈنٹ صاحب اور دیگر حضرات۔

آج جس رزولیوشن کے پیش کرنے کی عزت مجکو حاصل ہے وہ حسب ذیل ہے

رزولیوشن نمبر ۴

یہ قرار پایا کہ ناگری حروف کے عام اور بلا قید استعمال کی اجازت سے ایسا خلط ملط و پیچیدگی یقیناً پیدا ہوگی جس سے ان دو قسمون کے حروف مین سے ایک کے ممنوع کرنیکی ضرورت ہوگی اور جو وجوہ اسوقت باعث اجازت حروف ناگری سمجھے گئی ہین وہی وجوہ اردو کی باعث ممانعت ہوجاوینگی۔

حضرات۔ یہ رزولیوشن درحقیقت دفتری کارروائیون اور اوسکی نتائج سے متعلق ہے اور میری عمر کا بہت بڑا حصہ تیس سال کے قریب دفترون ہی مین گذرا ہے ماتحت کی حیثیت سے بھی اور افسر کی حیثیت سے بھی اور جو تجربہ کہ مجکو اسطرح پر سرکاری محکمون کی کارروائی کی نسبت حاصل ہے اوسکے لحاظ سے مین یہ کہہ سکتا ہون کہ اردو اور ناگری کے خلط ملط ہونے کی کارروائی جسطرح پر کہ شروع ہوئی ہے اوسکا نتیجہ بہت ہی خوفناک ہوگا۔

گورنمنٹ نے رزولیوشن ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء میں جو نشاء اجراء رزولیوشن کا
بیان کیا ہے وہ صرف اسقدر ہے کہ آیا ناگری حروف کا استعمال کے واسطے
ایسا کوئی انتظام کیا جا سکتا ہے یا نہیں جسکی وجہ سے رعایا کی ایک بہت بڑی جماعت
کو جو سوائے ناگری حروف کے اور حروف سے واقف نہیں ہے آسانی ہو
لیکن آگے چلکر رزولیوشن میں ہر شخص بلا کسی قید اور شرط کے مجاز کر دیا گیا
ہے کہ وہ اپنی عرضی یا استغاثہ بابت ناگری حرفوں میں پیش کرے اور یا تو
اُردو میں تو اوسکی وجہ سے وہ اشخاص بھی ایسا کرنے کے مجاز ہو گئے ہیں جو ناگری
کے سوا اردو کے حروف میں بھی بخوبی کارروائی کر سکتے ہیں اور وہ بھی جو کہ صرف
اردو میں خط و کتابت کر سکتے ہیں اور وہ بھی جو جاہل محض ہیں نہ اُردو میں لکھنا
پڑھنا جانتے ہیں اور نہ ناگری میں اور ایسی وسیع گنجایش کا اوس گروہ کو ملجانا
جو تیس برس سے اسی مسلسل فکر میں لگا ہوا ہے کہ کسی نہ کسی طرح سرکاری دفتروں
سے اُردو کو خارج کر کے اوسکی جگہ ناگری کو داخل کرے نہایت اندیشناک امر ہے
جناب سید مرحوم نے اپنے اوسی ۱۸۶۷ء والے سرکار میں جسکا ذکر مسٹر ریسلی
صاحب ڈپٹی اپنی اسپیچ میں فرما چکے ہیں اس معاملے کے متعلق جو کچھ اب سے ایک چوتھائی
صدی پیشتر تحریر فرمایا تھا وہ یہ ہے کہ ہندوؤں کی یعنی ہندو صاحبان کی یہ غرض
فارسی اور عربی لفظوں کو زبان میں سے نکال ڈالنے کی ہے بیشک ناقص حرفوں
سے اونکی کارروائی ہوتی ہے ناگری کے واسطے جو کوشش ہو رہی ہے اوسکا اصلی
مقصد یہی ہے۔ صرف حرف تبدیل کرنا مطلوب نہیں ہے بلکہ یہ کہ زبان بھی تبدیل
ہو اور تمام عربی و فارسی مادہ کے الفاظ نکل جاویں اور اونکے بجائے سنسکرت کے

الفاظ قایم ہون"

حضرات - جناب مرحوم و مغفور نے بہی جو کچہہ تحریر فرمایا تہا وہ اون ذاتی تجربون کی بنیاد پر تہا جو کہ اونکو دفتری کارروائیون کی متعلق حاصل ہوئی تہی اون کی بہی ایک پوری نصف صدی سرکاری دفتر مین گذری تہی معہذا خود ناگری کے حامیون نے اپنے دوسری مارچ ۱۸۹۹ع کے میموریل مین صاف صاف اس منشاء کو ظاہر کردیا ہے وہ الفاظ یہ ہین "حروف ناگری کا استعمال ہماری راے مین اس کارروائی پر عمدہ اثر ڈالے گا اور آخرکار تمام ایسے فارسی اور عربی کے لفظ چہوڑ دینے پر مایل کرے گا جو لوگون کی تقریر مین یکجان نہین ہو گئے" یعنی کہ جناب سر سید احمد خان مرحوم مغفور نے جو کچہ فرمایا کہ ہندو صاحبان کی اصلی خواہش کیا ہے اوسکو خود گروہ مذکور کے سرگروہون نے اب زمانہ کو اپنے موافق پاکر صاف لفظون مین اوسکو قبول کر لیا ہے اور اب اس سے زیادہ اور کیا ثبوت اوس خطرہ کے لیے درکار ہے جس سے بچنے کیلئے آج ہم سب کوشش کر رہے ہین۔

لیکن حضرات اس سے بہی زیادہ ثبوت اس خطرے کا ہمکو خود اوس کارروائی سے حاصل ہو رہا ہے جو گورنمنٹ کے رزولیوشن مورخہ ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۰۰ع کے نفاذ کی بعد سے اسوقت تک ہوئی ہے مین اوسوقت ضلع مراداباد کا ذکر کرتا ہون جس ضلع مین کہ خود میرا وطن ہے اور جو کچہ کہ وہان ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ ناگری کے کاغذات کا دفترون مین پیش ہونا صرف اون لوگون مین محدود نہین رہا ہے جو صرف ناگری جانتے ہین بلکہ ہندوؤن کے

گروہ کی تمامتر کوشش اسمین صرف ہو رہی ہے کہ رزولیوشن کے لفظون سے جہانتک بھی اونکو گنجایش ہے وہان تک وہ ناگری کا غذون کی تعداد کو دفترین بڑھائین اب وہ لوگ بھی وہان ناگری مین کاغذات پیش کرتے ہین جو ناگری کے سوا بخوبی اردو لکھہ پڑہ سکتے ہین اور ایسے لوگون سے کے کاغذات بھی ناگری مین داخل ہو رہے ہین جو اُردو مین بخوبی استعداد رکھتے ہین اور ناگری مطلق نہین جانتے اور ایسے لوگون کے عرایض وغیرہ بھی ناگری مین پیش ہو رہی ہین جو نہ ناگری جانتے ہین اور نہ اُردو۔ ہندو وکلا نے بھی اپنے آپ کو اسی سڑک پر ڈال دیا ہے عرایض دعوے بھی ناگری مین پیش ہونا شروع ہوگئے ہین اور موجبات اپیل بھی۔ اور لطف یہ ہے کہ یہ تمام کاغذات اول اُردو ہی مین مرتب ہوتی ہین اور پھر وہ ناگری مین لکھوا کر عدالتون مین پیش کیے جاتے ہین اور جب اونھین ہندو وکلا سے جنھون نے اون کو پیش کیا ہے اون کاغذات کے پڑھنے کی خواہش کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس سے قاصر ہین اور اون کے محرر اوسکے پڑھنے کے لیے بلائے جاتے ہین ایک ناگری نویس کاشی پور سے جو کہ ایک کوہستانی ضلع مین واقع ہے بلایا گیا ہے اور اوسکو باہمی چندہ سے تنخواہ دی جاتی ہے اور اوسکا کام یہ ہے کہ کچہری کے احاطے مین موجود رہے۔ اور جو لوگ کہ اوس سے اپنی عرایض ناگری مین لکھوانا چاہین اون کے عرایض وہ بغیر لینے کسی اجرت کے لکھہ دیا کرے۔ بعض عملون نے سرکاری لفافے ناگری مین لکھنے شروع کیے ہین اور مین نے اخبارون مین پڑھا ہے کہ کسی ہندو آنریری مجسٹریٹ نے

اور کسی تحصیلدار نے اپنا فیصلہ بھی ناگری مین لکہا ہے۔

حضرات۔ ایکطرف ہمارے ہندو بھائیونکی کوشش کا تو یہ حال ہو اور دوسریطرف گورنمنٹ کی ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۰۰ع والی رزولیوشن اور اُسکے معنی مین بہت سُرعت کے ساتھ توسیع ہو رہی ہو۔ وہ رزولیوشن جسکی تمہید یہ تھی کہ صرف اون لوگونکو جو ناگری جانتے ہین۔ یہ اجازت دینا قرین مصلحت ہی کہ وہ اپنے عرایض ناگری مین پیش کر سکین زبان بدستور اُردو رہیگی۔ اور مذکورہ بالا تمہید کی روشنائی خشک بھی نہونے پائی تھی جو حکم پہنچتے پہنچتے وہ اجازت طرف ناگری دانون ہی پر منحصر نرہی بلکہ ساری دنیا کے لوگ جو ناگری جانتے ہون یا نہ جانتے ہون ناگری کے استعمال کے لیے مجاز کیے گئے اور گورنمنٹ آف انڈیا کے دفتر مین پہنچتے پہنچتے حروف کی علاوہ ہندی زبان بھی آموجود ہوئی اور اسی عرصے مین ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی نے ہزآنر کی اجازت کو اور بھی زیادہ وسیع معنی پہنا دیے ہین جسکی وجہ سے مختلف قسم کے کاغذات ہندی مین پیش ہونے لگے ہین اور اگر خدانخواستہ یہی طوفان بے تمیزی ناگری کاغذات کا سرکاری دفتر مین کچھہ روز اور برپا رہا اور گورنمنٹ کی طرف سے اوسکو اسی طرح روز بروز مدد ملتی رہی تو اوسوقت جو نتیجہ ہوگا اوسکے معلوم کرنے کے لیے کچہ بہت زیادہ دور اندیشی کی ضرورت نہین ہے تھوڑے ہی عرصے مین ناگری کاغذات کی تعداد مسلون مین بہت زیادہ ہو جایگی اور اوسوقت بغیر کسی زیادہ مشکل کے اور بہت آسانی سے گورنمنٹ کے سامنے یہ مسئلہ تصفیہ کے لیے پیش ہوگا کہ ناگری اور اُردو کا خلط ملط رعایا اور عملہ اور حکام سب کے لیے تکلیف دہ ہے اور اوسکا رفع ہونا چاہیے اور اُسوقت جو

فتوی کہ صادر ہو گا وہ صاف ظاہر ہے کہ اُردو کی موت کا فتوی ہو گا اور یہ
محتاج بیان نہین ہے کہ سرکاری دفترون سے کسی زبان کا خارج ہونا اوس
زبان کی سخت ذلت اور اوسکے سخت نقصان اور بالآخر اوسکی موت کا موجب
ہے اوس سے ہمکو جسقدر سخت صدمہ پہونچتا ہے اوسکے بیان کرنیکے لیے مین
صرف بڑے سرسید مرحوم کے الفاظ کی نقل کر دینا کافی سمجھتا ہون جواب سے
ستائیس برس پہلے اونہون نے اس مسئلے کے متعلق ارشاد فرمائے تھے اور
وہ مختصر اور جامع اور مانع الفاظ یہ ہین کہ "درحقیقت جسقدر نقصان کہ مسلمانونکو
ہونا ممکن ہے وہ ہو گا کہ اوس سے بڑھکر بجز دین سے محروم کردینے کے نقصان
کے اور کوئی نقصان نہین ہوسکتا"
اب اے حضرات - اگر ہمکو اپنی زبان سے کچھ محبت ہے تو یہی وقت
کوشش کرنے کا ہے اور کوشش سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ ہمارے ہندو
بھائیون نے اپنی مسلسل کوششون سے ایک بات کو جو ابتدا مین ناممکن
معلوم ہوتی تھی ممکن کر دکھلایا ہے اور اب یہ ہمارے اوپر منحصر ہے کہ ہم
بھی ویسی ہی کوشش اس رزولیوشن کی تنسیخ یا ترمیم کے نسبت جاری
رکھکر اپنے مقصد مین کامیاب ہون جسکی ہمکو اپنے منصف اور بیدار مغز گورنمنٹ
سے ہر طرح پر توقع ہے یا غفلت کرین اور ایک ممکن امر کو ناممکن کر دکھلائین
مگر مجھکو امید ہے کہ ہماری کوششون سے ملک کو اوس دن کے دیکھنے کا
موقع نہ ملے گا جبکہ اُردو کا جنازہ سرکاری دفترون سے اٹھایا جاتا ہو اور
اسلیے مین جلسے سے درخواست کرتا ہون کہ جو رزولیوشن جسکا مین اوپر

ذکر کر چکا ہون پاس کیا جاوے۔

اس تحریک کی تائید سید حسن ضیا صاحب حسان الہند مرادابادی نے حسب ذیل کی۔

اسپیچ سید حسن ضیا صاحب حسان الہند

معزز پریسیڈینٹ صاحب و صاحبان جلسہ سب سے پہلے مین خداوند تعالے کا شکر کرتا ہون کہ آسمانی ڈیلیگیٹ ہمارے اس مبارک جلسہ کا باران رحمت ہے جسکی اس ملک مین تین ہفتہ سے اشد ضرورت تھی۔

حضرات آج یہ جلسہ جس مقام پر منعقد ہوا ہی وہ ایک مشہور مقام قیصر باغ کی بارہ دری ہے اور یہ وہ جگہ ہے کہ جس کی آبادی کامل کے وقت اُردو کے مشہور اہل زبان میر وزیر علی صبا نے ایک غزل لکھی تھی جو اون کے دیوان مین درج ہے مطلع اوسکا یہ ہے۔ دھوم ہے ای ساقی سرشار قیصر باغ مین + پھولتے ہین ہمیشہ سبزہ زار قیصر باغ مین + مگر بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ انقلاب زمانہ سے آج اوسی بارہ دری مین یہ مجلس ماتم اُردو زبان کی تعزیت مین برپا ہے۔

مجلس ماتم ہے اس نا دار قیصر باغ مین + جمع ہین اُردو کے حامی کار قیصر باغ مین
درد دل کا کرتے ہین اظہار قیصر باغ مین + آج روتے ہین در و دیوار قیصر باغ مین
ابر کی بارش نہین اسوقت ای اہل نظر + چشم گردون سے بندھا ہے تار قیصر باغ مین

اب مجھے یہ بھی دکھلا دینا ہے کہ اس جلسہ کے انعقاد کی بنیاد کسی طرح

مخالفت گورنمنٹ پر نہین ہے نہ احکام گورنمنٹ کا تخالف مدِنظر ہے بلکہ ہم وفادار مسلمان رعایا سے جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اپنی سلطنت کے احکام کی تعمیل کی ایسے خواہشمند رہتے ہین کہ جیسے پیاسے مین پیاسا پانی کی طرف تکتا ہے لیکن کیا کرین جب اتفاقی تکلیف رفتار زمانہ سے ہم پر پڑجاے تو بجز اسکے کہ اوس تکلیف کا رونا کسی جگہ مل جلکر رولین اور کیا ہوسکتا ہے - اومین یہ امر البتہ لایق غور ہے کہ اب بھی کوئی وقت اس دقت کے رفع کا باقی ہے یا نہین اسی لیے ہم آج اس مقام پر جمع ہوئے ہین کہ جابکار آیندہ کی کوئی راے قایم ہو - اگر ہم اپنے ارادہ مین کامیاب ہوگئے تو ہماری عین خوش قسمتی ہے ورنہ بالآخر یہ سوچ لینا چاہیے - تھمتے تھمتے تھمین نگے آنسو رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہین ہے + خیر جو کچھ ہو ہمکو اپنے درد دل کی کہانی اپنی مہربان گورنمنٹ کے سامنے کہہ سنانی چاہیئے ؂ اگر مانے زہے رحمت نہ مانے تو شکایت کیا - سرِ تسلیم خم مین جو دل سرکار مین آئے -

ہمکو محض اسی کا رونا نہین ہے کہ زبان اُردو کا خاتمہ ہوتا ہے بلکہ اوس چیز کا بھی خاتمہ ہوتا ہے جو ہمارے اور ہمارے ہمسایہ دیگر اقوام کے درمیان مین میل جول قایم رکھنے کا ذریعہ ہے کیونکہ اُردو کی پیدایش ابتدائی محض میل جول سے ہوئی ہے اور جب وہی درمیان سے جاتی رہیگی تو میل جول پر بہت بُرا اثر پڑے گا -

معاملہ زیر بحث مین سے سب سے پہلے مین جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ کے چند فقرہ جات کا ذکر کرنا چاہتا ہون جو جناب ممدوح نے اپنی اسپیچ بنارس مین

متعلق زبان ارشاد فرماتے ہین۔
فقرہ اول (مین اسکی کہنے کی ضرورت نہین سمجھتا ہون کہ ایک فرقے کو
نقصان پہونچا کر دوسرے فرقے کو فایدہ پہونچانے کا خیال میرے دل مین
کبھی نہین آیا) اس فقرے کی نسبت مین صدق دل سے اس بات کو ظاہر کرتا ہون
کہ حقیقتاً نہ میرا نہ اس صوبہ کے رہنے والے کسی مسلمان کا جو عقل سلیم رکھتا ہو
یہ خیال ہے کہ ہز آنر دام اقبالہ نے کسی فرقے کے نقصان پہونچانے کیلئے
یہ رزولیوشن جاری فرمایا ہے۔ ہان اس بات کو کہے بغیر نہین رہ سکتا ہون
کہ جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ کو حامیان ناگری نے بعض بعض
مضامین جنکو مین ابھی کچھ آگے بڑھ کر دکھلاتا ہون واقعات کے خلاف
باور کرائے ہین اور ہمارے اہل اسلام جیسے خواب غفلت کے عادی تھے ویسے
ہی اس مقام پر بھی پانون پھیلائے ہوے پروائی ہوا کے جھونکون مین سوتے
رہے اور کچھ بھی خبر نہوئی کہ معاملہ کہانتک منتہی ہوگا اب بھی جسقدر توجہ
ہوئی ہے وہ غنیمت ہے جسکی نسبت اردو بزبان حال پکار پکار کہہ رہی ہے سے
اوسوقت آپ میری عیادت کو آئے ہین + جب سُن لیا گلے سے اوترتی دوا نہین +
ورنہ یہ امر میرے تو قیاس سے ہزارون کوس دور ہے کہ اگر کامل طور سے
جیسی پیروی ہمارے بھائی اہل ہنود کی جانب سے ہوئی اوسکا عشر عشیر بھی
اس طرف سے ہوتی تو کبھی ایسا حکم جناب محتشم الیہ صادر نہ فرماتے۔
عام اخلاق ہے اوسکا تو شہید ہی سب تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا
میرا یہ خیال محض مکڑی کا سا تنا ہوا جالا ہی نہین ہے بلکہ اسی کی تائید

ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ کے اوس فقرہ سے ہوتی ہے
جو جناب موصوف نے ۲۔ مارچ سنہ ۹۸ء کو بجواب میموریل پیش کردہ ڈیپوٹیشن
متعلقہ اجرائے حروف ناگری ارشاد فرمایا تھا۔

(اس بات کی کوئی اشد ضرورت نہین ہے کہ ہم جلدی کرین یا غور و
تامل سے عمل نہ کرین اور اون شخصون کے مطالب اور خیالات کا مناسب
لحاظ نہ کرین جو اس تبدیلی کے مخالف ہین) پس جبکہ ہماری عادل گورنمنٹ کے
خیالات اوسوقت جبکہ مخالفت کا اثر بھی بوجہ نہ معلوم ہونے حالات ڈیپوٹیشن
کے پبلک پر نہین پڑا تھا ایسی روشن دماغی کیساتھ مخالفت کے پہلو کا خیال رکھنے
والے ہون تو ہم کس طرح اس بات کو کہہ سکین گے کہ اس معاملہ خاص مین کسی
فرقہ کی نقصان رسانی مد نظر رکھی گئی ہے نہ ہماری سچائی اس امر کو ہمارے
ہونٹھون سے باہر نکلنے دیتی ہے۔

ہان بات تو صرف اسی قدر ہے کہ واقعات صحیح نہ حامیان ناگری کی جانب
سے نہ امور مبینہ غیر صحیحہ کی تردید کامل طور سے ہمارے طرف سے حضور پر نور
کے گوش گذار کی گئی جسکے نتیجہ مین آج ذرا دشواری پیش آرہی ہے ۔

اب مین دوسرے فقرہ ہز آنر بہادر کا ذکر کرتا ہون۔

(اس حکم سے صوبجات ہذا کی نصف مسلمان آبادی مستفید ہوگی کیونکہ
مجکو اطلاع ملی ہے کہ صوبجات ہذا مین کم سے کم نصف اہل اسلام ہندی
بولتے ہین۔)

اس مقام پر یہ امر بھی ظاہر کرنے کی ضرورت ہے کہ ہندی بولنے سے کیا

مراد ہے اور ہندی کس زبان کا نام ہے ہندی اس اعتبار سے کہ اہل ہند
جس زبان کو استعمال کرین ہندی کہلائیگی اس صفت مین تو ہر ایک زبان
مروجۂ ہند ہے کہ اُردو بھی داخل ہے - خیر جو کچھ ہی ہو مین اس مقام پہ
یہ بات کافی سمجھتا ہون کہ شاہ جہان بادشاہ کے عہد سے ہمارے ان
صوبجات کی زبان اُردو ہے اور اُردو وہی زبان ہے جس مین عربی
و فارسی و بھاشا و سنسکرت وغیرہ بہت سے الفاظ کے الحاق سے ایک
نیا رنگ پیدا ہو کر علیحدہ بولی اور زبان قایم ہو گئی ہے جس نے اصلی پرورش
اس عہد سعادت عہد ہماری سرکار دولتمدار مین پائی اور جو آج ہر طرح سے
کسی نوبت مین اگر مکمل نہ بھی کہی جا سکے تو نا مکمل کہنا بہت ہی دشوار ہی
اور جو ہر طرح اپنا مطلب ادا کرنے مین قاصر نہین ہے اور اس ملک کے
جسقدر باشندہ ہین بلا لحاظ قوم و مذہب کے اون کی زبان مادری ہے -
پس ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ اس ملک کی لیے وہ کونسی زبان سہل تر اُردو
سے ہو سکتی ہے اور کس زبان کا نام ہندی ہو سکتا ہے - مین ضلع مراد آباد
کا رہنے والا ہون اور اکثر اوقات قرب و جوار کے اضلاع مین بھی جانیکا
اتفاق ہوتا ہے اور اکثر مختلف اضلاع کے مختلف الاقوام والمذاہب اشخاص
سے بات چیت کا موقع ملتا ہے لیکن کبھی مجھے یہ یاد نہین کہ میری اس زبانکو
جو مین اسوقت بولتا ہون کسی میرے مخاطب نے نہ سمجھا ہو یا مین نے اوسکی
زبان کو نہ سمجھ لیا ہو - ہان دیہات کے اشخاص بالضرور بگڑی ہوئی اُردو
بولتے ہین ہمارے حضور پرنور ہز آنر بہادر نے غالباً اوسکو ہندی خیال فرمایا

ہوگا یا مخالفان اُردو نے اوسکا نام ہندی ہز آنر کے سامنے ظاہر کیا ہوگا تاہم
اوس زبان کا نام سواے اُردو کے کچھ اور ہو نہین سکتا نہ میرے کانون کو
کبھی اس امر کے سننے کا اتفاق ہوا کہ اس ملک کے لوگ کوئی اور زبان
ہماری اس زبان سے علیحدہ جسکو ہندی کہہ سکین مسلمان تو کیا بلکہ ہندو بھی
بولتے ہون ہان یہ ضرور ہے کہ تھوڑا تھوڑا فرق لہجہ کا کسی کسی مقام پر ہے
لیکن وہ فرق صرف اسی قدر ہے کہ دیہات کے لوگ اور ناتربیت یافتہ گروہ
کے آدمی ایک بگڑی زبان جسکے الفاظ صحیح نہین ہین اصلی الفاظ سے بدلکر بولتے
ہین جس مقام پر اہالیان زبان کہین سے آتے جاتے ہین اوسکے مقابلہ مین دیہاتی
لوگ اوس مقام پر آوت ہین جاوت ہین بول جاتے ہین پس یہی فرق
زبان کا ہوسکتا ہے تاہم وہ کوئی نئی زبان کے نام سے موسوم نہین ہے بنارس
والہ آباد ہمارے ضلع سے بہت دور ہے وہان کے ہندو مسلمانون سے برابر
میل جول کا اتفاق ہوتا ہے وہ لوگ ذرا سے لہجہ کے اختلاف کے ساتھ بھی
اُردو بولتے ہین سہارنپور میرٹھ بلندشہر وغیرہ یہانتک کہ آگرہ مین پوری کانپور
غرض ممالک مغربی و شمالی و اودھ مین جہانتک مجکو ان مقامات کے اشخاص سے
گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا ہے کوئی مسلمان کیا اہل ہنود مین بھی مینے
کوئی دوسری زبان اس اُردو زبان کے سوا جاری نہین دیکھی تو پھر یہ خبر
جو ہمارے مہربان و عادل نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی
و چیف کمشنر اودھ کو پہونچائی گئی کہ ان صوبجات کے نصف مسلمان ہندی بولتے
ہین کیسے صحیح باور ہوسکتی ہے ۔ ہان اسقدر اور کہونگا کہ ہمارے قرب و جوار

کے اضلاع مین البتہ پہاڑی لوگون کی بول چال مین فرق ہے تاہم یہ ادّعا خیر دینے والون کا کہ ان ممالک کے نصف مسلمان ہندی بولتے ہین کسی طرح صحیح نہین ہوسکتا۔ یہ صوبہ جات اور انکے رہنے والے مسلمان سب موجود ہین اون کی جانچ سے یہ مطلب پورا ہوسکتا ہے۔ مجھ سے قبل کے معزز اپنچ دینے والون نے خوب خوب طرح سے اس امر کو ثابت کردیا ہے کہ اس ملک کی کارروائی اسی مروج زبان اردو مین جاری ہے اور روزمرہ کے معمولی کاروبار کی تمثیلین بہت کچھ دی گئی ہین۔ جنکا اعادہ فضول ہے ابھی ابھی دکھلایا گیا ہے کہ ڈاکخانہ کی کارروائی کی جانچ سے یہ مطلب پورا ہوسکتا ہے۔ اس ملک کے اخبارون کی حالت دکھلادی گئی ہے تاہم اب مین ایک ایسے امر کا ذکر کرتا ہون کہ روز روشن کی طرح عدالتی دنج کی کارروائی مین چھپ نہین سکتا۔ رجسٹری کا دفتر اس ملک مین ایک ایسا دفتر ہے کہ جسکے لیے کسی خاص زبان کی خصوصیت نہین ہے نہ کسی زبان کی دستاویز کا رجسٹری کیا جانا ممنوع کیا گیا ہے اور بیشتر ان دستاویزات بالخصوص لین دین کی دستاویزات کے احد الفریقین ہندو ہوتے ہین لیکن غالباً ایک دستاویز بھی بخط ناگری ہمارے ان صوبجات مین پائی نجائیگی باوجودیکہ مین سیکڑون دستاویزین زبان فارسی کی انہین ممالک مین دکھلا سکتا ہون حالانکہ فارسی کا رواج بند کیے ہوسے ۱۸۳۷ء سے ابتک ترسٹھ [۶۳] سال کا عرصہ گذرتا ہے۔

ایک اور بات بھی لایق غور ہے کہ اگر زبان اردو کے خلاف زبان ہندی

سنسکرت کا نام رکھا جائے تو اوسکے حاصل کرنے کے لیے جو عملہ و امیدواران کو ایک سال کی مہلت دی گئی ہے وہ کسی طرح کافی نہین ہوسکتی ہے سنسکرت ایک علم کتابی ہے اور کسی مقام پر زبان کی حیثیت سے کسی حصہ ملک مین جاری نہین ہے اسکی تحصیل تو ایک سال کی مدت مین کسی طرح ممکن ہی نہین ہے اور اوسکی تحصیل کے لیے عمر کا ایک بڑا حصہ درکار ہے ہمارے حضور نواب لفٹننٹ گورنر بہادر تو صوبہ بہار والی تبدیلی زبان کو بہی ایسا دشوار خیال فرماتے ہین کہ تبدیلی صوبہ بہار مین سرکاری زندگی کی ایک نسل مین پوری ہوئی تو سنسکرت کی حالت بجا ہے خود اس مقام پر قواعد طاعون بخط ناگری مین جو الفاظ مستعمل ہوے ہین اون کی حالت لایق دید ہے کہ وہ اس ملک کے رہنے والون کے سمجھنے کے لایق بہی ہین یا نہین کیون حضرات آپ حضرات مین کون کون صاحب ان الفاظ کے معانی سمجھ سکتے ہین بغور ملاحظہ ہون حالانکہ اسوقت ہزارون آدمیون کا یہ جلسہ ہے مگر میرے خیال مین ایک صاحب بہی انکے معانی سے واقفیت نرکہتے ہونگے (ابری لشہٹ) (ستہتا) (اداہہ سے اوکہہ) (شری یت) (بہلے رکار) (انوسار) (نیت)

یہ الفاظ چند سطور اول کی ہین تمام قواعد مین جسقدر الفاظ کا ترجمہ اس زبان مین ہوا ہے کوئی ایک مسلمان بھی نہین سمجھ سکتا اور خال خال ہی اہل ہنود بمشکل سمجھ سکتے ہون پھر نہین معلوم کہ ملک کو اس سے کیا فایدہ ہوگا اور اگر دیہاتی بولی کا نام ہندی رکھا جائے تو یہ دیکھنا ہوگا کہ برٹش گورنمنٹ تہذیب و علم کی کوشش کررہی ہے آیا اوس زبان کے داخل کارروائی عدالت

ہونے سے علم و شائستگی کی ترقی ہوگی یا چلتی ہوئی گاڑی کے پہیے کے نیچے ایک
پتھر ڈالدنیا ہوگا۔ اُردو زبان ایک ایسی زبان ہے جسکو مین باعتبار
اوسکی مدت ابتدائی کے کہہ سکتا ہون کہ اس ملک کی بہت پرانی زبان ہوگئی
ہے بہت پرانی زبان سے وہی مراد ہے جسکو ہز آنر بہادر بالقابہ نے ۲۰ مارچ
سنہ ۱۸۹۸ع کے جواب میموریل مین صاف کردیا ہے کہ "یہ بات یاد رکھنی چاہیے
کہ تین سو برس کا رواج ایک دن مین موقوف نہین ہو سکتا ہے" اس لحاظ سے
اُردو کی عمر کا تخمینہ تین سو برس ہے اگر مینے بہت پرانی زبان کا استعمال کردیا
تو کچھ بیجا نہین ہے تین سو برس کا زمانہ باعتبار زمانۂ حال کے بہت پرانا زمانہ ہے
یہ بات بھی یاد رکھنے کی لایق ہے کہ ہنود پر بھی تبدیلی زبان مادری کا وہی اثر ہوگا
جو مسلمانون پر گو اسوقت اونکی خواہش کا پردہ اونکی آنکھون کے سامنے ہے بالکل
ایسی ہی بات ہے ع شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی ÷ گو مشت خاک ما ہم
بہ باد رفتہ باشد۔

اُردو زبان کا زبان مادری ہونا ایک امر مسلم ہے جسکی تائید میری بھی ایک مضمون مندرجہ رسالہ
موسومۂ انقلاب مطبوعہ مطبع گلزار ابراہیم سے جو مینے سنہ ۱۸۹۲ع مین لکھا تھا ہوتی ہے
"ہندوستان باعتبار مکان ایسا چمن ہے جسمین مختلف اقسام کے اشجار ہین مختلف
گلبن علیحدہ علیحدہ طور کے نخل ہین دیگر ولایتون مین یہ امر بھی کمیاب ہے اس
سبب سے یہان کی قومون مین مختلف رسم و رواج جاری ہین اور پھر رسم
و رواج کچھ ایسے مخلوط ہو کر ایک نئی حالت ہو گئی ہے جو لایق دید ہے ہندوستان
کی مثال بالکل انسان کی ترکیب عناصر سے بہت کچھ مل سکتی ہے کہ آب و ہوا

وباد خاک گو ایک دوسرکی ضد ہین مگر بالآخر دیکھیے تو خداوند تعالی کی صناعی
سے ایک جسم مین بلکہ جسم کے ہر ہر جزو ترکیب مین ایسے شامل ہین کہ انمین
سے ہر ایک کے انعدام سے سب ترکیب معدوم ہوی جاتی ہے ہندوستان گویا
حس مشترک ان جملہ قوتون کا ہے - ہندوستان ایک ایسا پہول ہے جسمین چند
پنکہڑیان ہون ایک باہم دو جدا کی کیفیت ہندوستان ہی مین پائی جاتی ہے -
ہندوستان ایک عبارت ہے جسکے چند معانی ہو سکین ہندوستان دہوپ چہاون
کا اطلس ہے کہ کبہی کچہہ رنگ ہے اور کبہی کچہ ہندوستان قوس قزح ہے جسکے
ہر رنگ کی خوشنمائی اپنے اپنے مقام پر جلوہ دکہلا رہی ہے -
ہندوستان کی مختلف ترکیبون سے جو ایک مدت مدید کے بعد ایک صورت
پیدا ہو گئی تہی اب اوسمین بہی انقلاب کچہ نئی طرز پیدا کرنے کو ہے - ہندوستان
کا لباس ہندوستان کی زبان ہندوستان کی رسم ورواج مختلف قومونکی مؤانست
سے ایسا مل جلکر ایک نئی کیفیت تہی کہ مسلمانون مین ہندوؤن کے اکثر رسوم اور
ہندوؤن مین مسلمانون کے اکثر رسوم جاری ہو گئی تہین اور نیز دیگر اقوام مین بہی
خلط ملط ہوکر ایک حالت ہو گئی تہی جسکو بہت عرصہ قیام رہا اور جو کسی طرح بری
حالت نہ تہی - زبان کی کیفیت بہی ایسی ہی تہی یعنی بہت سے ملکون کے لوگون
کی مختلف زبانین ملکر ایک زبان اردو قرار پا گئی تہی جو قدیم زبان نہین تہی اسی صفحہ کا
تیسرا فقرہ ہزآنر کا یہ ہے -
وُہان پر مین یہ بہی کہہ سکتا ہون کہ ہمارے دفاتر مین نصف مسلمان عملہ کی نسبت
کہا جاتا ہے کہ وہ ہندی جانتا ہے +

چونکہ اس فقرہ مین لفظ "کہا جاتا ہے" مستعمل ہوا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے
کہ اسکی تحقیقات مکمل نہین ہے اور نہ اوسکا وجود اسوقت موجود ہے تا ان اہل
حکم کے اجراء کے بعد کی تحقیقات و رپورٹین بالضرور اس حکم کی تاثیر کے تحت ہین
یہ امر بھی لایق غور ہے کہ اگر اس ملک مین زبان اردو کے سوا ہندی یا کوئی
اور زبان ہوتی تو گورنمنٹ جسنے اپنی مہربانی سے رعایا کی بہبودی کے واسطے
جا بجا ہزارہا روپیہ خرچ کر کے مدارس کھول رکھے ہین بالضرور ہندی کی تعلیم بھی اس
سے پہلے مشروط کرتی۔

بیشک یہ امر بہت ہی ناموزون ہے کہ کسی خاص بات کو قومی یا مذہبی پیرایہ
مین خواہ مخواہ پھیر لیا جاوے تاہم اس امر کے اظہار کے لیے اشد ضرورت ہے
کہ حامیان ناگری کا یہ فعل خالی قومی ہمدردی سے نہین بلکہ مستزاد اوسپر یہ
ہے کہ اپنے ہمسایہ بھائیون یعنی مسلمانون کا ضرر بھی اسمین ملحوظ رکھا گیا ہے کیونکہ
یہ بات محتاج بیان نہین ہے کہ ہندو صاحبان انگریزی دانی مین مسلمانون سے
باعتبار تعداد زیادہ خیال کیے جاتے ہین اوسپر یہ ایک دوسرا امر زیادہ کرنے سے
مسلمان بیشک اور بھی پیچھے رہ جائین گے۔

مردم شماری کی تعداد بھی ناگری دانی مین دکھلائی گئی ہے لیکن اس مقام
پر یہ امر بھی لایق لحاظ ہے کہ مردم شماری کے لحاظ سے صاف ظاہر ہو سکتا ہے
کہ یہ گاؤن کے گاؤن جو جاٹ گوجر دن اہیرون اور دوسری اقوام کاشتکاری
پیشہ کے ہین اون کی تربیت یا قابلیت کی کیا حالت ہے اور وہ کچھ بھی مذاق اردو
یا ہندی سے رکھتے ہین اور اونکو کوئی فایدہ اس تبدیل حروف یا زبان سے

پہونچ سکتا ہے بلکہ اگر سچ پوچھیے تو اونکو سخت ہی دقت و دشواری کا
سامنا ہوگا جب کوئی نقل عرضی دعوے ناگری خط مین پہونچیگی تو چونکہ یہان
مین اور بھی زیادہ کمیابی ہے وہ بیچارے اوسکے مطلب کے سمجھنے سے بھی قاصر
رہین گے۔

عدالت کی کارروائی کی نظیر اسوقت موجود ہے کہ باوجود اس اجراے حکم
کے بھی معمولی طور کے ایک ہندو عملہ کو یا مسلمان عملہ کو کسی عدالت سے بلا علم
امتحان بلاکر اوسکا امتحان لیا جاوے پھر معلوم ہو سکتا ہے کہ آیا اردو و ناگری
کے مقابلہ مین روانی تحریر یا پڑھنے مین یکسان ہے یا کچھ فرق کیا جاتا ہے اور وہ
فرق ہے تو کس درجہ کا ہے آیا برسون کی مشق کے بعد بھی وہ فرق نکل سکتا ہے
یا نہین۔

یہ امر بھی لایق غور ہے کہ خط مروجہ کے بدلے جانے کی کوئی ضرورت
ہے یا نہین ہے۔ خط مروجہ مین کوئی ایسی خرابی ثابت نہین ہوئی کہ جسکی وجہ
سے خواہ مخواہ اوسکی تبدیلی کی ضرورت ہو نہ خط مروجہ ایسا خط ہے جسمین کچھ
بھی دقت لاحق ہو اسوقت تک جسقدر اشخاص ہمارے صوبہ کے رہنے والے
ہین قریب قریب جتنے اشخاص پڑھنے لکھنے کے لایق ہین وہ کچھ نہ کچھ ضرور اس خط
سے واقفیت رکھتے ہین چاہے وہ کسی مذہب و ملت کے آدمی کیون نہون پس
ایسی سہولیت جو ہر شخص کی واقفیت سے ہو سکتی ہے وہ کسی طرح تبدیلی خط کی
حالت مین ایک مدت مدید مین بھی پیدا نہین ہو سکتی۔ دوسرے یہ کہ ہر ایک شے کی
مناسبت اوسکے موضوع لہ سے ہوتی ہے اردو جس حیثیت سے پیدا ہوئی اوسکے لیے ایک خط بھی

اوسکے ساتھہ ہی ساتھہ تھا اب اوسکے الفاظ کو کوئی دوسرا جامہ اگر پہنایا جاے تو اونکی قامت پر کسی طرح راست نہ آئیگا مثلاً بہت سے الفاظ انگریزی کے ایسے ہین جو کسی کوشش سے بھی اُردو تحریر مین صحیح تلفظ نہین رہ سکتے ہین۔ اسی طرح اُردو کے الفاظ ہندی یا ناگری خط مین کسی طرح نہ تلفظ صحیح سے تحریر کئے جا سکتے ہین نہ اونکے معانی اپنے مقام پر صحیح رہ سکتے ہین۔ معانی کی مثال یہ ہے کہ عام و آم بالکل ناگری حروف مین یکسان تحریر ہونگے اسطرح ...... حالانکہ یہ دونون الفاظ بالکل جدا گانہ اور مختلف معنون مین مستعمل ہوتی ہین اور پھر کوئی تمیز نہ باعتبار تلفظ نہ بصورت رسم خط ہو سکتی ہے۔ عین و الف کے مخرج مین جسقدر فرق ہے وہ بہت ہی ظاہر ہے عین حرف حلقی ہے جسکے تلفظ کو کوئی شخص ناگری مین تحریر کرہی نہین سکتا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ ناگری تحریر الفاظ سے بھی قاصر ہے۔ اسی طرح ض و ز و ظ و ذ و ف و ق وغیرہ حروف کا تلفظ ناگری حروف کی تحریر مین نہین ہو سکتا۔ اصل مین ناگری کے حروف کا موضوع له سنسکرت ہے اور سنسکرت مین یہ حروف جو اوپر لکھے گئے نہین ہین پس ناگری بالضرور ان حروف کے تلفظ سے قاصر ہے جس طرح علم سنسکرت کے لیے حروف ناگری موضوع ہین ویسے ہی اُردو کے حروف زبان اُردو کے لیے ضروری ہین کیونکہ اُردو فارسی و عربی سے مناسبت تام رکھتی ہے اور فارسی و عربی کے حروف و الفاظ سے کسی طرح جدا نہین ہو سکتی ہے لہذا اوسکا اس دوسرے گھر مین داخل ہونا مداخلت بیجا ہے مگر حامیان ناگری سنسکرت کو جاری

کرنا چاہتے ہین اور پیرایہ بدلا ہوا ہے جسکے نتیجہ مین ڈکشنری و کتاب لوٹ
جدید کی ضرورت بیوقت ہو گی لیکن تعصب مذہبی کی بو بھی بہت ہی پھیل
رہی ہے شعر۔ بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش + من انداز قدت را مے شناسم
اب مین اپنے بھائی اہل ہنود سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہون کہ اون کی غرض
اس اجرا سے ناگری ہندی سے کیا ہے۔ جو پیرایہ ظاہر کیا جاتا ہے وہ تو
محض طمع کاری ہے لیکن اگر مقصد اونکا محض نقصان رسانی اہل اسلام کی
ہے تو یہ کیون آخر یہ لوگ کم سے کم تمھارے کتنے ہی غیر سہی ہمسایہ ہونے
کی صفت سے تو متصف ہین پھر اونپر ایسا ضیق نفس کرنا بقول شخصیکہ ؎
زبان کو بھی گدی سے کھینچ لینا کس مذہب و ملت کی مجوزہ سزا ہے۔ اگر فرض
کیا جاسے کہ یہ دشمن بھی ہین (جو حقیقتہً نہین ہین) تو اونکے ساتھ بھی طریق
عمل یہ ہونا چاہیے ؎ آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است +
با دوستان تلطف با دشمنان مدارا + اور اسی مضمون کا ترجمہ ازدو
زبان مین آپ کے ایک مشہور شاعر تلسی داس نے کیا خوب کیا ہے ؎
تلسی یا سنسار مین بھانت بھانت کے لوگ + ہل مل سب سے چالئے
ندی ناؤ سنجوگ + لیجیے اس سے پورا زبان کا فرق بھی معلوم ہوگیا غالباً
اسی زبان کو ہندی زبان کی نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ زبان نئی
نہین ہے پرانی زبان ہے اور ایسی زبان ڈھونڈھولا کر آج کل کی مروج
زبان بڑی کوشش سے سیکڑون مدرسے جاری فرما کر ہماری گورنمنٹ
نے بنائی ہے اسمین فرق اتنا ہی ہے کہ چاہیے جو فصاحت سے خالی ہے

اب تخفیف کرکے چلیے بنا یا گیا ہے اور یہ تبدیلی عقلاً و انصافاً کچھ بدنما نہیں ہے
یا لفظ یا کی جگہہ اب کثرت سے لفظ اُس کا استعمال ہوتا ہے باقی جملہ وہی ہیں
جو اسوقت مروج ہیں پس اس زبان کا نام اردو سے علیحدہ ہندی زبان نہیں
ہے جو اس ملک میں جاری ہو اور اب لکھتے لکھتے یہی زبان نہایت شستہ
ورفتہ زبان ہو گئی ہے۔ اس سوڈیڑہ سو برس کی ترقی یافتہ زبان کو تو پھر
مذلت کے گڑھے میں دفن کر دینا ایسی ہی بات ہے جیسے خود کسی درخت کو
محنت سے لگانا اور جب وہ شاداب و بارور ہو جاوے تو اوسکے ثمر کو توڑ ڈالنا
کبھی اوسکے پتے نوچ ڈالنے کبھی اوسکی شاخیں کاٹکر ایک بدنما شکل بنا دینا
اور آخر کار اوسے جڑ سے کھود کر پھینکدیا۔
رزولیوشن مذکور باتفاق رائے منظور ہوا۔
اسکے بعد چونکہ دن کم باقی رہا تھا لہذا حسب الحکم صاحب پریسیڈنٹ
مولوی کرامت حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا کھڑے ہوے کہ جو پروگرام میں
رزولیوشن ضروری نمبر ۹ و ۱۰ دا اتھے اون کی نسبت پہلے تجویز اپنی پیش کریں
چنانچہ مولوی کرامت حسین صاحب نے حسب ذیل تقریر کی۔

تقریر مولوی کرامت حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا الہ باد

دگر ہا شنیدستی این ہم شنو

جناب صدر انجمن وحاضرین۔
یہ دل خوش کرنے والی قومی مجلس جو میری نگاہوں کے سامنے سب
سے بڑی اور سب سے پہلی قومی مجلس ہے جسمیں مجکو ایک اہم قومی مسئلہ پر

زبان کھولنے کی عزت ملی ہے قبل اسکے کہ جن رزولیوشنون کی پیش کرنے
کا منصب مجکو عطا ہوا ہے اون کو پیش کرنے کی عزت حاصل کرون
اس عظیم الشان مجلس کی بابت چند فقرے گذارش کرتا ہون اس قومی
مجلس کی حالت موجودہ متحدہ کوشش کی معتد بہ مقدار سے خبر دیتی
ہے آیندہ کی نسبت اصحاب الرجا کا یہ خیال ہے کہ اُردو کی حفاظت اور
حمایت کی لیے جتنی سرگرمی اور اتفاق کی حاجت ہوگی انشا اللہ ہمیشہ اوس سے
زیادہ چند حامیان اُردو مین بپابندی اصول وفاداری وراستبازی موجود ہوگا
اگر ایسا ہوا اور خدا ایسا ہی کرے تو یہ بات بالکل یقینی ہے کہ ہمنے آج
سے اوس راہ مین قدم رکھا ہے جو چند نسلون کے بعد ہمکو دنیا کی مہذب
اور نامور قومون کے اوج عزت تک پہونچا دیگی ہم متحدہ کوشش کی بدولت بہمہ
دولتمند ارجمند ہوجاوینگی افلاس۔ فقر اور ذلت کی حضیض سے نکل جاوینگے
لیکن اے حضرات مین اہل قنوط مین سے ہون اور مجکو دل افسردہ کرنیوالا
پہلو بھی نظر آتا ہے خدا نہ کرے کہ ویسا ہو اور آپ حضرات دعا فرماوین کہ
میرا اندیشہ وسواس کی حد سے کبھی آگے نہ بڑھے میرا اندیشہ یہ ہے کہ ہندی
رزولیوشن نے فی الحال مسلمانون کے دلون مین دودہ کا سا ابال پیدا کردیا ہے
جو نفسے چند کا مہمان ہے اگر خدانکردہ موجود متحدہ کوشش کا یہی انجام ہونیوالا
ہے تو ہمارا ادبار مستمر ہے ہماری جہالت ہمارا افلاس ہماری بےعزتی ہماری
تباہی دن دونی اور رات چوگنی ہوگی ہم ایسے ناشدنی دائرے مین ہونگے
جسکی پیشانی پر "ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ" لکھا ہوگا کیا یہ حالت جون کے

آنسو رولانے کو کافی نہین کہ چند شیدا ے قوم قومی بربادیون کو دیکھ کر
مضطر با نہ کوشش کرین اور ہم سب اون کی ہدایتون سے اپنی درستی
کی متحدہ کوشش مین کمی کرین اور قومی امور مین کنارہ کش ہون تو صرف
یہ نتیجہ ہوگا کہ شیدایان قوم رفتہ رفتہ خاک کا پیوند ہو جاوین اور اونکی
قبرون سے مسلمانون کی گوش شنوا مین یہ حسرتناک آواز آتی ہو۔

زمین بجرم تپیدن کنارہ مے کردی
بیا بخاک من واز تپیدنم بنگر

پھر مولوی صاحب ممدوح نے مسودہ عرضداشت جو حضور لفٹنٹ گورنر
صاحب بہادر کی خدمت مین پیش ہونے کو مرتب ہوا تھا۔ اوسکو مفصل
مضمون مین بیان کیا اور حسب ذیل رزولیوشن پیش کیا۔

قرار پایا کہ مسودہ عرضداشت جو حضور لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر کیخدمت
مین پیش ہونے کو مرتب ہو چکا ہے اور جسکے مضامین ہمنے اسوقت سن لیے
ہین وہ معہ پمفلٹ مرتب کردہ اردو ڈیفنس ایسوسی ایشن الہ آباد گورنمنٹ مین
ذریعہ ڈیپوٹیشن حسب قاعدہ بھیجا جاوے۔

نواب وقار الملک صاحب نے کھڑے ہوکر یہ فرمایا کہ اسکی نسبت چونکہ
چند صاحبون کو اعتراض ہے اور مین ایک ترمیم پیش کرنے والا ہون کہ
عرضداشت بلا اسکے کہ اچھی طرح سے جانچ نہ لی جاوے روانہ ہو بلکہ
جو ایسوسی ایشن حسب رزولیوشن نمبر ۱۱ مندرجہ پروگرام کے قایم ہونے والی ہے اوسکے حوالہ
درستی و ترمیم ضروری عرضداشت مذکور کی کیجاوے لہذا مین یہ مناسب سمجھتا ہون

کہ جو رزولیوشن مولوی کراست حسین صاحب نے پیش کیا ہے وہ ابھی واپس
لیا جاوے اور پہلے مولوی صاحب ممدوح رزولیوشن نمبر ۴ مندرجہ پروگرام کو
پیش کرین بعد اوسکے اس رزولیوشن پر بحث کی جاوے۔
چنانچہ حسب اجازت صاحب پریسیڈنٹ مولوی کرامت حسین صاحب نے
اپنا پہلا رزولیوشن واپس لیا اور اوسکے عوض مین حسب ذیل رزولیوشن
پیش کیا۔
"قرار پایا کہ ایک مستقل انجمن بنام ممالک مغربی و شمالی و اودھ کی حمایت اردو کے
لیے قایم ہو اوس انجمن کو جملہ اختیارات واسطے حمایت اردو اور جمع کرنے
ضروری سرمایہ اور بنانے قواعد کے دیے جاوین"
شیخ عبداللہ صاحب وکیل علیگڈہ نے اوسکی تائید کی۔
نواب وقار الملک صاحب نے اوسمین یہ ترمیم پیش کی الفاظ متصلہ ذیل
اشخاص اوس انجمن کے ممبر منتخب کیے جاوین اور اونکو اختیار ہو کہ اور لوگونکو
بھی اپنے ساتھہ شریک کرسکین" اصل عبارت رزولیوشن مین اضافہ کیے جاوین
نواب مہدی حسین صاحب فتحنواز جنگ نے اس ترمیم کی تائید کیا اور ترمیم بالاتفاق رائے منظور ہو کر رزولیوشن حسب ذیل پاس ہوا

رزولیوشن نمبر ۵

"قرار پایا کہ ایک مستقل انجمن تمام ممالک مغربی شمالی و اودھ کی حمایت اردو
کے لیے قایم ہو اوس انجمن کو جملہ اختیارات واسطے حمایت اردو اور جمع کرنے
ضروری سرمایہ اور بنانے قواعد کے دیے جاوین اور ممبر اوسکے اصحاب ذیل
ہون اور اختیار اونکو اور ممبرون کے شریک کرنے کا ہو۔

(۱) نواب محسن الملک بہادر (۲) حامد علی خانصاحب بیرسٹرایٹ لا لکھنو
(۳) مولوی غلام مجتبے صاحب وکیل الہ آباد (۴) نواب وقار الملک مولوی
مشتاق حسین صاحب انتصار جنگ (۵) منشی احتشام علی صاحب رئیس
و تعلقہ دار لکھنو (۶) راجہ نوشاد علیخانصاحب تعلقہ دار میلارای گنج ضلع بارہ بنکی
(۷) صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب بیرسٹرایٹ لا علی گڈھ (۸) مولوی
کرامت حسین صاحب بیرسٹرایٹ لا الہ آباد (۹) شیخ عبد اللہ صاحب بی اے
ایل ایل بی علیگڈھ (۱۰) نواب فتح نواز جنگ مولوی مہدی حسن صاحب بیرسٹرایٹ لا
لکھنو (۱۱) مرزا عابد علی بیگ صاحب (۱۲) شیخ رحمت اللہ صاحب رعلیا
کانپور

پھر مولوی کرامت حسین صاحب کھڑے ہوئے اور پہلے جو تجویز
اونہون نے پیش کی تھی اوسی کی دوبارہ تحریک کی اس ترمیم کے ساتھ
کہ جو پمفلٹ اردو ناگری کی مباحثہ کے بابتہ جناب حامد علیخانصاحب بیرسٹر
نے تیار کیا ہے وہ بھی عرضداشت کے ساتھ بھیجا جاوے۔
مولوی حامد علیخانصاحب نے فرمایا کہ چونکہ جو رسالہ مینے مرتب کیا ہے
اوسمین اکثر ایسے مضامین ہین کہ جنکا ذمہ وار دیا بند مین نہین ہو سکتا
اسواسطے مین نہین چاہتا کہ آپ لوگ میرے رسالہ کو اپنی عرضداشت کے
ساتھہ لفٹنٹ گورنر صاحب کی خدمت مین بھیجین۔
شیخ عبد اللہ صاحب وکیل علی گڈہ نے رزدلیوشن مجوزہ مولوی کرامت حسین
صاحب کی تائید کی مگر اس امر مین جناب حامد علیخانصاحب کی رائے سے

اتفاق کیا کہ اون کا رسالہ عرضداشت کے ساتھ نہ جانا چاہیئے - اس پر
مولوی کرامت حسین صاحب نے اپنی تجویز بابتہ اس رسالہ کے واپس لی -
اسکے بعد نواب وقار الملک بہادر نے حسب ذیل تقریر کی

تقریر نواب وقار الملک بہادر

مین جناب پریسیڈنٹ صاحب کی اجازت سے اس رزولیوشن مین ایک
ترمیم پیش کرنا چاہتا ہون معزز محرک صاحب اور دیگر حضرات جنہون نے اس
مسودہ اور اوسکے متعلق دیگر کاغذات کو نہایت قابلیت اور محنت سے مرتب
کیا ہے ہماری سب کی طرف سے بے انتہا شکر گذاری کے مستحق ہین اور ہمکو
اون کے کامون پر کافی بھروسہ ہے اور جو کچھ کہ اسوقت سرسری طور پر سنا
گیا ہے اگرچہ وہ ہر طرح قابل تعریف ہے لیکن تاہم چونکہ انھین کاغذات
پر آئندہ ہماری تمام امیدون اور خواہشون کا دار و مدار ہے اور پمفلٹ جو میموریل
کے ساتھ جانے والا ہے وہ اسوقت پڑھا بھی نہین گیا اور نہ ایسے اہم کاغذات پر
ایسے بڑے جلسہ مین اور ایسی وقت کی تنگی مین کافی طور پر غور کیا جاسکتا ہے لہذا
احتیاط اسباب کی مقتضی ہے کہ گورنمنٹ مین پیش ہونے سے پہلے ان
کاغذات پر مزید غور کا موقع حاصل کیا جاوے پس میری مجوزہ ترمیم یہ ہے
کہ "رزولیوشن نمبر ۵ کی مطابق جو کمیٹی کہ اردو زبان کی حمایت کی غرض
سے قایم ہوئی ہے اوسکو یہ کاغذات سپرد کردیے جاوین اور اوسکو یہ اختیار
دیدیا جاوے کہ اگر اوسکی نزدیک ان کاغذات مین کسی جگہ ترمیم کی ضرورت

معلوم ہو تو وہ ترمیم کردے اور اوسکے بعد وہی کمیٹی ایک ڈیپوٹیشن کے ذریعہ سے میموریل کو گورنمنٹ مین پیش کرنے کی کارروائی عمل مین لاوے"

نواب مہدی حسن صاحب فتح نواز جنگ بہادر نے اس ترمیم کی تائید کی۔ شیخ محمد عباس صاحب بینائی و حاجی ریاض الدین صاحب صاحب نے اس ترمیم سے اختلاف ظاہر کیا اور کہا کہ عرضداشت ہماری قوم کے لایق آدمیون نے بہت محنت سے تیار کی ہے اوسکے بھیجنے مین اب کسی طرح کا توقف کرنا نہ چاہیے ورنہ ترمیم کی تو کبھی کوئی حد نہین ہوسکتی جتنے آدمی جتنی مرتبہ عرضداشت کو جانچینگے کوئی نہ کوئی اصلاح یا نئی بات تجویز کرینگے زمانہ زیادہ گذرتا جاتا ہے جسقدر دیر ہوگی اوسی قدر اور نقصان ہے۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب بیرسٹرایٹلا علیگڈہ نے نواب وقار الملک بہادر کی ترمیم کی تائید مین ایک مختصر تقریر کی اور یہ فرمایا کہ چونکہ اب اس امر پر مباحثہ کافی ہوگیا ہے لہذا ووٹ لیا جاوے۔ چنانچہ صاحب پریسیڈنٹ نے اس ترمیم پر ووٹ طلب کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کثرت رائے سے ترمیم پیش کردہ نواب وقارالملک بہادر منظور ہوئی بعدہ رزولیوشن مولوی کرامت حسین صاحب ترمیم شدہ بصورت ذیل پاس ہوا۔

رزولیوشن نمبر ۲

"قرار پایا کہ مسودہ عرضداشت جو حضور لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر کی خدمت مین پیش ہونے کو مرتب ہوچکا ہے اور جسکے مضامین ہمنے سن لیے ہین

وہ معہ پمفلٹ مرتب کردہ اردو ڈیفنس ایسوسی ایشن الہ آباد اوس
کمیٹی کے سپرد کر دیا جاوے جو رزولوشن نمبر ۵ کے بموجب قایم ہوئی ہے اور
وہ کمیٹی مجاز ہوگی کہ اون کاغذات مین کسی جگہ اگر ترمیم کی ضرورت معلوم
ہو تو اوسکو ترمیم کردے اور کاغذات کو ڈیپوٹیشن یا اور مناسب
ذریعہ سے گورنمنٹ مین پیش کرنے کی کارروائی عمل مین لاوے"

اتنی کارروائی مین چھہ بجے شام کا وقت ہوگیا اسوجہ سے صاحب
پریسیڈنٹ نے کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ پروگرام کے مطابق چار رزولیوشن
نمبر ۵ لغایتہ نمبر ۸ - مباحثہ کے واسطے باقی ہین مگران کے مضامین اوس
عرضداشت مین جسکے مطالب بیان ہو کر ابھی منظور ہو چکے ہین سب درج
ہین اور یہ بات کچھہ ضرور نہین ہے کہ تمام دفعات پر علیحدہ علیحدہ بحث
کیجاوے لہذا یہ امر اب تمام اون صاحبون کی راے پر منحصر ہے جو دور دور
سے اس جلسہ کے مباحثہ مین شریک ہونے کے لیئے آئے ہین کہ آیا وہ
اب اس جلسہ کی کارروائی کو ختم کیا چاہتے ہین یا کل پھر بقیہ رزولیوشنون پر
بحث کرنے کیواسطے تشریف لانا چاہتے ہین -

اس امر مین زیادہ تر لوگون کی راے یہ معلوم ہوئی کہ جو صاحب کسی سبب سے
نہ ٹھہر سکتے ہون اونکو اختیار ہے چلے جائین مگر باقی لوگونکو جو جوش قومی سے
آئے ہوئے ہین اور ایک دن اور قیام کرنے کو تیار ہین ضرور موقع
دینا چاہیئے کہ وہ بقیہ چار رزولیوشنون پر بحث کرین چنانچہ یہی امر طے پایا
اور صاحب پریسیڈنٹ نے تمام حاضرین کو مطلع کر دیا کہ بقیہ کارروائی

کل ۷۔ بجے صبح سے پھر شروع کی جاویگی اسکے بعد اوس دن کا جلسہ برخاست ہوا۔

دوسرے دن کی کارروائی

۱۹۔ اگست سنہ ۱۹۰۰ء روز یکشنبہ

اجلاس سوم

سات بجے صبح پھر کارروائی شروع ہوئی۔ باجازت صاحب پریسیڈنٹ منشی بشیر الدین صاحب اڈیٹر اخبار البشیر اٹاوہ نے رزولیوشن مندرجہ ذیل کی تحریک کی۔

رزولیوشن نمبر ۲

قرار پایا کہ ناگری حروف کے استعمال کی اجازت سے زبان اردو کو سخت ضرر پہونچے گا جو کہ مشترک زبان ہندوستانی کی ہے اور جسکے ضرر پہونچانے کا منشا ہرگز گورنمنٹ کا نہیں ہے اور نہ کسی طرح مناسب ہے۔

اور اسکی بابت تقریر حسب ذیل کی۔

تقریر منشی محمد بشیر الدین صاحب اڈیٹر اخبار البشیر اٹاوہ

صاحب صدر نشین جلسہ وحضرات!

اردو مسلمانوں کی اصلی زبان نہیں ہے۔ نہ شاہان اسلام کے وقت میں دفتروں میں اردو رائج تھی۔ اردو گورنمنٹ نے رائج کی۔ حکومت انگلشیہ کے قبل اردو

نہایت ناکمل حالت مین تھی بجز چند مذہبی کتابون کچھ قصون اور دیوانون کے اُردو مین
کسی قسم کا علمی ذخیرہ نہ تھا۔ گورنمنٹ نے انعام مقرر کیے علمی کتابون کو تصنیف
کرانے کا حوصلہ دیا اور اُردو کو علمی زبان بنا دیا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ گورنمنٹ خود اردو کی حامی ہے علاوہ ازین ہز آنر نے اپنی بنارس کی اسپیچ
مین ارشاد فرمایا ہے کہ "مجھے یقین ہے کہ اب سر برآوردہ مسلمان سمجھ گئے
ہین کہ اس رزولیوشن سے اُردو زبان پر کوئی حملہ نہیں ہے" ہز آنر کے اس
بیان سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ گورنمنٹ کا منشا ہرگز اُردو کو
ضرر پہونچانے کا نہیں ہے۔ چونکہ گورنمنٹ بھی اُردو کی حامی ہے اور ہم بھی
اُردو کی حمایت کے واسطے یہان جمع ہوئے ہین پس یہ ہمارا فرض ہے کہ اگر
کوئی امر بوجہ غلطی کے ایسا واقع ہوا ہو جس سے اُردو کو ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہو
تو ہم اوسکو ظاہر کردین۔ ہم تسلیم کرتے ہین کہ گورنمنٹ کا منشاء اُردو کو ضرر
پہونچانے کا نہیں ہے لیکن ہم دیکھ رہے ہین کہ ملک مین ایک گروہ ایسا
موجود ہے جو اُردو کو نا پید کرنے کی کوشش مین مصروف ہے اور گورنمنٹ کے
رزولیوشن سے ناجایز فایدہ حاصل کرنا چاہتا ہے چنانچہ مین نے ایک
وکیل کو دیکھا کہ اُس نے ایک درخواست کا اُردو مسودہ لکھ کر ناگری خوان
محرر کو ترجمہ کے لیے دیا مین نے پوچھا کہ اس طوالت سے کیا حاصل؟ جواب ملا کہ
"اُردو مین جعل زیادہ بنتا ہے" مینے کہا کہ اول تو اُردو سے زیادہ ناگری مین
جعل بننا ممکن ہے۔ علاوہ ازین کوئی دستاویز نہیں لکھی جاتی صرف سوال
ہے اسمین جعل کی کیا ضرورت ہے اور اس سے بڑھکر کونسا جعل ہوسکتا ہے

کہ گورنمنٹ مین پیش کیا جاوے کہ ناگری مین اغلاط زیادہ واقع ہوتے ہین حالانکہ آپ کے موکلون کو خبر تک نہین۔ مین ایک حاکم کے نام سے واقف ہون جس نے حکم دیا ہے کہ اپیل کے مقدمات مین گواہون کے اظہار کا ناگری ترجمہ کرکے عملہ والے پیش کرین۔ آئندہ بشرط ضرورت کسی موقع پر مین اوس حاکم کا نام بھی ظاہر کردونگا اور اپنے بیان کی صداقت کا ثبوت دونگا۔

لائق آپیچکر دون نے ثابت کردیا ہے کہ اُردو ہندوستان کی مشترکہ زبان ہے لہذا مین اس معاملہ پر زیادہ گفتگو کرکے آپکا عزیز وقت نہ لونگا لیکن اسقدر بیان کرنا ضروری امر ہے کہ حضور ملکہ معظمہ تو ہم سب کی مادر مہربان کہتے ہین۔ چونکہ حضور ممدوحہ نے اُردو زبان سیکھی ہے لہذا اس وجہ سے بھی اُردو اس ملک کے باشندون کی مادری زبان ہوئی۔ اس سے مخالفت کرنا اپنے ناخلف ہونے کا ثبوت دینا ہے اور یہ یقین دلانا ہے کہ حضور ملکہ معظمہ سے محبت نہین ہے۔

منشی احمد حسین صاحب اڈیٹر اخبار الاسلام الہ آباد اوسکی تائید کو کھڑے ہوئے اور اونہون نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

تقریر منشی احمد حسین صاحب اڈیٹر اخبار الاسلام الہ آباد

جناب صدر انجمن صاحب و حاضرین جلسہ!

پہلے مین آپ لوگون پر اس امر کو ظاہر کیا چاہتا ہون کہ انجمن رفاہ اسلام الہ آباد کی طرف سے مین ڈیلیگیٹ ہو کر آیا ہون۔ بعدہ اوس رزولیوشن کی تائید کرنے سے پہلے جسکو ابھی میرے معزز دوست مولوی بشیر الدین صاحب اڈیٹر البشیر

نے پیش کیا ہے۔ حروف ناگری کے عیوب اور نقصانات بیان کیا چاہتا ہون۔ جنکی خوبی پر حامیان ناگری ٹوپیان اوچھال رہے ہین۔ میرے خیال مین حروف ناگری کے حروف تہجی سے زیادہ ابتر و ناقص کسی اور زبان کے حروف تہجی نہین ہین۔ میرے ذہن مین اسکے نقصانات اور عیوب اس کثرت سے موجود ہین کہ جنکے ظاہر کرنے کے لیۓ ایک بہت بڑے وسیع وقت کی ضرورت ہے لیکن وقت کے کافی نہونے سے مشتے نمونہ از خروارے بیان کرتا ہون۔

حضرات! ناگری کے حروف تہجی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہ نسبت اون حروف تہجی کے جسمین زبان اُردو لکھی جاتی ہے ناگری مین چودہ (۱۴) حروف کی کمی ہے۔ مان لیا جاے کہ حامیان ناگری اپنے اِن ناقص حروف تہجی مین دو چار حروف کو کھینچ کھانچ کر اُردو کے حروف تہجی کے ساتھ برابر کرنے کی غرض سے کچھ کا کچھ بنالین اور اس جدید تراش کو قایم کرنے کیلیے دو چار حروف موجودہ حروف تہجی ناگری مین اور بڑھالین لیکن یہ تو خیال فرمائیے کہ چودہ حروف کی کمی کیسے پوری کرینگے اور اس اضافہ کردہ ناگری حروف کی وقعت ہر ذی فہم کے نزدیک اوسیقدر ہو گی جسقدر اور مصنوعی اور تراشیدہ حروف اور زبان کی ہوتی ہے ناگری مین نہ ظ ہے نہ ض ہے نہ ز ہے نہ ذ ہے نہ ژ ہے صرف ایک حرف جا ज جو ج کے عوض مستعمل ہوتا ہے جسکو کوشش کر کے یہ اصلاح مقرر کر سکتے ہین کہ اوسکے نیچے ایک نقطہ دیکر وہ جا۔ ز کی آواز دے گا مگر ظ۔ ض۔ ذ۔ ژ کی کمی کو کیسے پورا کرینگے اور پھر جس خیالی اور وہمی نقصان نے حامیان ناگری کو اُردو کا مخالف بنایا تھا

وہی نقصان اصلی اور واقعی ہو کر سامنے آئیگا۔ کیا یہ ممکن نہین ہے کہ لکھنے والا جا
کے نیچے نقطہ دینا بہول جاے اور وہ جا۔ بجاے ژ کے جا ہی پڑھا جاے۔ ناگری
مین ث اور ص بہی نہین ہے صرف سا स ہے جو س۔ کے عوض استعمال
کیا جاتا ہے۔ اب اس اکیلے حرف سا سے تین تین حروف کا کام کیسے لیا
جائیگا۔ اسمین حاء حطی نہین ہے صرف ایک حرف ہا ह ہے جو ہاے ہوز
کے بجاے استعمال کیا جاتا ہے ع اسمین نہین ہے غ اسمین نہین ہے ہمزہ
اسمین نہین ہے ط اسمین نہین ہے ق اسمین نہین ہے ف اسمین نہین ہے
یہ نہین معلوم ہوتا کہ ان حروف کی کمی کیسے پوری کی جائیگی۔ کیا گا ग سے
گ اور غ دونون کا اور آ आ سے ع اور ہمزہ کا اور تا त سے ت اور
ط کا اور کا क سے ک اور ق کا اور پا प سے پ اور ف کا اور ہا ह
سے ح اور ہ کا۔ کام لیا جائیگا؟ بڑے حیرت کا مقام ہے کہ وقت استعمال
موارد استعمال مین یہ حروف اپنے ہم مخارج حروف سے کیسے ممتاز ہونگے سخت
بے امتیازی کی بات ہے کہ ناگری کے بہیک منگے حروف مین اردو جیسی شاہنشاہ
زبان لکھی جاے جسمین ایک دو نہین چودہ چودہ حروف کی کمی ہے ہم
اون الفاظ کو کیسے استعمال کرسکین گے جنمین یہ حروف آتے ہین اور اونکو
ہم روزمرہ اپنے گہرون نہین بلکہ کچہریون۔ عدالتون مین لکہتے اور بولتے ہین
ہمارے اس اعتراض کا جواب آجتک حامیان ناگری مین سے کسی شخص نے
نہین دیا اور نہ آیندہ امید ہے کہ وہ اسکا جواب دیسکین گے چاہے وہ اپنے
ناگری کے حروف ناقص کو کیسا ہی کامل بنانے کی کوشش کرین۔ مین ناگری۔

کیتھی۔ نیوٹی ۔ موڑ یا مہاجنی۔ گجراتی۔ بنگلہ ۔ اُردو۔ فارسی عربی کو جانتا ہون
اور ان سب کو بخوبی لکھہ پڑہ سکتا ہون میرا دعوی ہے کہ اس اعتراض کا
جواب ہوا ہے اور نہوگا ۔
حامیان ناگری کا یہ اعتراض اونکے خیال کے موافق بہت زبردست
ہے کہ اُردو رسم الخط مین جال ۔ چال ۔ حال ۔ خال سب ایک صورت سے
لکھے جاتے ہین برعکس ناگری کے کہ اوسمین ان سب الفاظ کا رسم خط
جدا گانہ ہی مگر میرے نزدیک اس اعتراض سے رکیک ومہمل اور کوئی دوسرا
اعتراض نہین ہوسکتا۔ یہ اعتراض لاعلمی ۔ جہالت زبان اُردو سے ناواقفیت
پر مبنی ہے ۔ چار پانچ برس کا لڑکا بھی جس نے ابھی تشریح الحروف بھی ختم
نہین کی جال کو حال خال نہین پڑھے گا اگر اوس لڑکے سے یہ اعتراض
کیا جاے کہ جال وخال دونون ایک صورت سے لکھے جاتے ہین کیا وجہ ہے
کہ تم اسکو جال پڑھتے ہو خال نہین پڑھتے تو وہ لڑکا بلا تامل کہدے گا کہ ج کے
پیٹ مین ایک نقطہ ہوتا ہے اسواسطے یہ جال ہے اور خال جب ہوتا کہ نقطہ
اوپر ہوتا کیونکہ نقطہ خ کے اوپر ہوتا ہے ۔ آپ لوگون کو یاد ہوگا کہ لڑکپن مین
مولوی صاحب نے سب سے پہلے یہی تبلایا تھا کہ ج کے پیٹ مین ایک نقطہ
ہوتا ہے اور ح خالی چ کے نیچے تین نقطہ اور خ کے اوپر ایک نقطہ ہوتا ہے ۔
لیکن جنہون نے اس کوچہ مین قدم نرکھا ہو وہ اسکو کیا جانین ۔
حامیان ناگری کے اعتراضات اسی قسم کے ہین جنکے جوابات چھوٹے چھوٹے
بچے دیسکتے ہین لیکن جو اعتراضات ناگری پر کیے جاتے ہین وہ کسطرح سے

رفع نہین ہوسکتے - مین دعوے سے کہتا ہون کہ اُردو زبان ناگری مین ہرگز ہرگز
صحیح نہین لکھی جاسکتی اور اگر کوئی میری لکھی ہوئی درخواست کو صحیح طور سے
ناگری کی رسم الخط مین لکھدے تو مین اپنی حیثیت کے موافق سَو روپیہ دینے کو تیار ہون
میرے خیال مین ناگری کے اجراء سے اُردو زبان کو بہت بڑا نقصان پہونچیگا
اور اوس مین ایک ایسا عظیم انقلاب پیدا ہو جائیگا جو کسی طرح سنبھالے نہ سنبھلیگا
غرض کو گرج عرض کو آرج - عرض کو . . . . . لکھین گے - اُردو رسم خط مین
جعل (جسکے معنی بنانے کے ہین اور اسکے ارتکاب سے کم سے کم چھ سات برس
کی سزا ملتی ہے) ج ع ل لکھا جاتا ہے اور جسمین مچھلی یا چڑیان پھنسائی جاتی
ہین وہ جال ج ال سے لکھا جاتا ہے اور ناگری مین دونون لفظون کو ایک
صورت سے لکھینگے - اس صورت سے जाल اسکو چاہے جال پڑھیے
چاہیے جعل - آپ لوگ خیال فرماسکتے ہین کہ جب اس قسم کے مقدمات عدالتون
مین پیش ہونگے اور کاغذات مین جعل کا جال پڑھا جائیگا تو ملزم کے
رہا ہونے کا کسقدر باب وسیع ہو جائیگا اور اوسکے وکیل کو یہ کہنے کا موقع
ملجائیگا کہ میرا موکل بیشک جال بنا رہا تھا اوسکے امرود کے باغ مین چمگادڑ
بہ کثرت آتے تھے اون سے اوسکا نقصان ہوتا تھا اونکے پھنسانے کیلئے وہ
جال بناتا تھا اور ملزم اسکا اقرار کرے گا یہ طرفہ تماشا ہوگا کہ باوجود اقرار
جرم کے ملزم سزایاب نہوگا - یہ کسکے بدولت ؟ ناگری کے بدولت - !

مین انھین وجوہات سے اپنے معزز پریسیڈنٹ کی راے سے مخالفت ظاہر
کرتا ہون کہ اگر رزولیوشن مورخہ ۱۸ - اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کا یہ مطلب ہے کہ صرف

استغاثہ اور درخواستین جو اصالتاً دی جائین وہ ناگری مین بھی لیجائین تو اوس سے اُردو زبان کو چندان نقصان نہین ہے "چشم ما روشن دل ماشاد" کیونکہ میرے خیال و فہم ناقص مین اس سے بھی اُردو زبان کو نقصان پہونچے گا اور جو سہولت سرکاری عمال کو فقط اُردو جاری رہنے سے ہے وہ اسقدر ترمیم سے باقی نہ رہجائیگی کام بڑھجائیگا وقت کی انتہا نہ رہیگی۔ ہر سرکاری ملازم کو اُردو زبان جاننے اور ناگری بھی سیکھنے کی ضرورت ہو گی۔ بہار کے علاقہ مین جہان پر ۲۱ برس سے عدالتون مین کیتھی کا رواج ہے وہان پر باوجود اسقدر امتداد زمانہ کے اسوقت تک ناگری رسم خط کو کامیابی حاصل نہین ہوئی اب بھی کل کاغذات اُردو مین لکھے جاتے ہین اور بمجبوری وحکم حاکم ضروری کاغذات ناگری مین نقل کرکے حکام کے سامنے پیش کیجاتے ہین جسکو میرے اس بیان کی تحقیق منظور ہو وہ بخ کی طور پر جاکر دیکھ آئے کہ کل کاروبار اُردو مین لکھے پڑھے جاتے ہین یا نہین ؟

استغاثے اور درخواستین جو اصالتاً دی جائینگی اگر وہ ناگری مین دیگئین تو اونکے پڑھنے اور سمجھنے کی دقت جو ہو گی وہ تو ہو گی لیکن اسمین بھی زبان اُردو اپنی اصلی حالت پر رہجائیگی۔ نقب زنی کا ناک بجنی پڑھا جائیگا۔ مستغیث تو یہ کہے گا کہ مین نے خود ملزم کو اپنے دیوار کے پاس ناک بجنی کرتے ہوے گرفتار کیا ہے اور ملزم کا یہ بیان ہو گا کہ صاحب مین اپنے پیٹ پالنے کو ناک بجنی کرکے بھیک مانگ رہا تھا یہ ناحق مجھے گرفتار کرلایا کاغذات پڑھے اور دیکھے جائینگے تو نقب زنی کا ناک بجنی پڑھا جائیگا جس سے ملزم کی رہائی ہو گی

اور ملزم ناگری کو دعائین دیتا ہوا گھر چلا جائیگا مین نے اس امر کی تحقیق کے لیے
کہ درحقیقت نقب زنی کا ناک بجنی پڑھا جاتا ہے یا نہین اس لفظ کو لکھ کر بڑے
بڑے لائق ناگری دانون سے پڑھوایا اون سب لوگون نے نک بجنی پڑھا
کسی نے بھی نقب زنی نہ پڑھا۔ مین آپ لوگون سے گذارش کرتا ہون کہ
آپ لوگ بھی اس لفظ کو لکھ کر ناگری دانون سے پڑھوائیے اور تصدیق کیجئے۔
افسوس ہے کہ با این ہمہ حامیان ناگری۔ ناگری ناگری چلاتے ہین شاید اونھون
نے زبان اُردو کو مسلمانون کی مذہبی زبان سمجھ لیا ہے اور اسی وجہ سے تعصبا
اُردو کی مخالفت کرتے ہین حالانکہ یہ امر بالکل ناقابل تسلیم ہے مسلمانون کی مذہبی
زبان۔ زبان عربی ہے۔ زبان اُردو کل باشندگان ہندوستان کی مشترک
زبان ہے اور اوسمین ہر زبان کے الفاظ ملے جلے ہین۔ اسمین فارسی کے بھی الفاظ
ہین اور عربی ترکی۔ بھاشا سنسکرت کے بھی۔ اور اب تھوڑے دنون سے اکثر
انگریزی الفاظ بھی شامل ہوتے جاتے ہین اور اسی وجہ سے زبان اُردو کے حروف
تہجی اور زبانون سے زیادہ ہین۔ کسی زبان مین اسقدر کثرت سے حروف تہجی
نہین ہین اور یہ ایک ایسی زبان ہے کہ جسکا جاننے والا تمام ہندوستان مین
بلا کسی مترجم کے سیر کر آسکتا ہے جیسا کہ زبان فرنچ کا جاننے والا یورپ مین
محتاج نہین رہ سکتا مسلمان ہندوستان مین ایران سے آئے تھے اور اپنے ساتھ
زبان فارسی لائے تھے اور اُس وقت ہندوستان کی زبان
بھاکھا تھی فارسی اور بھاکھا کے اختلاط سے اُردو پیدا ہوئی ہے جسکو
ناگری دانون نے مسلمانون کی مذہبی زبان سمجھ لیا ہے اگر اُردو زبان مذہبی زبان

ہونے کا کچھ پہلو رکھتی ہی تو ہندؤن کی مذہبی زبان ہونیکا۔ کیونکہ وہ لوگ رامائن و مہابھارت اور دیگر مذہبی کتابون کو بہ نظر حصول ثواب اُردو مین پڑھ لیتے ہین اور کوئی مسلمان قرآن و حدیث کو اُردو مین بغرض حصول ثواب نہین پڑھتا ہر زبان مین دو قسم کے خط ہوتے ہین ایک نستعلیق دوسرا نسخ نستعلیق کتابون مین اور نسخ روزمرہ کی خط و کتابت مین کار آمد ہوتا ہے۔ بھاکھا کا نستعلیق دیوناگری ہے جو کتابون مین اور چھاپے مین مستعمل ہے اور اوسکا نسخ کہین پر کیتھی ہے اور کہین پر منیھ ٹی اور کہین پر مہاجنی ہی کار و بار مین یہی پچھلے تینون رسم خط کام مین لائے جاتے ہین۔ مین نے خط کتابت مین دیوناگری کو لکھتے ہوے کسیکو نہین دیکھا۔ سخت ناانصافی ہوگی اگر دیوناگری سے اُردو کے شکستہ خط کا مقابلہ کیا جائیگا۔ دیوناگری سے مقابلہ کرنا ہے تو اُردو کے نستعلیق سے۔ اوسکے شکستہ کو اُسکے شکستہ سے جب اسطرح سے مقابلہ کیا جائیگا تو ہر انصاف پسند اس امر کا قائل ہو جائیگا کہ اُردو کا رسم الخط ہر پہلو سے ناگری سے افضل و اعلی ہے اسکا نستعلیق اوسکے نستعلیق سے اسکا نسخ اوسکے نسخ سے۔ اُردو کیسا ہی شکستہ لکھا ہوا ہو مین چنا کا چینی۔ چونا۔ اور یہی کا ہو نہ پڑھا جاے گا جیسا کہ موڑیا مہاجنی مین ہے جو خط کتابت مین زیادہ مستعمل ہے۔

اب مین اسقدر گذارش کرنےکے بعد اپنے معزز دوست مولوی بشیر الدین صاحب کے پیش کیے ہوے رزولیوشن کی تائید کرتا ہون۔

رزولیوشن مذکور باتفاق رائے منظور ہوا۔

بعد ازان شیخ عبد اللہ صاحب بی۔اے۔ ایل۔ایل۔ بی وکیل علیگڈھ کھڑے ہوے اور اونھون نے رزولیوشن مندرجۂ ذیل کی تحریک کی۔

رزولیوشن نمبر ۹

"گورنمنٹ نے جو خیال کیا ہے کہ ان ممالک مین اُردو کی سوا کوئی ہندی زبان بھی ہے جو بولی جاتی ہے اسمین غلط فہمی ہوئی ہے۔ جس زبان کو گورنمنٹ نے ہندی تصور کیا ہے وہ یہی اُردو ہے"

اس رزولیوشن کے پیش کرتے وقت شیخ صاحب ممدوح نے حسب ذیل تقریر فرمائی :-

تقریر شیخ عبداللہ صاحب بی اے - ایل ایل - بی وکیل علیگڈہ

صاحب پریسڈنٹ و حضرات جلسہ!

حامیان ناگری نے اپنے اوس میموریل مین جو ۲- مارچ ۱۸۹۸ع کو ایک ڈیپوٹیشن کے ذریعہ سے اونہون نے بحضور ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر صوبجات ہذا پیش کیا تھا حسب ذیل الفاظ مین اوس غلطی کی جانب جو گورنمنٹ سے ساٹھہ برس قبل واقع ہوئی تھی متوجہ کیا تھا۔

"ساٹھہ سال سے زیادہ مدت گذری ہے کہ جب سے گورنمنٹ ہند نے اس خیال سے کہ یہ معقول اور مناسب ہے کہ جو ڈیشل اور ریونیو عدالتون کی کارروائیان ایسی زبان مین کی جائین کہ جسے اہل مقدمہ اور علی العموم لوگ واقف ہون یہ حکم دیدیا کہ بجائے فارسی کے مختلف صوبجات کی دیسی زبانین استعمال کیجائین۔ اور مسلمان بادشاہون کے عہد سے کارروائیان زبان فارسی مین بہت ہوتی چلی آئی ہین اسکے مطابق ۱۸۳۹ع مین بنگالی زبان بنگالہ مین اور اوڑیا اوڑیسہ مین

جاری کی گئی تھی۔ ہندوستان کے وسیع علاقہ مین جہان موجودہ دیسی زبان ہندی تھی اور یہ ناگری حروف یا اوسکی کسی شاخ مین لکھی جاتی تھی اُردو زبان بحروف فارسی اس خیال سے بجائے فارسی کے جاری کی گئی تھی کہ گویا یہ ہندوستان کی دیسی زبان تھی"

پیش کنندگان میموریل کا بالفاظ دیگر یہ مطلب تھا کہ ان صوبجات کی زبان ہندی تھی اور ہندی و اُردو مین فرق ہے اور اس ملک کے باشندگان کا لٹریچر ناگری حروف مین محفوظ و محدود ہے مگر گورنمنٹ نے غلطی سے اُردو زبان وفارسی حروف کو ان صوبجات کی عام زبان وحروف سمجھا۔ آگے چلکر اسی میموریل مین حسب ذیل عبارت ہے۔

"یہ مدت ہوئی فیصلہ ہوچکا ہے کہ لوگون کی بڑی تعداد کو اون کی مادری زبان کے ذریعہ سے تعلیم دی جاسے اور اسمین شک نہین کہ یہ ہندی زبان ہے جو بلحاظ ان صوبجات کے معمولی طور پر ناگری مین لکھی جاتی ہے۔

حامیان ناگری کے میموریل مذکورہ بالا کے جواب مین ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے یہ فرمایا کہ" ان صوبجات مین تقریباً چار کرور ستر لاکھ باشندے ہین اور از روے اون تحقیقاتون کے جو حال مین ان صوبجات کے ہر ہر ضلع مین اُس مشہور ومعروف زباندان ڈاکٹر گریرسن نے ہندوستان کی زبانونکے متعلق کی ہین یہ بات دریافت ہوئی ہے کہ چار کرور ستر لاکھ باشندون مین سے چار کرور پچاس لاکھ آدمی ہندی یا ہندی کی کوئی اور شاخ بولتے ہین"

پھر شمالی ہندوستان کے مسلمانون کا جو ریزیولیوشن جلسہ بمقام علی گڈھ ۱۳ مئی سنہ ۱۹۰۰ع کو

ہوا تھا اوسکے تار کے جواب مین ہز آنر نے بذریعہ تار اس امر پر اپنا استعجاب
ظاہر کیا کہ مسلمانون کے تعلیم یافتہ گروہ نے عام طور پر ایک ایسے حکم سے
جو ان صوبجات کے باشندگان مین سے نوے فیصدی کے واسطے محض
مقتضاء انصاف تھا اظہار مخالفت کیا ہے۔ اور اپنی بنارس والی اسپیچ مین
ہز آنر نے اپنی راے کا ان الفاظ مین اظہار فرمایا کہ "ہندی دان اشخاص کو
یہ اجازت جو دی گئی ہے کہ وہ حکام سے اپنے معاملات وشکایات کے
اظہار مین ہندی کا استعمال کرسکین تو یہ محض اشخاص کی ایک کثیر تعداد
کے واسطے مقتضاء انصاف تھا"

پس حضرات اگر حامیان ناگری کا وہ قول جو اوس میموریل سے جو
اونھون نے گورنمنٹ مین پیش کیا تھا پایا جاتا ہے۔ اور ہز آنر کا وہ خیال
جو اونھون نے کئی پبلک موقعون پر ظاہر فرمایا ہے صحیح اور مستحکم بنیاد پر
قایم ثابت ہو جاے اور یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ جاے کہ ان صوبجات
مین نوے فیصدی اشخاص کی زبان مادری ہندی ہے جو صرف حروف ناگری
یا اون کی کسی شاخ مین تحریر ہوتی ہے اور یہ کہ زبان اردو ان صوبجات کے
باشندون مین سے صرف تقریباً بیس۲۰ لاکھ اشخاص کی زبان مادری ہے تو
مین صاف عرض کردون آپ اپنی اس کوشش مین کسی طرح کامیاب
نہین ہوسکتے کہ گورنمنٹ کی عدالتون اور دفاتر مین صرف زبان اردو ہی کا
الک بنی رہے۔ اور حامیان اردو کی بڑی بے انصافی اور خود غرضی ہوگی اگر
وہ ایک ایسی زبان کی دعوے پر جو اسقدر قلیل تعداد اشخاص کی بولی ہو

اس حد تک زور دین اور یہ خواہش پیش کرین کہ صرف یہی ایک زبان حکام
اور عایا کے باہمی تبادلہ خیالات کا ذریعہ بنی رہے اور اسمین بھی شک نہین کہ گورنمنٹ
نے بھی سخت غلطی و بے انصافی کی جو اسقدر کثیر مدت تک ایسی زبان کو
اپنی عدالتون مین دائر سائر رکھا۔ اگر ایک لمحہ کے لیئے مجھکو یہ یقین ہو جاے کہ
ان صوبہ جات کی ایک کثیر تعداد لوگون کی مادری زبان وہ ویسی
زبان ہے جو ہندی کہلاتی ہے اور اردو زبان اور فارسی حروف اوس ملک
کے لیئے غیر ملک کی زبان و حروف ہین ایسی حالتین مین انصاف کی پابندی
کرونگا۔ اور حمایت اردو کی ترغیب اور اوسکے تعلق سے اپنے آپ کو علیحدہ
کرون گا۔ نہین۔ بلکہ مین ایسی تحریک اور ایسے اعتراض کی ہمدردی کرنا اپنی
دلی خواہشات کے خلاف سمجھونگا لیکن برخلاف اسکے اگر ہز آنر لفٹنٹ گورنر کو
حامیان ناگری نے بے بنیاد دلایل سے یہ یقین دلا دیا ہے کہ اردو اور ہندی
دو مختلف زبانین ہین جو ممالک مغربی و شمالی اور اودہ مین بولی جاتی ہین۔ حالانکہ
دراصل ہندی اور اردو ایک ہی زبان ہندوستانی کی دو شاخین ہین اور جسمین صرف
اتنا ہی فرق ہے کہ اردو ایک تعلیم یافتہ جماعت کی زبان ہے اور ہندی
وہ گنواری بولی جسکو کہ جاہل اور غیر تعلیم یافتہ لوگ بولتے ہین تو ایسی حالت
مین ہمکو سخت صدمہ ہوتا ہے جب کہ ہم یہ دیکھتے ہین کہ ہماری معقول در حق بجانب
کوششین بیجا سمجھی جاتی ہین اور ہمارے رہبر ایسی بیجا کوششون کے محرک سمجھے
جاتے ہین۔ اگر یہ صحیح ہے جیسا کہ ہمارا دعوے ہے تو ہمین مطمئن رہنا چاہیے
کہ آخرکار ہم اپنی کوششون مین ضرور کامیاب ہونگے۔ ہم گورنمنٹ پر ثابت

کرنے کی کوشش کرینگے کہ ایسی کوئی دیسی زبان نہین ہے جسکو ایک قلیل تعداد
کی اشخاص بھی بولتے ہون اور جو زبان اُردو سے جدا اور بے تعلق کہی جاسکے
ہم لوکل گورنمنٹ یا گورنمنٹ آف انڈیا سے درخواست کرینگے کہ اُردو اور
ہندی کے فرق اور غیر فرق کی تحقیقات کے لیے کمیشن مقرر فرمایا جاوے
اور چونکہ ہمکو یقین کامل ہے کہ اُردو اور ہندی ایک اور ایک ہی زبان کی
دو مختلف نام ہین ہم اسباب پر طیار ہین کہ اوس کمیشن کے فیصلہ کی پابندی
کرینگے جسکے لیے ہم گورنمنٹ سے درخواست کرنے والے ہین اور جسکے واسطے
ہم کوئی وجہ نہین دیکھتے کہ گورنمنٹ ہم سے انکار کرے۔ اسمین شک نہین کہ ماہرین
السنہ مشرقی کی تحریرات مین لفظ ہندی اور لفظ اُردو کا استعمال پایا
گیا ہے۔ مگر اون حضرات مین سے کسی نے زبان کی ان دونون شاخون
کے حدود نہین بیان کیے ہین۔ ان دونون الفاظ کو مختلف ماہرین السنہ نے غیر
محدود طور پر جو استعمال کیا ہے اوسکی بنا پر ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر کو یہ غلط
فہمی واقع ہوئی ہے کہ اُردو و ہندی کے ایک دوسرے سے جدا وجود کو اونہوں
نے تسلیم کیا ہے مگر انہین ماہرین السنہ مشرقی کی تحریرات سے ہم ثابت
کردینگے کہ اُردو اور ہندی ایک ہی زبان کی دو شکلین ہین اور ایک دوسرے
سے ایسا واسطہ قریب قریب ہین کہ سواے اسکے کہ اُردو مین فارسی اور عربی
الفاظ کا دخل بہ کثرت ہے اور ہندی مین بہت سے صحیح الفاظ بگڑی ہوئی
صورت مین بولے جاتے ہین اور کوئی فرق بمشکل پایا جاسکتا ہے۔ کتاب

کمپیریٹیو گرامر آف ماڈرن لینگوایجز ان انڈیا کے مشہور مصنف مسٹر بیمز نے
اُردو اور ہندی کے تعلق کی بابت اپنی راے ان فقرات مین ظاہر کی ہے
"کل وسیع ملک مین اگرچہ بولیون مین بہت کچھ اختلاف ہے۔ ایک عام
"زبان مستند سمجھی جاتی ہے اور تمام تعلیم یافتہ اشخاص اوسے بولتے ہین۔
"یہ شاخ زبان جو عام ہے قدیم دارالسلطنت دہلی کے گرد وپیش اقطاع سے
"نکلی ہے اور اوس جوار مین جو ہندی بولی جاتی ہے وہ رفتہ رفتہ
"آیندہ زبان کی بنیاد ہوتی گئی ہے۔ اس زبان مین اگرچہ اسماء و افعال
"کی تصریف قطعاً اور بلا آمیزش ہندی ہے اور معمولی بولی ٹھولی
"بہ کثرت زبان ہندی ہی کی قایم رکھی گئی ہے۔ مگر عربی و فارسی و نیز ترکی
"الفاظ کی بھی ایک معقول تعداد اوس طریقہ پر اس مین داخل ہو گئی ہے
"جیسے کہ انگریزی مین لاطینی اور یونانی زبان کے الفاظ شریک ہو گئے ہین
"تاہم ان الفاظ نے خود زبان مین کوئی تغیر نہین پیدا کیا۔ اور اگر اوسکے
"اون اجزا پر غور کیا جاے جو گردان یا طرز ادا ے کلام و لہجہ سے متعلق
"ہین تو وہ ابتک ایک شستہ آرین بولی ہے جو ولی اور سودا
"کے کلام مین بھی اوسی طرح آمیزش غیر سے پاک ہے جسطرح تلسی داس
"بہاری لال کی تحریرات مین صاف ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے
"کہ ہندی اور اردو کو دو الگ الگ زبانین قرار دینا اس مسئلہ کے کل
"پہلوؤن اور فن تحقیقات زبان مین اصولاً سخت غلطی کرنا ہے اور عوام
"مین تحریک پیدا کرنے والے اشخاص جب یہ غل مچاتے ہین کہ ہندوستان مین

انگریزی عدالت ہاے قانون کی زبان بجاے اردو کے ہندی ہونا چاہیے تو ان کا منشا صرف یہی ہو سکتا ہے کہ کلرک اور ہندوستانی محرر اپنی تحریرات مین عربی اور فارسی الفاظ کی بکثرت استعمال سے باز رکھے جائین۔ .... یہ اگر ہو تو کوئی ہرج نہین ہے۔ صرف یہ بھی نہین کہا جا سکتا کہ اردو ہندی سے کوئی جداگانہ زبان ہے۔"

اسی مسئلہ پر مسٹر کلاگ نے اپنے خیالات یون ظاہر کیے ہین "زبان ہندی اور ہندوستان کی دیگر جدید زبانین انھین پراکرت بولیون سے بنی ہین نہ جو کہ کلاسکل زبان سنسکرت سے۔ اصلی سنسکرت سے اسکا تعلق قریب قریب بالکل اوسی طرح کا ہے جیسا یورپ کے موجودہ زبانون کا کلاسکل زبان لاطینی سے۔ مگر ہندی زبان پر تقریباً اپنے پیدایش کے وقت یعنے سنہ ۱۰۰۰ عیسوی سے برابر غیر زبانون کا اثر پڑتا رہا ہے۔ اس ملک پر سابقاً مسلمانون کے لگاتار حملون اور آخرکار کامل قبضہ نے زبان اردو کو پیدا کیا جو فی الحال لفظ ہندی کے وسیع معنی کے لحاظ سے اوسکی صرف ایک شاخ ہے اور جسمین بہ کثرت ذخیرہ الفاظ اور ایک قلیل حد تک ہندی پراکرتون کے قواعد مین خفیف سی ترمیم کرکے سنسکرت اور پراکرت الفاظ کی اور نئی نشست کے بجاے عربی اور فارسی الفاظ و بندش الفاظ اختیار کی گئی۔"

ہم اپنے اس دعوے کی تائید مین کہ شستہ ہندوستانی زبان جسے اردو بھی کہتے ہین ان صوبہ جات کی عام زبان کی صرف ایک شاخ ہے اور یہ کہ عامیانہ اور گنواری طریقہ کی ہندوستانی کو یورپین ماہرین السنہ ہندی کہتے ہین

اور بہی بہت سے محققین السنہ کی تحریرات پیش کرسکتے ہین ایک مرتبہ پنجاب
کے ہندؤن نے بہی وہان کی گورنمنٹ کی حضور مین بذریعہ میموریل کے درخواست
کی تہی کہ عدالتی زبان بجاے اردو کے پنجابی کردی جاے گورنمنٹ پنجاب
نے نہایت عاقلانہ اور منصفانہ طور پر وسیع تحقیقات کی اور حکام قسمت و
اضلاع کی رائین اس مسئلہ پر طلب کین اور حسب ذیل چند اقتباسات اون
لایق اور تجربہ کار افسران گورنمنٹ کی رایون سے کیے جاتے ہین جو گورنمنٹ کی
تحریری سوالات کے جواب مین اونہون نے لکہی تہین -

مسٹر جی - ایس میلول کمشنر دہلی "دہلی حصار اور دریاے ستلج کے اُس پار ریاستون
کی عدالتی زبان بلاشک اردو رہنی چاہیے نیز دریاے ستلج کی ریاستون اور قسمت ہاے لاہور و امرتسر مین پنجابی
اُردو کی صرف ایک بگڑی ہوئی شکل ہے اور اُردو کو پنجاب مین
ہر شخص سمجہتا ہے - اگر جاہل اشخاص سے بات چیت کرتے وقت زیادہ
غیر مانوس فارسی الفاظ نہ بولے جائین - اگر پنجاب مین عدالتی زبان پنجابی
کردی جائیگی تو ہمارے تمام طریقہ تعلیم بیکار ہو جائین گے ہم رعایا کو اُردو
لکہنے پڑہنے کی تعلیم دے رہے ہین نہ کہ پنجابی کی - قسمت ہاے ملتان
اور راولپنڈی کیلئے اُردو سب سے بہتر ہوگی - کوئی ایک بولی ڈیرہ جات
اور پشاور کے لیے کافی نہوگی اور اگر کوئی ہوگی تو وہی اُردو جو اب
بر اعظم ہندوستان کی لنگوا فرینکا ہے جو روز بروز ہماری سرحدی رعایا کے
استعمال مین بہی ترقی کرتی جاتی ہے اور جو انہین وجوہ سے سب سے زیادہ
موزون ہوگی"

کرنیل سر ایچ بی ایڈورڈس کمشنر ریاست ہاے این رو ستلج

"تمام پنجاب اور اوسکے علاقہ جات مین عدالتی زبان اُردو ہونی چاہیئے- پنجابی ڈیرہ جاتی اور ملتانی بہی اوسی درجہ کی بولیان ہین جس درجہ کی یارک شائر یا سومرسٹ شائر کی زبانین ہین- جسطرح انگلستان کا قانون اس بات کا مقتضی نہین کہ اُن بولیون مین شہادت تحریر کی جاے اوسی طرح ہندوستان کا قانون بہی اس امر پر مجبور نہین کرتا کہ ان بولیون مین اظہارات قلمبند کیئے جائین"

.... پس ایسی جگہہ کچہریون کی زبان عمدہ اُردو ہونی چاہیئے- اگر پشتو پنجابی... ملتانی یا کسی اور بگڑی ہوئی بولی کو شہادت کی زبان قرار دیدی جاے تو جوڈیشل کمشنر کے پاس اپیلون کا ہونا اور اوسی زبان مین ... سرکلرات کا جاری کرنا بالکل بند ہو جاے گا- اور اس صوبہ کی ایک صاف اور عمدہ زبان ہونے کی امید بالکل قطع ہو جایگی"

کرنیل لیک صاحب کمشنر ریاست ہاے آر دی ستلج

"اس قسمت مین پنجابی بولی جاتی ہے- علاوہ پہاڑون کے جہان کی بولیان مختلف ہین اور اون کے بہت سے اقسام ہین- یہانتک کہ ایک شخص جو کانگڑے کے گرد و نواح کی بولی سے بخوبی واقف ہو لاہول سپتی- اور کلو کے لوگون سے بالکل گفتگو نہین کرسکتا- اگر شہادتون کو انگلستان کے مختلف اضلاع کی بولیون مین تحریر کیا جاے تو لوگ اسکے نسبت کیا کہین گے-

علاوہ برین پنجابی بولی خود روز بروز مردہ ہوتی جاتی ہے پھر اوسمین روح تازہ پہونکنے سے کیا حاصل........ پنجاب کے مختلف

اضلاع مین مختلف بولیان قایم رکھنے سے بہت سے اعتراضات پیدا ہوتے ہین خصوصاً ایسے انتظامات کی حالت مین جبکہ اپیل بہ کثرت ہوسکتے ہین - برخلاف اسکے تمام صوبہ مین کچہریون کی ایک زبان ہونے سے جو فوائد حاصل ہوسکتے ہین وہ ظاہر ہین -"

کپتان الفنسٹن صاحب ڈپٹی کمشنر جالندھر

"اس تمام صوبہ مین کچہریون کی زبان اُردو ہونی چاہیئے - یہ زبان تمام صوبہ مین سمجھی جاتی ہے - تمام دیہاتی مدارس مین اسکی تعلیم ہوتی ہے اور یہ زبان جدید پود کے تعلیم یافتہ گروہون کی ورنکلر بنتی جاتی ہے -"

کپتان میکسول صاحب ڈپٹی کمشنر گوگرہ

"پنجابی کوئی زبان نہین ایک بولی ہے - ضلع گوگرہ مین اسکو کچہری کی زبان بنادینا ایسا ہی ہے جیساکہ سومرسٹ شایر کی دہقانی بولی کو انگلستان کی کچہریون کی زبان قرار دیدینا . . . . پنجابی زبان کے استعمال کی کچہ ضرورت نہین ہے - کیونکہ عموماً لوگ صاف اُردو اچھی طرح سمجھ سکتے ہین - کچہریون کی زبان قرار دینے کے لیئے پنجابی کسی ایک نمونہ یا درجہ کی نہین ہے - راوی و ستلج کی قومون کی بولیون مین بڑا فرق ہے - اُردو ہمارے مدارس مین پڑھائی جاتی ہے اور چند سال سے وہ بہت زیادہ پھیلتی جاتی ہے - اور تجارت کے بڑھنے اور سفر کے زیادہ تر سہل ہونے سے اس زبان مین بہت کچہ ترقی ہوئی ہے -"

کرنیل میجر صاحب کمشنر ڈیرہ جات

"مختلف حصہ جات کی پنجابی بولی مین بیحد فرق ہے -

"علاوہ برین یہ بولی سرکاری کاغذات مین" استعمال کرنے کی ہرگز
"قابل نہین ہے۔ اس قسمت کے مختلف اضلاع مین مختلف بولیان مستعمل
"ہین۔ عام استعمال کی لیے کسی ایک بولی کو انتخاب کرنا بڑی ابتری پیدا کریگا
"برخلاف اسکے اردو ایک اعلیٰ درجہ کی اور مستند زبان سمجھی گئی ہے اور
"تمام لوگ اسکو سمجھتے ہین۔ ہمارے مدارس کی لیے یہ ایک تجویز شدہ زبان
"ہے۔ جو ترقی کہ اسنے حاصل کی ہے اوسمین خلل انداز نہونا چاہیئے۔"

کرنیل ٹیلر صاحب کمشنر پیشاور "قسمت پیشاور کے ہر سہ اضلاع مین کچہریون کی
"زبان اردو ہونی چاہیے۔ اس زبان نے ضلع کوہاٹ اور پیشاور مین
"بہت ترقی کی ہے اور اوسی کی ایک بہت آسان گنواری بولی ضلع
"ہزارہ مین بولی جاتی ہے۔ کوئی دوسری بولی اگر عدالتی زبان قرار
"دیجائے گی تو اوسکا اثر یہ ہوگا کہ اردو زبان کی روزافزون ترقی
"مسدود ہوجائیگی۔ اور تہذیب و درستی اخلاق کا جو بہت کچھ اسی زبان سے
"وابستہ ہین خاتمہ ہوجائے گا۔"

مسٹر مینڈرتھ کمشنر راولپنڈی	"اردو کی جگہہ پنجابی قایم کرنے سے کچھہ فایدہ نہوگا۔ اور اگر ایسا ہوا تو یہ ایک قسم کی ترقی معکوس ہوگی"

حضرات۔ اب اسقدر رایون کے آپ کو پڑھکر سنانے کے بعد مین
یہ عرض کرونگا کہ اگر گورنمنٹ ممالک مغربی وشمالی داودہ نے بھی کامل تحقیقات
کی ہوتی اور اپنے اون حکام سے اس مسئلہ مین اون کی رائین دریافت
کی ہوتین جو عام رعایا سے قریبی اتصال کیوجہ سے بہ نسبت اصولی بحث

کرنے والون کے رعایا کی مادری زبان سے زیادہ واقفیت اور تجربہ رکھتے ہین تو غالباً سب حکام متفق اللفظ ہو کر اسی کی سفارش کرتے کہ زبان اردو ہی ان صوبہ جات کی دفاتر اور عدالتون کی زبان رکھی جاے۔ اگر ۱۸۶۱ء مین پنجاب والون کے لیے اردو عام فہم نہی جہان کے لوگون نے ممالک مغربی و شمالی واودھ کے لوگون سے اردو سیکھی ہے تو اب یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اسقدر ترقی اور توسیع کے بعد وہی اردو اوس ملک کے لوگون کے لیے جسمین کہ وہ پیدا ہوئی ہے عام فہم نہو گی۔

باسٹھ برس تک یہی اردو نہایت کامیابی کے ساتھہ بطور زبان عدالتی بخوبی اپنے فرائض انجام دیا کی مگر اب اپریل گذشتہ کی اٹھارہ ین کو دفعتاً ہمکو نہایت تعجب کے ساتھہ دریافت ہوا کہ ایک غیر زبان اس کل مدت مین یعنی ۶۲ برس تک ملک کے عام ورنیکولر اور رعایا کی ہماری زبان کا کام دیتی تھی۔"

حضرات۔ ہملوگ ایک نہایت اعلی درجہ کی تہذیب یافتہ گورنمنٹ کی برکتون کی زیر سایہ بسر کر رہے ہین جسکی اصول حکومت و انتظام واقعات کی مضبوط بنیاد پر قایم و مستحکم ہین۔ اگر یہ امر واقعی طور پر دریافت ہو کہ اس کل ساٹھہ سال کے زمانہ مین برٹش گورنمنٹ ایک ایسی فاش غلطی مین مبتلا رہی کہ اسنے عدالتون اور دفاتر مین ایک غیر زبان کو ملک کی اصلی زبان تصور کر کے جاری رکھا تو اس سے ایک بہت بڑا الزام ملک و رعایا کے اصلی حالات سے ناواقفیت کا ہماری گورنمنٹ پر عاید ہو گا۔

حضرات آپ ہی غور فرمایئے کہ حامیان ناگری کے قول کے مطابق جو گورنمنٹ کہ ساٹھ سال کے عرصہ حکومت مین ملک کی عام زبان کو بھی دریافت کر سکی اوسکی نسبت ایک غیر ملک کا باشندہ کیا اسے قائم کریگا مگر نہین واقعہ کی اصلیت کچھ اور ہی ہے اس امر سے انکار نہین ہوسکتا کہ برٹش گورنمنٹ اور اوسکے ماتحت حکام نے ہندوستان کے انتظامی معاملات مین کبھی محض کتابی اصولون پر تکیہ نہین کیا بلکہ بجاے اسکے ہمیشہ رعایا کی طرز زندگی اور ملک کی اصلی حالت سے جو صحیح واقعات پیدا ہوے ہین اونھین سے نتیجے نکالکر مستحکم رائین قایم کی ہین۔ ہم حامیان ناگری کے اس اعتراض سے کبھی متفق نہین ہوسکتے کہ ان صوبجات کی زبان دیسی کے متعلق برٹش گورنمنٹ نے اثنیہ جو کچھ کیا وہ سخت غلطی اور رعایا کی طرز زندگی سے محض ناواقفیت کی وجہ سے کیا۔ ہمارے نزدیک ہماری گورنمنٹ نے جو ابتک اردو کو اصطلاحی زبان عدالتی بنائے رکھا تو بہت بجا کیا اور کوئی گورنمنٹ جو رعایا کے اصلی حالات سے بخوبی واقف ہوتی ایسا ہی کرتی۔ ان صوبجات کی دیسی زبان کو ہماری گورنمنٹ نے کاغذات سرکاری متعلق علم الاعداد مین ایک اسم جنس عطا فرمایا ہے جو اوسکی تمام مختلف اشکال امکانی پر حاوی ہے یہ اسم جنس ہندوستانی ہے مثلاً اگر ہم رپورٹ مردم شماری گذشتہ مین جو حالات مندرج ہین اونکو مطالعہ کرین تو ہمکو دریافت ہوگا کہ ممالک مغربی و شمالی و اودھ کی مادری زبانون کی تقسیم حسب ذیل کی گئی ہے۔

نام زبان	تعداد اشخاص استعمال کنندہ
ہندوستانی	۴۵۸۸۲۲۶۲
پہاڑی	۷۷۳۷۴
کمایونی	۴۲۹۱۶۶
گڈھوالی	۴۰۷۴۵۰
نیپالی	۱۸۰۳۵

مذکورہ بالا نقشہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سوائے چند پہاڑی حصون کے باشندون کی جن کی تعداد بہت ہی تہوڑی ہے اس صوبہ کی کل رعایا ہندوستانی (ہندوستان کی زبان) بولتی ہے جسمین شہرون کے باشندون کی شستہ زبان اور دیہاتیون کی گنواری بولی دونون شامل ہین - اور اگر شہری لوگون کی ترقی یافتہ زبان اور گنوارون کی دیہاتی بولی مین قواعد - تلفظ اور علم اللسان کے متعلق کسی قسم کا خاص فرق ہوتا تو گورنمنٹ ایسے موقع پر اوسکے اظہار سے کبہی نہ چوکتی -

حضرات - اب تہوڑی دیر کے لیے ذرا یہ فرض کر لیجیے کہ اردو جو اعلی درجہ کے لوگون کی زبان ہے عدالتی زبان بنے رہنے کے قابل نہین ہے تو دوسرا سوال یہ پیدا ہوگا کہ اور کون سی دوسری زبان ہے جو اس قابل قرار دیجائے - بیشک حامیان ناگری یہ بتائین گے کہ ہندی اس قابل ہے مگر مجہے پہلے یہ تو بتائین کہ لفظ ہندی کے معنی کیا ہین - ہندی ایک

اسم جنس ہے جو یورپین علماء السنہ نے ہندوستانی زبان کی گنواری بولیون کے واسطے رکھا ہے۔ بولنے والے خود اپنی زبان کو کبھی ہندی کے نام سے نہین پکارتے اس مسئلہ مین ہمارے دعوے کی تائید مسٹر بیٹ کی پُرزور راے سے ہوتی ہے وہ فرماتے ہین۔

"اگر کسی دیہاتی (نہ کہ شہری) شخص سے جو زبان ہندی کی کسی شاخ مین کلام کرتا ہو یہ دریافت کیا جاے کہ وہ کون سی زبان بولتا ہے تو پچاس مین سے ایک بھی یہ نہ کہے گا کہ وہ ہندی بولتا ہے (عموماً وہ لوگ اس زبان کو اس نام سے نہین پہچانتے) بجاے اوسکے وہ جواب دیگا کہ "بیسواڑی" "برج" وغیرہ وغیرہ"

لیکن اگر یہ فرض بھی کرلیا جاے کہ یورپین علماء السنہ نے جو نام اختیار کیا ہے وہ محض غیر ملکی مصنفین کی محض فرضی ایجاد بندہ نہین ہے بلکہ زبان ہندوستانی کی مختلف بولیون کے مجموعہ کے واسطے ایک اسم جنس اور فطرتی طور پر مفید لفظ ہے تاہم مسئلہ زیر بحث کے حل کا طالب ہے ہم اوسی قدر دریافت کرتے ہین۔ رپورٹ مردم شماری سنہ ۱۸۹۱ء کے ملاحظہ سے واضح ہے کہ اردو کے علاوہ نو اور مختلف بولیان اور شاخین زبان ہندی مین داخل ہین۔ یعنی۔

۱۔ برج
۲۔ کوسالی
۳۔ کنوجی
۴۔ بہارد
۵۔ بھوگسا
۶۔ بیسواڑی
۷۔ بھوجپوری
۸۔ بندیلی
۹۔ گجیلی

مذکورہ بالا بولیون مین سے چند ایک دوسرے سے اسقدر عظیم اختلاف

رکھتی ہین کہ ایک کا بولنے والا کسی دوسری کے سمجھنے سے بالکل قاصر ہوتا ہی بخلاف اسکے اُردو چونکہ تمام ملک کے تعلیم یافتہ فرقہ اور تمام شہرون کے باشندون کی زبان تقریر ہے لہذا ہندوستانی زبان کے تمام مختلف گنواری بولیون سے مختلط ہو گئی ہے اور صوبجات ہند سے دور گوشون کے رہنے والے بھی اسکو سمجھ لیتے ہین۔ ہم کسی طرح پر نہین سمجھ سکتے کہ گورنمنٹ یہ کہہ سکے کہ وہ ہندوستان کی تمام مختلف گنواری بولیون کو یکبارگی حکام و رعایا کے مابین تبادلہ خیالات کا ذریعہ جایز قرار دینے اور تسلیم کرنیکے واسطے تیار ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوا تو نظم انصاف و انجام دہی کاروبار مین سخت پیچیدگیان واقع ہونگی اور عجب طرحکی کٹھنیان پڑ جائینگی۔

اور جس خیالی تکلیف کو فرض کر کے موجودہ تغیر کیا گیا ہے وہ بھی اُردو کے ساتھہ ہی ساتھہ دوسری کسی ایک گنواری بولی کو جایز تسلیم کر لینے سے کسی طرح دفع ہو سکے ہماری تو سمجھ مین نہین آتا۔ کیونکہ اول تو اس حالت مین گورنمنٹ کا یہ دعوی کسی طرح درست نہو گا کہ اس سے تمام دیہاتی رعایا کی خواہش پوری ہو گئی کیونکہ ضلع سہارنپور کے دیہاتیون کی بولی اگر صوبہ کی عام عدالتی زبان قرار دیجاے تو ضلع بلیا کے دیہاتیون کے حق مین جنکے لئے مذکورہ بالا بولی محض اجنبی اور غیر قابل فہم ہو گی گورنمنٹ کی طرف سے ہرگز قرین انصاف نہو گا۔ علاوہ برین زبان ہندوستانی کی کسی دو یا زیادہ شاخون کو مناسب و موزون تصور کر کے ایک ساتھہ زبان عدالت تسلیم کر لینے سے وہ بیحد فائدہ جو ملک کو ایک مشترک زبان اور مشترک

علم ادب کے ہونے سے حاصل ہوتا تھا وہ تو ضرور معدوم ہو جائے گا۔

دوسری ایک نہایت مضبوط بحث جو اُردو کی حفاظت کرنے والے پیش کر سکتے ہین یہ ہے کہ ہندوستانی زبان کی ان نو گنواری بولیون مین سے ایک بھی ایسی نہین ہے جو ملک کے مروجہ حرفون مین سے کسی طرح کے حروف مین بھی لکھی جاتی ہو۔ مین نے اتبک تو کوئی ایک کتاب بھی ناگری حروف مین لکھی ہوئی ایسی نہین دیکھی جسکی عبارت اصل بھوجپوری یا چھتیس گڑھی یا مندرجہ بالا نو بولیون مین سے کسی ایک بولی مین ہو۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ناگری حروف کا استعمال دیہاتیون کی گنواری بولی کی تحریر مین کبھی نہین ہوا اور نہ ہوتا ہے۔

مندرجۂ ذیل نمونہ ہے ان گنواری بولیون مین سے ایک کا

"بھوا کار ہے ایک روج نائب پونے کھاتر گیے رہین تو گانون والے ہسے کہن کہ نائب گتہ کر چلے گیا ہین اور پوتے کھاتر کسہ گیئے ہین کہ سمجھ لیب۔ جب ادھر آوت رہین تو دادا کہن جاؤ دیکھو کا ہے کارسان گیرے تو وہی چار روپیا لیکے نائب کا دے کھاتر ہمار بھائی آئے تو پھر بڑا بھیا بیٹھ رہے اونکا سلام کہن اتنے مین نائب کہن کہ جا پہچ جی بیٹھے ہین اونکے سلام کر لیئے وہی سلام کر کے نائب کے پاس آئے پھر بھیا گھرک جایت ہے پھر معلوم نہ چودھری صاحب نراج پرتے گیئے ہین تو نائب کہن تم گھرے جاؤ جب تھوڑی دور گیے ہین تب ہی وہ جھگڑا بھا ہے۔

حضرات اب مجھے اپنے دلایل اور اپنی بحث کے استحکام و قوت پر اسقدر یقین اور بھروسا ہے کہ مین پانچسو روپیہ نقد پیش کرنے کو تیار ہون اگر حامیان ناگری مین سے کوئی صاحب ایک پرچہ اخبار بھی ناگری حروف مین شہیر کا چھپا ہوا ایسا دکھلا سکین جسکی عبارت ایسی زبان مین ہو جسکا نمونہ مین نے ابھی آپ کی خدمت مین پیش کیا ہے - اور مختلف معزز اخبارات کی جانب سے جو حضرات بطور نامہ نگار اس جلسہ مین تشریف رکھتے ہین ادن سے میری یہ درخواست ہے کہ میرے اس دعوی اور انعام مقررہ کو وہ اپنے اخبارون کی ذریعہ سے حامیان ناگری تک اچھی طرح پہونچا دین۔

میرے اس قول سے کہ زبان ہندی کی کوئی شاخ ناگری حروف مین نہین لکھی جاتی یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ میری یہ راے ہو ناگری حروف مین کسی قسم کی انشا پردازی نہین ہوتی۔ میرا منشا صرف یہ ہے کہ عوام الناس کی زبان ناگری حروف مین نہین لکھی جاتی اور وہ زبان جو ناگری مین لکھی جاتی ہے (یہان پر مین مسٹر بیٹ کی تحریر سے اخذ کرتا ہون) ایک ایسی چیز ہے جس سے عوام الناس محض ناواقف ہین - اور فی الحقیقت وہ ایک ایسی زبان ہے جسکو ادنمین سے کوئی نہین بولتا - اور (یہان پر مین پاینیر مورخہ یکم جون گذشتہ سے اقتباس کرتا ہون) " یہ وہ قدیم پھیل

زبان ہے جو لٹریری ہندی کے نام سے بالفعل تعبیر کی جاتی ہے۔

حضرات! ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر نے اپنی حال کی بنارس والی اسپیچ مین ایک جملہ فرمایا تھا۔ جو نتیجہ معلوم ہوتا ہے ایک ایسے خیال کا جو ہز آنر کے دل مین بہت ہی مضبوطی کے ساتھ جاگزین ہے اور وہ خیال یہ ہے کہ ہندی کو عدالتی زبان قرار دینے سے رعایا و حکام کے میل جول اور اون کے فیما بین تبادلہ خیالات مین آسانی ہوگی۔ وہ جملہ یہ ہے۔

"وہ لوگ جو رزولیوشن متعلق ہندی پر اعتراض کرتے ہین۔ رعایا و گورنمنٹ کو ایک دوسرے سے دور رکھنے کی کوشش کر رہے ہین۔ اگرچہ وہ اس بات کو نہ دیکھتے ہون کہ یہ نتیجہ لازمی ہے اونکے فعل کا"

مگر ہز آنر کے خیالات کی کمال عظمت اور پورا ادب ملحوظ رکھکر مین اس امر کے عرض کرنے پر مجبور ہون کہ بہ لحاظ حالات موجودہ عدالتون مین ناگری کے اجرا سے اس پاک مقصد کا حصول ناممکن ہے۔ وہ زبان جو ناگری حروف مین لکھی جاتی ہے یعنی لٹریری ہندی حکمرانان ملک اوس سے نابلد محض ہین۔ اور جیساکہ مسٹر بیٹ فرماتے ہین رعایا خود بھی اوسکو نہین سمجھتی۔ صاحب موصوف رپورٹ مردم شماری صفحہ ۲۶۸ مین فرماتے ہین کہ "اس قطع کی زبان یعنی یہ سنگھرٹ بولی ایسی ہے کہ جب ہم ہندی مین (جس نام سے یہ موسوم ہے) بولنا چاہتے ہین تو ہندوستانیون کے واسطے اوسکا سمجھنا مشکل ہوتا ہے اور وہ ہمارے مفہوم کے سمجھنے کی

مجبور ہوتے ہین کہ زیادہ تر قیاسات سے کام لین"

اگر کسی صاحب کو مسٹر بیٹ کی اس رائے کی سچائی کے بارہ مین ذرا بھی شبہہ ہو تو مین ۱۶- اگست گذشتہ کی ہندی اخبار بھارت جیون مین سے یہ فقرہ پیش کرتا ہون اور مسٹر بیٹ کی رای کی سچائی اس فقرہ کے پڑھنے سے خودبخود ظاہر ہو جائے گی۔

"راجا پرجا کا ایسا گشٹ سمبندہ ہے کہ جب راجا کو کبھی پرکار کا" "ہرش ہوتا ہے تب ہم لوگ آنند سے سماچار پاتر کے کالم رنگتی ہین اور جب کسی پرکار کا کلیش ہوتا ہے تب وہی دکھ کہانی کو گاڈ لگ جاتے ہین۔ اسکا مول کرن یہی ہے کہ اپنے راجہ سے گنشٹ سمبندھ ہونے کے کارن اوسکی سکھ دکھ کی کارن سماچار سننے کی سکو اوت کنٹھا رہا کرتی ہے"

اس فقرہ کو ہر ایک ان پڑہ دیہاتی کو آپ پڑھکر سنائیے عام اس سے کہ وہ ہندو ہو یا مسلمان اور بلا لحاظ اس امر کے کہ وہ اس وسیع ملک کے کس حصہ کا باشندہ ہے چاہے وہ دیرہ دون کی پہاڑی گھاٹیون مین رہتا ہو اور چاہے وہ ضلع بلیا کی بالکل مشرقی کنارہ پر بستا ہو- آپ دیکھینگے کہ وہ ان الفاظ کو سنکر جیسے کہ گنشٹ سمبندھ" "سماچار پاتر" "پرکار" "مول کرن" "اوت کنٹھا" مین بالکل بہوچکا ہوکر رہجائیگا- اور عجب اتفاق ہے کہ یہ جملے متعلق ہین اس مبحث سے کہ کسطرحکی ہمدردی رعایا کو اپنی گورنمنٹ سے ہونی چاہیئے۔

اب اس امر کی آزمایش کی لیے کہ ناگری اور اوس زبان کا استعال جو ناگری حروف مین لکھی جاتی ہے اوس مقصد کو پورا کرنے کے قابل ہی جو گورنمنٹ چاہتی ہی یا نہین اس نقل کو ہر موضع کی چوپالون کے پھاٹکون چسپان کرا دیجیے اور ان پڑھ دیہاتیون کو گانون کے پٹواری کو گھیرے ہوئے جمع ہونے دیجیے تاکہ وہ اوس سے پڑھوا کر سنین کہ اسمین کیا لکھا ہے اور اوسکے بعد اون سے دریافت کیجیے کہ آیا کچہ تم سمجھے بھی۔ مجھے تو یقین ہے کہ وہ سب متفق ہو کر کہین گے کہ یہ زبان جنی ہماری خاک بھی سمجھ مین نہین آئی۔

حضرات! اور ایک بحث اور پر زور بحث ہماری وہ ہے جو ہمارا روزمرہ کا تجربہ اپنے ملکی بھائیون کا اور ہمارا دیہاتیون سے میل جول کا تعلق ہمین بتاتا ہے ان پڑھ گنوارون اور تمام دیہاتیون سے ہمارے ہزارہا مختلف قسم کے تعلقات نے ہمکو اس امر کے جاننے کا زیادہ موقع دیا ہے کہ آیا ہم سب [illegible] سے کہ دیہاتی ہون یا شہری ایک ہی زبان بولتے ہین یا نہین۔ [illegible] ان بڑا سے نام علماے زبان ہندوستانی کے جو ہمارے ملک مین تھوڑے دن رہکر نئے نئے اصول تصنیف کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ شہر والون کی زبان ان پڑھ دیہاتیون کے سمجھنے سے باہر ہے۔ یہ لوگ ہمکو یا تو یہ سمجھتے ہین کہ ان کو کسی قسم کی سمجھ نہین ہے یا یہ خیال کرتے ہین کہ ہم کسی عالم برزخ مین بستے ہین۔ اگر دیہاتی لوگ نہ اردو بول سکتے ہین اور نہ سمجھ سکتے ہین تو ۲۳ [illegible] گذشتہ مین [illegible] کیونکر [illegible] جدا کر [illegible] ان سے

اپنے وکلاء کو مقدمات سمجھائے۔ مال فوجداری اور دیوانی کی عدالتون مین شہادتین دین اور سرکاری دفاتر اور شہرون مین اپنے تمام ضروری کامونکو انجام دیا۔

حضرات! دنیا کی ہر زبان مین دو لازمی تفریقین ہین۔ شائستہ زبان اور گنواری بولی۔ اول الذکر انشاء و ادب اور تعلیم یافتہ گروہ کی زبان ہے اور آخر الذکر کم ترقی یافتہ بولی ہے گنوارون اور ان پڑھ لوگون کی۔ دنیا کی عدالتی زبانون کی تاریخ مین ہمین ایک مثال بھی ایسی نہین ملسکتی کہ یہ دونون تفریقین رعایا اور حکام کے فی ما بین ذریعہ اظہار خیالات قرار دی گئی ہون یہ امر تو ہمکو اچھی طرح معلوم ہے کہ یارک شایر اور لنکا شائر کی بولیان اون لوگون کی سمجھ سے باہر ہین جنکی مادری زبان خالص اور عمدہ انگریزی ہے اور اردو اور ہندی زبانے کی دوسری شاخون مین اوسقدر عظیم فرق نہین ہے جیسا کہ انگریزی زبان اور یارک شائر اور لنکا شائر کی بولیون مین ہے۔ تاہم یہ کسی طرح سے نہین کہا جاسکتا ہے کہ یہ دونون بولیان اپنی اپنی کونٹی (حصہ ملک) کی عدالتی زبان قرار دیدی جائین۔ اور اگر کوئی صاحب انگریزی قوم کی سامنے ایسی تجویز کرنے کی جرأت کرینگے تو غالباً قوم کی متفقہ رائے اون صاحب کے بابتہ یہ ہوگی کہ انکو پاگلخانہ کی ہوا کھانا چاہیئے یہ امر بالکل خلاف فطرت ہے کہ ایک نیم وحشی بولی کو اچھی طور پر ترقی یافتہ اور شائستہ زبان پر فوقیت یا اوسکے مقابلہ کا موقع بھی دیا جاے۔

شیخ عبدالقادر صاحب بی۔اے۔ اڈیٹر اخبار پنجاب آبزرور لاہور نے

اسکی تایید کرنے مین حسب ذیل تقریر کی۔

اسپیچ شیخ عبدالقادر صاحب بی اے اڈیٹر اخبار پنجاب آبزرور

لاہور

"اے ہمدردان اُردو کی مُبارک بزم اور اے اُس کے ممتاز صدر انجمن اسے

نہ اشتیاق است این کہ از چشم من مہجور مے آید
برائے دیدنت شخصے زراہ دور مے آید

لاہور سے لکھنؤ تک ایک خاصہ بُعد ہے مگر زبان اُردو کو صدمہ پہونچنے کے احتمال نے اُس بعد کو اُڑا دیا ہے ۔ گو مین پہلا پنجابی ہون جو اس عالیشان جلسہ مین کچھہ کہنے کو اُٹھا ہون لیکن غالباً آپ کو معلوم ہو گا کہ مین اکیلا پنجابی نہین جو اس جلسہ مین موجود ہون میرے دوست مجھہ سے بھی دُور دُور کے مقامات سے یہان تشریف لائے ہین اور اُن مین سے ہر ایک کسی نامور انجمن کا فرستادہ ہے جو انجمن کے باضابطہ اجلاس مین منتخب ہو کر آیا ہے گویا اپنے مقام کے اہل اسلام کا قایممقام ہے کیا آپ جانتے ہین کہ پنجاب سے اس اہتمام سے ڈیلی گیٹ کیون بھیجے گئے ہین؟ جس دن سے مین یہان آیا ہون مجھے قریباً ہر معزز دوست سے جس سے مین ملا ہون یہ سُنکر تعجب ہوا ہے کہ پنجابی بڑی ہمت والے ہین حالانکہ اس ناگری والے رزولیوشن سے اُن کو کوئی نقصان نہین پہونچا مگر محض ہمدردی قومی سے مسلمانان ممالک مغربی و شمالی و اودھ کے شریک حال ہونے کو آ گئے ہین اور اُن کا یہ ایک

بڑا احسان ہے۔"

حضرات ! اس مین شک نہین کہ ممکن ہے ہمدردی کو ہمارے یہان آنے مین کچھ دخل ہو ۔ لیکن جس بات نے ہمین درحقیقت یہان آنے پر مجبور کیا ہے وہ تو بات ہی اور ہے اور اس پر آپ غور کرین تو نہ کسی پر احسان ہی نہ مروت ۔ اپنے ذاتی بچاؤ کے لیئے ہم یہان تک کھنچ آئے ہین ۔ کسی انگریز کی قبر پر کتبہ لکھا ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ :-

"اے گور غریبان سے گذرنے والے یاد رکھ جس حالت مین
اسوقت تو پھر رہا ہے ہماری بھی یہی حالت تھی ۔ جواب
ہماری حالت ہے تیری بھی یہی حالت کبھی ہو گی پس اسی
راہ پر آنے کے لیئے تیار رہ "

بعینہ یہی الفاظ ممالک مغربی شمالی و اودھ کی مجروح اُردو نے (کیونکہ مین اُسے ابھی مردہ نہین کہتا اور خدا کرے کہ نہ ہو) پنجاب کی اُردو کو خطاب کر کے زبان حال سے کہے اور یہ اُس پُر درد آواز کے جواب مین ہے کہ آپ ہم لوگون کی آواز اس ہال مین سُنتے ہین ۔ (چیرز) پنجاب کی عدالتون مین اسوقت تک اُردو کا رواج ہے اور دن بہ دن وہان اس زبان کی اور اس کے لٹریچر کی ترقی ہے ۔ وہان ابھی اُردو زندہ ہے اور صحیح و سالم ہے مگر حضرات بکرے کی مان کب تک خیر منائے گی ! جب اُردو کی جنم بھوم مین اُس کی بیخ کنی کی تدابیر کارگر ہو گئین تو ہندی بھاشا کے دوبارہ زندہ کرنے والے جلد اپنے مقصد مین کامیاب ہونے کے لیے اُردو کو مٹانا ضروری معلوم ہوتا ہے پنجاب مین

کیون کوئی دقیقہ اُٹھا رکھینگے۔ اُس دقت سے بچنے کے لئے اور اُس کے لئے حفظ ماتقدم کے طور پر پنجاب کے ڈلیگیٹ یہان آئے ہین جب ہم یہ دیکھتے ہین کہ باوجودیکہ یہ امر واقعی ہے کہ ان صوبہ جات مین جو مختلف شاخین زبان اُردو کی بولی جاتی ہین وہ درحقیقت اُردو ہی کی بگڑی ہوئی صورتین ہین اور کوئی علیحدہ زبان نہین تو ہمین حیرت ہوتی ہے کہ یہان کے حکام نے اُن مین سے بعض کو ایک علیحدہ زبان ہندی قرار دے لیا ہے اور واقعات کی یہی غلط فہمی اوس رزولیوشن کے اجراء کا باعث ہوئی ہے جس کی متعلق نظر ثانی کی درخواست کے لیے آپ سب صاحبان یہان جمع ہوئے ہین۔ حضرات! یہ سب کو معلوم ہے کہ ہماری برٹش گورنمنٹ کی خصوصیتون مین سے ایک بڑی خصوصیت تحقیق کا شوق اور تحقیق کے سامان ہین۔ یہ جو ہر سال بڑی بڑی ضخیم کتابین ہر محکمہ کے انتظام پر رپورٹ کے طور پر تیار ہوتی ہین یہ جو آئے دن خانہ شماریان اور مردم شماریان ہوتی ہین اور قومون اور زبانون کی سرکاری طور پر تحقیقاتین رہتی ہین یہ جو کوشش کی جاتی ہے کہ تمام ملک کے ہر قسم کے حالات اہلِ ملک پر آئینہ وار روشن ہو جائین اور حکام بھی اُن سے باخبر رہین۔ یہ اہتمام ہمارے ہندوستان مین پہلے کب ہوا تھا۔ مین سمجھتا ہون کہ سوائے ہماری اپنی تیرہ بختی کے اور کوئی سبب نہین کہ ایسی باخبر گورنمنٹ کے عہد مین ایسے اہم معاملہ پر کہ ملک مین کون سی زبان فی الواقع بولی جاتی ہے، غلطی ہوئی ہے۔ اگر یہ درحقیقت سچ ہو کہ کثرت تعداد ان صوبجات مین ہندی بولنے والونکی

ہے تو آپ کو اوس دیوناگری کے رزولیوشن کے اجرا پر شکایت کا کیا حق ہے۔ افسوس
تو یہ ہے کہ جو ہندی امتحان ہائے ملازمت میں داخل کی گئی ہے وہ تو ان
صوبہ جات کے ہندوؤں میں بھی پورے طور پر نہیں سمجھی جاتی بولا جانا تو درکنار۔ وہ تو برہمنوں اور پنڈتوں کی کتابوں ہی تک محدود ہے جس زبان
کو ہندی سے مردم شماری کے اعداد میں تعبیر کیا گیا ہے وہ تو اصل میں بھی
اُردو ہے۔ کاش کوئی باخبر اور بے تعصب زبان دان اس امر کی تحقیق پر مقرر ہو تاکہ
ان ممالک کے مختلف اضلاع میں گھومے اور ہر شخص سے بات چیت کرے۔ ہر
شہر کے چند فقرات جو عوام کی زبانی سُنے لکھ لے اور پھر ذرا نظر غور سے اُنھیں
دیکھے تو اُسے معلوم ہو جائے کہ وہی اُردو لفظ بگڑے ہوئے ہیں۔ یہاں تک
کہ اس نظر سے پنجابی کو بھی جو عموماً ایک علیحدہ سمجھی جاتی ہے اور جسکو آپ لوگ جو
کبھی پنجاب میں نہیں گئے سمجھ نہیں سکتے دیکھا جائے تو کھل جائے گا کہ اُس
میں بھی یہی اُردو الفاظ بہت کچھ بھیس بدل کر جلوہ گر ہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ اگر
کوئی سیاح جو صرف کتابی اُردو سے واقف ہو ہندوستان میں آئے اور دو
چار دن کے لیئے ہر جگہ رہے تو وہ شاید یہ کہدیگا کہ شمالی ہندوستان میں بہت
سے مختلف زبانیں رائج ہیں اور اُردو صرف شہروں میں بولی جاتی ہے مگر
کوئی شخص جو یہاں کا رہنے والا ہو اور علم السنہ سے کسی قدر واقف ہو اور
اس معاملہ پر ذرا غائر نظر ڈالے وہ اعتراف کرنے پر مجبور ہوگا۔ کہ شمالی
ہندوستان میں اُردو کی ہی مختلف شاخیں بولی جاتی ہیں اور کتابی اُردو قریباً
ہر جگہ سمجھی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ جاہل اور گنوار بھی سمجھ لیتے ہیں۔ گو خود

اپنے ہی ٹوٹے پھوٹے تلفظ اور گنواری لہجے مین ہی اوسے ادا کرتے ہین اوس
ٹوٹے پھوٹے اور گنواری لہجہ کو بعض دفعہ ہندی کہ لیتے ہین جن لوگون نے
علم زبان کا مطالعہ کیا ہے وہ بخوبی جانتے ہین کہ زبان اور لہجہ آب وہوا اور
مقامی خصوصیات پر بہت کچھ منحصر ہوتے ہین ایک جگہ کے باشندے ایک آواز کو
ادا کر سکتے ہین ایک جگہ کے نہین کر سکتے - ایک جگہ کے لوگ تیزی سے باتین
کر سکتے ہین ایک جگہہ کے آہستگی سے - ایک مقام پر ہر آواز کو واضح کرنا ضروری
سمجھا جاتا ہے اور ایک مقام پر اوسکے خلاف - اور یہ اختلافات الفاظ کی
ظاہری صورت مین اتنا فرق ڈالتے ہین کہ سرسری نظر سے یہ معلوم نہین ہو سکتا
کہ کیا لفظ ہین ہر زبان اور ہر ملک مین یہ اختلافات لہجہ اور تلفظ موجود ہین
مگر اونسے زبان کی حیثیت ہی نہین بدل جاتی - انگلستان ہی کو لیجئے - ضلع ضلع
مین تلفظ اور لہجے بدلتے جاتے ہین اور ہر جگہہ کے ان پڑھ انگریزون کی زبان
کچھہ عجیب ہوتی ہے جسکو پہلے جاتے ہی ہمارے ہندوستانی انگریزی دان
نہین سمجھہ سکتے - تاوقتیکہ اس سے مانوس نہ ہو جائین مگر وہ بھی انگریزی ہی
گنی جاتی ہے اور عوام کی زبان مین خواہ کتنے فرق ہوتے جائین ایک خواص
کی اور کتابون کی زبان ہوتی ہے جو سب بولیون کا مرکز ہوتی ہے اور
جو ہر جگہہ سمجھی جاتی ہے - آپ سکاٹلینڈ کے شمال مین جاکر جہان برن کی
زبان بولی جاتی ہے انگلستان کے ملک الشعراء وقت کی سلیس زبان بولئے
آپ کی بات سمجھہ لینگے مگر جواب آپ کو اپنی زبان مین دینگے جسکو بغیر مشاق ہونے
کے آپ نہ سمجھہ سکینگے مگر وہی لوگ اگر اون الفاظ کو لکھہ کر آپ کو دکھائین گے

تو آپ فوراً مطلب سمجھ جائینگے غرض یہ کہ ہر ملک مین شہر بشہر زبان عوام
کے درمیان کسی قدر بدلتی جاتی ہے لیکن مرکزی زبان ہر جگہ کام دیتی ہے اور
وہی تحریر کی زبان ہوتی ہے۔ تحریر اگر ڈایلکٹون کے تابع کر دیجائے تو بہت گڑبڑ
ہو جائے اسکے متعلق ایک لطیفہ قابل ذکر ہے :- پرنس کانسرٹ یعنی حضور
قیصرہ کے مرحوم شوہر جب جرمن سے نئے نئے انگلستان مین آئے تو
کسی قدر کتابی انگریزی سے واقف تھے مگر ڈایلکٹ نہین سمجھتے تھے ایک
دفعہ معہ حضور قیصرہ کے جہاز مین بیٹھے ہوئے سیر کو جارہے تھے کہ تختہ جہاز پر
ٹہلنے لگے اور ٹہلتے ٹہلتے باورچی خانہ کی طرف جانکلے۔ وہان باورچی اسکاٹلنڈ
کا ایک ان پڑھ آدمی تھا ایک کھانا تیار کر رہا تھا۔ پرنس بہادر نے اوس
سے پوچھا۔ اس دیگچہ مین کیا کیا چیز ڈالی ہے انگریزی لفظ "انٹو" (into)
یعنی اندر اس سوال کے پوچھنے مین پرنس بہادر نے استعمال کیا۔ اب
اسکاٹلنڈ کے ان پڑھ لوگ اس لفظ کو "انٹل" کہتے ہین باورچی بیان
کرنے لگا کہ حضور اسمین فلان چیز ہے اوسمین فلان چیز ہے اور بار بار (اسمین)
کی جگہ کہتا تھا۔ (انٹل اٹ) اب پرنس اس لفظ کو نہ سمجھے اور جب وہ سب
بیان کر چکا تو پوچھا (What is intil) یعنی یہ تمھارا لفظ انٹل اٹ
کیا ہے؟ باورچی یہ تو جانتا تھا کہ مین تلفظ غلط کرتا ہون۔ اوسنے جانا کہ حضور
نے ساری بات ٹھیک طور پر نہین سمجھی اور دوبارہ وہی سوال کیا ہے کہ
اس ڈیگچہ مین کیا ہے پھر وہی اپنی رام کہانی چھیڑ دی۔ پرنس پھر جھنجلا کر
بولے (But what is intil it) وہ بھی کسی قدر برافروختہ ہو کر پھر وہی

پہلا جواب دوہرانے لگا۔ اور ممکن تھا کہ بیچارہ اُس غلط فہمی مین معتوب ہو جاتا کہ اتنے مین ایک اور پڑھے ہوئے ملازم کے آجانے سے معاملہ صاف ہو گیا آپ ہی غور فرمائیے کہ کہنے مین تو اوس گنوار نے "انٹل اٹ" کہہ لیا۔ اگر لکھنے مین "انٹو" رکھا جائے اور کہین "انٹل اٹ" تو کس قدر خرابی پڑے۔

اب جسے ہندی کہا جاتا ہے وہ کیا ہے اس مثال کا نمونہ ہے اگرچہ دیوانون مین اردو شعرا نے اس گنواری زبان کو لکھا ہے اور بہتا ثر لکھا ہے مگر وہ ہے بھی جو آپ بھی سمجھ سکتے ہین اور ہندو بھی سمجھتے ہین۔ دوہے آپ نے پڑھے ہونگے ؎

کاگا سب تن کھائیو چن چن کھائیو ماس
دو نیناں مت کھائیو کہ پی ملن کی آس

مگر وہ ہندی جو کتھا مین پنڈت لوگ بولتے ہین اوسکو تو ہندو بھی اچھی طرح نہین سمجھ سکتے۔ اور معمولی بول چال مین تو کوئی بولتا ہی نہین۔ اگر نظر کو نجر یا کہدیا تو ہر کوئی پہچان سکتا ہے کہ گنوار نے نظر کو نجر کہا ہے اور پھر یا بطور تصغیر کے جس سے پیار کا اظہار ہوتا ہے لگا دیا ہے مگر دونون لفظون کے ایک ہونے مین تو کلام نہین۔ اس بات کو ذہن نشین کر کے آپ لکھنؤ سے لاہور کی طرف جائین اور دیکھتے جائین کہ بتدریج کیا فرق لب و لہجہ مین پڑتا جاتا ہے اور گو لکھنؤ اور لاہور کی زبانین بظاہر مختلف نظر آئین لیکن دراصل کسطرح ملی ہوئی ہین۔ اور پھر پاس پاس

کے شہر مین کتنا تھوڑا فرق ہے - اور یہ ذرہ ذرہ فرق جمع ہوتے ہوتے کتنا بڑا نظر آتا ہے - پہلے ہی لکھنو سے دس کوس بھی باہر چلین تو "کیا" کی جگہہ "کا" سنیئے گا - "ارے کا کرت ہو" جو "ارے کیا کرتے ہو" کی دوسری صورت ہے - اس مین شک نہین کہ ایک اجنبی جو زبان سے کتابی طور پر واقف ہو - یہ ذراسی دور ہی نکلنے پر گھبرائے گا اور اگر یہ ڈایلکٹ جلدی مین اوسکے سامنے بولا جائیگا تو وہ سمجھہ بھی نہین سکے گا مگر کیا اس سے زبان بدل گئی - ایک ٹھمری اکثر گائی جاتی ہے :-

"بہیان نہ پکڑ ڈھوٹری چھونڈ کلائی رے"

جو سلیس اردو مین یون لکھی جاتی ہے :

"باہین نہ پکڑ میری چھوڑ کلائی رے"

مگر وہ اوس صورت مین مقبول ہوئی ہے اور ہندو مسلمان دونون گاتے پھرتے ہین اور سنتے ہین - مینے بعض پڑھے لکھے اردو خوان پنجاب مین دیکھے ہین - جو اوسکو پورے طور پر بغیر ترجمان کے نہین سمجھتے - لیکن کیا کوئی واقف شخص اتنے سے فرق سے اون مانوس الفاظ کو بھول سکتا ہے یا اسے کوئی اور زبان کہہ سکتا ہے - اسی طرح چلے آئیے اور فرق دیکھتے آئیے دہلی مین پھر سلیس اردو پائیے گا مگر اوسکے مضافات مین کچھہ لہجہ ہی اور ہے - اور ریواڑی - اور کرنال اور حصار وغیرہ اضلاع مین یہ سب الفاظ مگڑ کے قریب کے وہی اردو الفاظ کچھہ ایسے کرخت لہجہ سے بولے جاتے ہین کہ لکھنو والا تو سمجھہ ہی نہ سکے - انبالہ مین آئیے تو "آپ" اب "

بن جاتا ہے" "مین" "مان" بولا جاتا ہے کہتے ہین" وہ "تو ہرے حال ہان ہوتے"
یعنی وہ تو ہرے حال مین ہے" اب آگے پنجابی شروع ہوتی ہے اور وہ
بھی اسی طرح ضلع بہ ضلع اپنی حالت بدلتی آتی ہے۔ لاہور امرت سر گوا گرکر
تک الی پنجابی کا مان لین تو پھر آگے ملتان کی طرف جاتے ہوئے اور
تبدیلیان ہوتی جاتی ہین یہان کہ خاص لاہوری ملتانی کو سمجھنے مین وقت
محسوس کرتا ہے مگر آپ (انالیسز) Analyses ان سب بولیون
کا کرین تو ایک کثیر حصہ اردو کے بگڑے ہوئے لفظون کا پائین گے اور
اسی وجہ سے پنجاب مین بھی اردو ہر جگہہ سمجھی جاتی ہے۔ اس دعوے
کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ پنجاب کی مشہور انجمن حمایت اسلام لاہور کے
سالانہ جلسہ مین جس مین قریباً دس ہزار تک مجمع ہو جاتا ہے ہندوستان
کے اکثر نامور واعظین اور فصحا تقریرین اردو مین کرتے ہین اور حالانکہ
مجمع مین ہزار دو ہزار خواندہ ہون گے تو اکثر ناخواندہ سب بخوبی سمجھتے
اور قدر کرتے ہین۔ اس کی شہادت مین مین مولنا قاری شاہ سلیمان
سجادہ نشین پھلواری کو پیش کرتا ہون جو اس مجمع مین رونق افروز
ہین کیونکہ انھین اکثر لاہور کے سامعین سے خطاب کا موقع ملا ہے۔
اسکے علاوہ مین دوسری جانب کی ایک نظیر پیش کر سکتا ہون۔ آریہ سماج
کا نام آپ مین سے بہت صاحبان نے سنا ہوگا اس کی بنا لاہور
سے ہوئی اور اس کا وہان بڑا چرچا ہے۔ وہان بھی سالانہ جلسہ مین
ہزارون ہندو صاحبان پنجاب کے مختلف حصون سے جمع ہوتے ہین

اور باوجود دیکھ وہی فریق ہے جو وہان کبھی ہندی اور پنجابی پکار رہا ہے اور
اردو کو نکالا چاہتا ہے اُن کی مجالس مین بھی رونق اُس وقت ہوتی ہے جب
اردو کی تقریر ہو اور لوگ اُٹھنے لگجاتے ہین جب کوئی صاحب تصنع سے
بھاشا شروع کردیتے ہین - اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ آریہ اسکول
کے سالانہ جلسہ کی رپورٹ مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ "بہت سے طلبہ پرایمری
مین اسلیئے کم ہوگئے کہ اردو کی پڑھائی کا انتظام نہ تھا اور اُنہون نے بھاشا
نہ لی اور یہ سب ہندو طلبہ تھے" جب پنجاب کے ہندوؤن کو یہان تک تعلق
اردو سے ہوچکا ہے تو مغربی و شمالی مین "تو یقیناً" دل مین سب اردو کو اچھا
جانتے ہون گے مگر اب اپنے بعض سرگروہون کے کہنے مین آکر خاموش
ہین - صرف ہندوستان پر کیا حصر ہے عرب کو ہی دیکھئے - بدویون کی
زبان اہل مکہ کی زبان سے بہت کچھ مختلف ہے اور خود اہل مکہ کے ہان جب
ہمارے ہندوستانی عربی دان عربی بولتے ہین تو وہ کہتے ہین "یہ نحوی" ہے یعنی
نحو کے قواعد کے مطابق بول سکتے ہین - محاورہ سے ناآشنا ہین مگر کیا مصر
اور روم اور عرب و بغداد اور دیگر اسلامی ممالک کی عربی اصل مین ایک
عربی نہیین اور ایک ہی رسم خط نہین رکھتی ؟ لب و لہجہ کے اختلاف کے مطابق
رسم خط مین تبدیلی کرنا ایک ایسی بات ہے جو آجتک ان ہونی سمجھی گئی ہے -
ایران کو لیجئے وہان پہلے ہی سے ژند پہلوی اور دری کئی قسمین زبان کی تہین -
اب تک مختلف حصص ملک مین مختلف رنگ کی فارسی بولی جاتی ہے ہندوستان
ہین جو فارسی مغلون کے ساتھ آئی تھی اُس سے بالکل نرالی فارسی اسوقت

ایران مین بولی جاتی ہے مگر کیا اس سبب سے اُن مین سے کوئی فارسی علیحدہ سمجھی گئی یا کسی کے لیے کوئی علیحدہ رسم خط رکھا گیا؟ یہ سب دلایل سنکر آپ تعجب کرینگے کہ اگر واقعات یون ہین جیسے بیان کیے جا رہے ہین تو ایک بیدار مغز گورنمنٹ نے کیونکر ناگری کا اجرا منظور فرما لیا! صاحبان! آپ کو معلوم نہین۔ حکام کو اس بارے مین دھوکہ دینے کی کوششین کب سے جاری ہین اور کتنے سالون سے اس کوشش کی بنیاد پڑی تھی جس رنگ مین واقعات اب گورنمنٹ کے سامنے پیش کیے گئے ہین اُس رنگ مین وہ شاید اس کے سوا کچھ اور نہین کر سکتے تھے جو اس نے کیا۔ ہان اگر کوئی اس کوشش کی ابتدائی حالت کو دیکھ سکے تو اُسے یقین ہو جائے کہ اس بظاہر بڑی تعمیر کی بنیاد کتنی کچی ہے۔ چونکہ ہمارے ہان ابھی بنیاد ڈالی جاری ہے اس لیے اُسکا بودا پن ابھی آپ بخوبی دیکھ سکتے ہین اور اُس سے ادھر کی حالت کا قیاس کر سکتے ہین مین آپ کو بتا چکا ہون کہ پنجابی بھی ایک صورت بگڑی ہوئی اُردو کی ہے اور اُردو پنجاب مین سمجھی جاتی ہے اور کام نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے اُردو کے ذریعہ سے چل رہا ہے مگر بعض طبیعتین ہین کہ انھین کوئی نہ کوئی جھگڑا اُٹھائے بغیر چین نہین۔ ایک اخبار وہان آمرتسر کا نامی حال مین جاری کیا گیا ہے جو پنجابی مین لکھا جاتا ہے اس بنا پر کہ پنجابی وہان کی زبان ہے اور اُردو اخبارات سے زیادہ مقبول ہوگا اور سمجھا جائے گا مگر مقبولیت تو وہ اُردو کی برابر کیا پائے گا! اُس کی عبارت دیکھ کر صرف پنجابی جاننے والون کو بھی بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ آپ جانتے ہین اُس کی تو بنا ہی تصنع اور تکلف ہے صرف ضد

سے پنجابی لکھنا اُس کا مقصد ہے ورنہ کئی الفاظ ایسے ہین جن کے مرادف پنجابی
مین بہ سبب علمی زبان نہ ہونے کے ملتے ہی نہین اور گنوار اور جاٹ بھی وہ اصل
اُردو الفاظ بہ سبب کثرت استعمال کے سمجھتے ہین مگر وہ اخبار تکلف سے اُن کے
پنجابی ترجمے کرتا رہتا ہے مگر چونکہ جانتا ہے کہ وہ ترجمے زبان مین تو موجود نہین
اور سمجھے نہ جائین گے اس لیے خطوط وحدانی کے درمیان پھر اُردو لفظ تشریح کے لیے
لکھدیتا ہے۔ بھلا اس سے بڑھکر بیہودہ پن اور کیا ہو سکتا ہی؟ مثلاً "اشتہار" ایک ایسا لفظ
ہی جو بہت عام طور پر سمجھا جاتا ہی آپ اسکا پنجابی مین ترجمہ فرماتی ہین "ہوکا" حالانکہ پنجابی مین لفظ یہ
اُس آواز کے لیے مخصوص ہے جو خوردہ فروش دوکاندار گلی کوچون مین لگاتے
ہین۔ آپ خود بھی خطوط وحدانی کے اندر لکھتے ہین "اشتہار" (قہقہہ) لفظ اڈیٹر انگریزی
سے اُردو مین آیا ہے اور اُسکا جزو بن گیا ہے لیکن اڈیٹر امرتسر کا صاحب اُسکا
ترجمہ کرتے ہین "سودھو" اور آگے لکھتے ہین (اڈیٹر یہ نقاد) بس ایسا لفظ ہے جسکو
گنوار بھی جو عدالتون مین آتے ہین جانتے ہین۔ مترجم کا ترجمہ سنکر حضرات
آپ پھڑک جائینگے "انگریزی لکھتان" "دااُلٹا" "ددو" (قہ قہ قہ) ان ذرایع سی
وہان ثابت کیا جارہا ہی کہ پنجاب مین بھی اُردو کی جگہ امرتسر کا کی پنجابی رکھدی
جائے لیکن چونکہ ابھی ابتدا کی کوشش ہے آپ لوگ ہنسکر اس بات کو ٹال دیتے
ہین۔ اگر ابھی سے وہان پیش بندی نہ ہوئی تو آپ دیکھین گے کہ یہی سرچشمہ
جو اب "شاید گرفتن بہ بیل" کے مصداق ہے ایسا دریا بہا دے گا کہ "نشاید
گزشتن بہ پیل" کی مثل صادق آئیگی۔ البتہ اسی اخبار کی حالت سے حکام ممالک
مغربی وشمالی کو پتہ چل سکتا ہے کہ ناگری کے موافق جو اجیٹیشن دیر تک رہی

وہ مصنوعی تھی چنانچہ ایک ہندو نامہ نگار اسی اخبار کو لکھتا ہے "آپ کا اخبار دیکھہ کر بہت خوشی ہوئی۔ آپ کی تعریف نہین ہوسکتی مجھے معاف رکھیے مین اب کی اردو مین چٹھی لکھتا ہون کیونکہ فرصت بہت کم تھی۔ آیندہ پنجابی مین لکھا کرون گا" اس سے زیادہ بین اقرار اور کیا ہوسکتا ہے کہ پنجاب مین بھی ایک ہندو کے لیئے اردو مین لکھنا بہ نسبت پنجابی کے آسان ہے تو قیاس ہوسکتا ہے کہ ان صوبہ جات مین آسان تر ہو۔ صرف تکلف سے اپنی بات ثابت کرنے کو ہندی مین بعض کتابین اور اور چیزین لکھنے کی کوشش کر رہے ہین لیکن قبولیت عام ہندوؤن مین بھی ابھی ہندی کو حاصل نہین ہوئی اور نہ امید کیجا سکتی ہے کہ ہوگی۔

اس رزولیوشن کی تائید ثانی شیخ محمد عباس صاحب بینائی نے فرمائی اور حسب ذیل تقریر کی۔

تقریر منشی محمد عباس صاحب بیناؔئی۔ فیض آباد

عالی جناب صدر انجمن صاحب و حاضرین جلسہ!

آپ مجھے معاف فرمائینگے کہ مین بے اصول آدمی ہون جسکے پاس رفیع الشان مکانون کی ایشین بھی نہ تھین کہ جس سے اپنے کو قابلیت کے زینہ پر قدم رکھنے کے قابل بنانے کی خواہش و کوشش مین کامیاب ہوتا۔

مین کل عرض کر چکا ہون کہ عربی اور فارسی کے غیر سریع الفہم الفاظ کے عمداً تقریراً و تحریراً مین داخل کرنے کا الزام بھی ہم پر عائد کیا گیا ہے۔ اس

رزولیوشن کی تائید مین جسکو ابھی آپ کے سامنے ایک بہت ہی قابل اور ہردلعزیز شخص نے پیش کیا ہے اور جسکے ہر لفظ سے مجھے اتفاق ہے۔ اور اس امر مین صحیح راے قایم کرنیکے واسطے کہ آیا یہ الزام کس حد تک صرف ہماری ہی اوپر عاید ہوتا ہے مین پہلے چند معزز لوگون کے نام لونگا۔

رانا شنکر بخش صاحب بالقابہ — راجہ بجا در سنگہ صاحب — جنگ بہادر سنگہ صاحب

راجہ جنگ بہادر خانصاحب بالقابہ — لالہ شفقت رایصاحب — دیوان میوہ رام صاحب

لالہ خوشوقت رایصاحب یا خوش بخت رایصاحب۔ شیر بہادر خان

شیر بہادر سنگہ — لالہ حقیقت راے — پیر غلام — شیو غلام — وزیر خان

وزیر سنگہ — امیر خان — امیر سنگہ — نہال خان — نہال سنگہ — فتح محمد خان

فتح سنگہ — گلاب خان — گلاب سنگہ — گلاب کنور — سرفراز خان

رانی سرفراز کنور — سرفراز سنگہ — لالہ خدا بخش — راجہ رزاق بخش

بہان اُتم سنگہ — بی بی گلاب دئی — زوجہ خرم راے

منگل خان　　گنیش بخش سنگھ　　مہیش بخش سنگھ　　پنڈت بخت نراین

اقبال کشن　　اودہ خان　　وغیرہ وغیرہ۔

آپ کو تعجب ہوگا کہ یہ نام ہندی زبان کے ہین یا فارسی زبان کے اور یہ امر یقینی ہے کہ یہ ساعت سعید وسبھ لگن ولوم پہت ان نامون کے نامزد کرنیکو بلائے جاتے ہین اور بہت احتیاط سے رکھے جاتے ہین۔ پس اگر ہماری صوبجات مین ہندی یا فارسی بولی جاتی تو یہ پہلا خاصت جو دیارزبان سے عطا ہوتا ہے ہندی ہوتا یا فارسی لیکن یہ نام انمین سے کسی زبان کے نہین ہین اور دراصل اردو کے نام ہین پس معلوم ہوا کہ سوائے اُردو کے کوئی دوسری زبان یہان بولی نہین جاتی۔ اور یہ وہ نام ہین کہ جو مشہور اور معزز طبقہ کے نامونکی فہرست مین پائے جاوینگے اور ممبران ڈیپوٹیشن اس سے انکار بھی نہین کرسکتے کیونکہ بعض کا قریبی تعلق بعض کے ساتھ ہے۔

حضرات۔ ہماری ملکہ معظمہ علیا حضرت قیصرۂ ہند دام سلطنتہا نے شمالی ہند کو باعتبار صورت خلقی اصلی ہندوستان ہے اوسکی زبان اُردو پسند فرمائی لہذا اردو شاہی زبان بھی ہوگئی۔ پھر باغ۔ (باگ) قبضہ (کبجا) جاگیر۔ قلم۔ ظلم وغیرہ وغیرہ الفاظ اُردو ہین اور روزمرہ بولے جاتے ہین لہذا یہ وہ ہندی ہے جو دراصل اُردو ہے اور ایسے بگڑے ہوئے ہزارون بلکہ لاکھون الفاظ زیر استعمال ہین اور یہ غلط فہمی بجز اسکے کہ سنسکرت سے

نئے نئے الفاظ کا تبادلہ دکھلایا جاے ممکن نہین کہ اور تلفظ بیان کرکے تردید ہوسکے چونکہ یہ ایک عام مثال ہے لہذا اسکی صراحت مین زیادہ وقت خراب کرنا فضول ہے حضور لفٹنٹ گورنر بہادر و حضور گورنر جنرل کے نام کے ساتھ خطاب کے طور پر "نواب" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ "نواب" بہ نسبت "راجہ" کے زیادہ معزز سمجھا گیا ہے اور لفظ نواب اُردو ہے پس اُردو ہماری فرمانروایان کشور ہند کے پسند خاطر ہے اور یہی ثبوت اسکے اعزاز کا ہے۔

حضرات! زبان کا اطلاق اعلیٰ درجہ کے لوگون کی بول چال پر ہوتا ہے نہ کہ معمولی طبقہ کے اور مین بیان کرچکا ہون کہ اس صوبہ مین اعلی درجہ کے طبقہ کے لوگون کا نام اُردو زبان مین ہے پس اس دیس کی زبان اُردو ہی ہو اور ہر ذی روح کو ایک آلہ اظہار خیالات کا عطا ہوا ہے جسکو زبان کہتے ہین۔ زبان اور دیگر اعضاء سے ملکر آواز پیدا ہوتی ہے وہ چاہے موزون ہو یا مہمل مگر ربط تحریر مین اوسکے لانے کیواسطے ہمیشہ کچھ علامات درکار ہونگی جنکو بولنے والون نے قبول کرلیا ہو کہ فلان علامت سے فلان آواز مراد ہے۔ یہی علامات حروف کے نام سے تعبیر کیجاتی ہین۔ اور ہر زبان حروف مین تحریر ہوسکتی ہے اور جیسی زبان ہوتی ہے اوسی کے مطابق اور اوسی کے ادا کرنیکے لائق حروف بھی اوسی کے واسطے ایجاد ہوتے ہین پس زبان کا ایک خاص تعلق اوسکی لئے ایجاد کردہ حروف سے ہوتا ہے جیسے کہ سنسکرت ایک خاص قسم کے حروف مین لکھی جاتی ہے اور ان حروف کو دیوناگری کہتے ہین یا اُردو زبان کے واسطے

حروف اُردو جنکو فارسی سے تعبیر کرتے ہین - اور عربی کے واسطے عربی وغیرہ وغیرہ
تو زبان ملک بذریعہ حروف پہچانی جاتی ہے بنظر سرسری جن حروف مین جو کتاب
لکھی ہوگی اوسی زبان کی کتاب دیکھنے مین سمجھی جائیگی - گو اظہار مطلب کے
واسطے اوس مضمون مین دوسرے ملک کی باتین بھی بیان کی گئین ہون آجتک
زمانہ گذشتہ وحال کی زبان کا مقابلہ ممکن نہوتا اگر اُردو زبان اُردو حروف نرکھتی ہوتی
مثلاً کس طرح پر ہم بحث کرتے سودا کے مضمون کو پیش نظر کرکے کہ ہمارے عم اکرم
حضرت امیر مینائی کا مضمون فایق ہے یہی حرف اُردو ہین جو ۳۰۰ سو برس سے
سال بسال کی اُردو زبان کی ترقی سے ہمکو خبردار کرتے ہین - ناگری کے حرف تو
سنسکرت کے حرف مین یہ امر کہ حرفون کے بگڑنے سے وہی سنسکرت اب ناگری
ہوگئی یہ بھی ثابت کردے گا کہ فارسی بلکہ عربی حروف - ب - ج - ڈ - ٹ - ڑ - ژ
گ - کے ملنے سے اُردو زبان کے حروف ہوگئے یہ بات شاید کبھی جاے کہ زبان
اُردو کی خلقت مجموعی ہے اور حروف اُردو نہین ہین - افسوس اس امر سے تو انکار
ہو نہین سکتا کہ اُردو ۳۰۰ برس کے زمانہ سے قایم ہے پس غور کیجیے کہ کوئی زبان
بھی ایسی ہو سکتی ہے جو بغیر اپنے حرفون کے ترقی کر سکتی ہو اور دوسری زبان
کے حرفون مین قایم رہ سکتی ہو - ایک سوال اوٹھ سکتا ہے کہ یہ علامات حروف
اُردو تو بالکل مشابہ حروف فارسی ہین تو اس اُردو زبان کو یہ ہی مناسب تھا کہ اپنے
ہی حروف پسند کرے شاید یہ التماس تو بیجا نہ ہوگا کہ اصلی زبان سنسکرت
یا اوسکی شاخون کی بولیان اُردو مین پائی جاتی ہین اور فارسی عربی اور
انگریزی اور اون یورپین زبانون کے الفاظ جو اوس وقت کے سیاح بول گئے

اور دیگر زبانون کے الفاظ جو حاکم و محکوم کے میل جول اور تاجران ملک غیر سے
اُردو زبان مین آگئے تو ان سب زبانون کے حروف مستدعی تھے کہ ہمکو
حق ہے کہ ہم اُردو زبان کے حرف بنجائین پس اُردو نے اسکا فیصلہ اصول قلت و کثرت
پر کرنا مناسب سمجھا اور جس زبان کے لفظ اس زبان کے جزو زایدتھے اوسی کی
مشابہ حروف قبول کر لیے لہذا یہ حروف اُردو زبان کے ہین نہ فارسی کے الغرض
اگر یہ دعویٰ ہے کہ اُردو حروف و زبان بدلکر سنسکرت زبان کر دی جائے
یا یون کہیے کہ فارسی حروف کی جگہ سنسکرت حروف کر دیے جائین تو غور کرو
کہ ایسا ممکن ہے جب اون بادشاہان اسلام نے آپ کے ساتھ اور کل غیر مستقل
رعایا کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ عربی اور فارسی کو آپ کی محبت مین مٹا کے دیسی
زبان اُردو رایج کر دی جسکو ہم ایک علم سمجھتے ہین اور اپنا اور آپکا اخلاق شایستگی
اور طرز معاشرت اُردو ہی رکھتے ہین۔ یعنی آپ عبا عرب کی پہنتے اور پاجامہ فارس
کا اور کلاہ تاتاری اور مکانون کے نقشے ہمکو بتا رہے ہین کہ عرب اور فارس کی
طرز تعمیر یہ تھی۔ قلمدان ہاتھ مین اور قلم کان مین۔ کاغذ سامنے تو ایسی نعمتون کی
معاوضہ مین ایسی درخواست ایسی گورنمنٹ کے سامنے کہ جسکے عہد مین اسلامی
بادشاہونکو آپ ظالم کہتے ہین (اور یہ صرف ہم ہی نہین بلکہ آپ بھی مانتے ہین
کہ یہ سلطنت عظمیٰ حقوق اور رواج اور دیگر معاملات کے ملحوظ رکھنے مین دنیا
کے تمام اقالیم کی سلطنتون سے گران پایہ ہے) کیسے ممکن ہے کہ جو شایستگی آپکو
اس اُردو سے حاصل ہوئی اور جو تصنیف اس زبان اور انھین حرفون مین
اور جو ہمارے تمھارے اتحاد کا سبب ہے اوسکا معدوم ہونا صرف ہماری ہی

شائستگی کو مضر نہو گا نہین بلکہ کل ملک کو نقصان پہونچے گا اور اب ہم آپ جس حالت مین باقی ہین۔ وضع۔ قطع۔ طریق عمل سے ایک ہی طرز معاشرت اور تربیت اور اخلاق سے ایک ہی قسم کے غیر تمیز حالت مین ہوگیے ہین۔
حضرات! مجھے امید ہے کہ گورنمنٹ انصاف اور رحم کریگی اور ہمارے آپ کی اردو زبان کو اوسکے حروف اردو سے برہنہ کرکے خلعت ناگری نہ پہنائیگی ہماری پرانی کملی بہتر ہے بنارسی ساری سے اسکو اوسی حالت افلاس مین رہنے دینا چاہیے جیسا کہ شاہ جہان کیوقت سے اسوقت تک ہے ان الفاظ کے ساتھ حضرات مین آپ سے رخصت ہوتا ہون اور التماس کرتا ہون کہ رزولیوشن پیش شدہ کی نسبت میری تائید منظور فرمائی جاسے۔ ع۔

شب بود کوتہ و افسانہ درازست دراز

رزولیوشن مذکورہ باتفاق رائے منظور ہوا۔
بعد ازان مولوی عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی رزولیوشن مندرجہ ذیل کی تحریک کے لیے کھڑے ہوئے۔

رزولیوشن نمبر ۹

"قرار پایا کہ تمام شمالی ہندوستان کا علم ادب خصوصاً اور کل ہندوستان کا عموماً زبان اردو ہی مین محفوظ ہے اور گورنمنٹ نے مسلسل طور پر اس علم ادب کی سرپرستی کی ہے۔ اور اوسنے ہی گورنمنٹ و رعایا کو ایک دوسرے کی منشاء سے باخبر رکھنے کی کا حقہ خدمت ادا کی ہے۔ لہذا ان صوبجات مین جو مرکز اردو علم ادب کے ہین اس قدیم علم ادب کی حفاظت کرنا اور اوسکو برابر تقویت

وترقی دیتے رہنا گورنمنٹ کا فرض ہے۔"

مولوی صاحب موصوف کے اول درجہ کے نادلسٹ ہونے کا علم تو زمانہ بھر کو پیشتر ہی سے تھا مگر آج معلوم ہوا کہ آپ بڑے فصیح مقرر بھی ہین۔ افسوس یہ ہے کہ آپ کی تقریر دستیاب نہو سکی۔ اہل کمال کی لاپروائی مشہور ہے اور مولوی صاحب کو اتنی فرصت کہان کہ اپنی تقریر لکھکر عنایت فرماتے۔ لہذا مجبور ہو کر اون کی تقریر قیاس انداز کی جاتی ہے۔

اسکی تائید پنڈت کدارناتھ صاحب بی۔ اے۔ نے مختصر طور پر کی۔ اور رزولیوشن باتفاق کامل منظور ہوا۔

پنڈت صاحب موصوف پھر رزولیوشن ذیل کی تحریک کے واسطے کھڑے ہوئے۔

رزولیوشن نمبر ۱

"قرار پایا کہ جو نتیجہ گورنمنٹ نے شمار کنندون کی تعداد کی لحاظ سے اخذ کیا ہے وہ ممالک مغربی وشمالی کی حالت سے عموماً اور اودہ کی حالت سے خصوصاً خلاف حقیقت ہے"
اور اونہون نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

تقریر پنڈت کدارناتھ صاحب بی۔ اے۔ وکیل بنارس

جناب پریسیڈنٹ صاحب وحاضرین جلسہ

یہ رزولیوشن جو میرے سپرد ہوا ہے خاص میرے لیے وقت ہے۔ مجھے ممالک مغربی وشمالی وصوبہ اودھ ایک جانب اور بنارس لکھنو دوسری جانب دونون

لیکن میرا مولد اور مسکن قدیم (سنو سنو) سے مساوی تعلق ہے
لکھنؤ ہی ہے (چیرز) اور اس مباحثہ مین لکھنؤ اور بنارس کا مقابلہ
ہے (سنو سنو) مجھے ابتدا ہی سے اس مباحثہ سے تعلق تھا لیکن
حسب عادت اپنے اس معاملہ کو بھی اُن بزرگون کے جنہین مجھسے بدرجہا قابلیت
زیادہ ہے حوالہ کردیا تھا اس خیال سے کہ وہی اسکو طے کرینگے (سنو سنو)
لیکن اس بات کے باور کرنے پر کہ ایک بڑے مدبر عالی فہم کو اس معاملہ مین
دھوکا ہوا ہے اور قوم کشمیرہ کے بزرگان جھوٹی حب قومی یا خوشامد
کی وجہ سے ساکت ہین مین نے مجبوراً چند سطور پایونیر اخبار الہ آباد مین شایع
کیے۔"

حضرات۔ یہ رشتہ اور تعلق جو مجھکو اُردو زبان اور علم ادب سے ہے صرف
موروثی اور آبائی نہین ہے بلکہ کسی قدر کسب اور تحصیل کی ذریعہ سے بھی
مضبوط ہوا ہے لیکن اس رشتہ اور تعلق کا وجود آپ ہی سب صاحبون کی ذات
بابرکات ہے یہ آپ ہی کی بدولت میری قوم مین اسقدر شایستگی ہوئی ہے
سنو سنو حضرات سچ تو یہ ہے کہ اسلام کی شایستگی نے آریہ کی
شایستگی پر جانتک کہ دنیاوی تعلقات ہین وہی اثر پہونچایا جیسا سونے پر سہاگا
پہونچاتا ہے سنو سنو اور میری قوم دونون شایستگیون سے
مستفید ہوئی ہے (سنو سنو) مین یہ باور کرتا ہون اور معقول وجوہ
اس امر کے یقین کرنے کی لیے رکھتا ہون کہ اسلام کی شایستگی نے میری قوم کی
ترقی مین بہ نسبت آرین شایستگی کے بمقابلہ ابتدا سے باشندگان ہند کے زیادہ

فائدہ بخشا (دیر تک چیرز) مین اون احسان فراموش ہندؤن مین
نہین ہون کہ تاریخی واقعات کو بھلا دون یا اون فوائد اور نعمتون کو جو ہندون
کو عموماً اور میری قوم کو خصوصاً اسلام کی حکومت مین نصیب ہوئین بھلا دون
(چیرز) اور محض تعصبانہ طور سے
مسلمان قوم اور اون کے لوازمات اور تعلقات کے ساتھ برتا کرون یا اُنکی مذمت
اور تحقیر سے اسوقت خوش ہون جیسا کہ اور شخص خوش ہو رہے ہین (سنو سنو اور نعرہائے شرم)
مجھے اسبات کا فخر تھا کہ مین اوس فرقہ کا ایک حقیر ممبر ہون جو ذہانت ایمانداری
اور علم دوستی مین شمالی ہندوستان مین شہرہ آفاق ہے (سنو سنو) لیکن
جسنے میرے اس دعوی اور فخر کو آج جھوٹا ثابت کیا وہ اون کی عدم موجودگی ہے
(نعرہ ہائے شرم) حضرات مجھے سخت ملال اور حیرت ہے کہ وہ جو
پشتہا پشت سے اسی فارسی اور اُردو ہی کی بدولت آدمی بنے تھے آج روپوش
ہین (نعرہ ہائے شرم) مین سمجھتا ہون کہ کیون میرے ہم قوم آج غیر حاضر
ہین وہ ایک معنی مین ذی حوصلہ تو ضرور ہین لیکن اونکا حوصلہ محض جھوٹ اور
لغو ہے کیونکہ اونکو صرف ڈپٹی کلکٹری تحصیلداری سب ججی اور منصفی اور دیگر
سرکاری عہدون کے حاصل کرنے کا حوصلہ ہے لیکن افسوس صد افسوس
کہ یہ حوصلہ اونکا باطل ہے (سنو سنو) حضرات - جو قوم یا فرقہ کہ صرف
سرکاری ملازمت کو اپنی قوم کے معاش یا ترقی کا وسیلہ تصور کرتا ہے وہ ہرگز
شائستگی کے دور مین قدم نہین بڑھا سکتا (دیر تک چیرز)
افسوس کا مقام ہے کہ میری قوم کے احباب کو جنکو ایسا خیال دامنگیر ہے محض

جھوٹی خوشامد کی وجہ سے آج غیر حاضر ہونا پڑا (شرم شرم)
اون کو اوس دن بہ افسوس کرنا پڑیگا جدن کہ روٹی کا کھانے کا عبث
خیال بذریعہ ملازمت سرکاری اون کے دل مین پیدا ہوا تھا (سنو سنو)
حضرات اس قوم کشامرہ مین ہندو اور مسلمان دونون کی عمدہ ترین باتین متناسب
وزن مین پائی جاتی ہین اور اسی فارسی دانی اور شائستگی اسلام کی بدولت اس
قوم مین ایسے بزرگ ہو گئے ہین جیسے کہ میرے رشتہ مند آنریبل جناب پنڈت
گوبردھن کول صاحب جو سوپریم کورٹ کلکتہ مین پہلے ہندو جج مقرر ہوے
تھے (چیرز) اون کے بعد میرے معزز فخر قوم
آنریبل پنڈت شمبھو ناتھ صاحب جج ہائی کورٹ کلکتہ و پنڈت رام نراین صاحب
مرحوم جج چیف کورٹ پنجاب نے فضیلت کے جھنڈے پورب اور پچھم مین گاڑے
اگر حضرات۔ فارسی اور اردو دانی یا ادسکی شوق کی وجہ سے کوئی شخص
مسلمان کہا جاوے تو بندہ اپنے کو نہایت خوشی سے مسلمان کہنے پر تیار ہے
علاوہ ازین ہندو مسلمان اور عیسائی کی تخصیص کا خیال اسوقت محض بیجا ہے
یہ اردو زبان سب کی زبان مادری ہے اور ہم سب اوسی مادر مشفقہ کے لڑکے
ہین جسنے اس زبان خاص کو تحصیل کیا ہو اور جس کا نام نامی کوین وکٹوریہ
اور جو ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہے (دیر تک جوش کے ساتھ چیرز)
ہم سب اس رشتہ سے بھی بھائی ہین لیکن قادر مطلق کے تو سب بندے ہین جسنے
یہ جامۂ انسانیت ہمکو عطا کیا ہے اور اس جامہ کی لئے سب زبانون سے زیادہ
تر موزون زبان اردو ہی ہے

اب نسبت رزولیوشن زیربحث کی یہ بات میری سمجھ مین نہین آتی بلکہ مین سمجھتا
ہون کہ ایسا مدبر شخص جو اسوقت ہمارا معزز لفٹنٹ گورنر ہے ایسی اہم تجویز کو اسقدر
عجلت مین صادر کرنے کی لیئے آمادہ ہو جاوے سنہ ۹۸ء مین جب کہ سپروکاران
ہندی نے حضور لفٹنٹ گورنر کی خدمت مین اپنی درخواست پیش کی تھی تو حضور
ممدوح نے ادنکو حسب ذیل جواب دیا تہا "لیکن چار کرور پچاس لاکھ مین سے
۳۰ لاکھ سے کم پڑہے لکھے کہلاسے جاسکتے ہین اور اس تعداد خواندہ اشخاص
مین سے اگر وہ حقیقت مین خواندہ تصور ہون ایک کثیر تعداد مسلمانون کی
ہے جو اُردو بولتے ہین اور فارسی حروف استعمال کرتے ہین میری دانست
مین آپ تسلیم کرینگے کہ یہ واقعات اس خیال کی تردید کرتے ہین کہ آپ کی التماس
جو اسوقت پیش ہے بالخصوص ضروری ہے" میری سمجھ مین یہ بات نہین آتی
کہ یہ وہی معاملہ جو حضور لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر کی نظر مین دو سال ہوئے کہ غیر
ضروری معلوم ہوا تھا اب ایکبارگی ایسا اہم اور ضروری ہو گیا کہ حضور پرنور نے
اپنی تجویز اس بارہ مین بلا سماعت عذرات اُن لوگون کے جن پر اس انقلاب کا
اثر پڑا ہے اور جنکو بہت کچھ ابھی اس معاملہ مین کہنا باقی رہ گیا ہے دفعتاً صادر فرمادی

(مسٹر سنو) مجھے بحیثیت وکیل کے ہندی حروف کا
تجربہ اٹھارہ سالہاے گذشتہ مین بہت کچھ حاصل ہوا ہی کالج مین میری
سکنڈ لینگویج سنسکرت تھی اور اسی زبان مین فرسٹ آرٹس کے
امتحان مین درجہ اول مین پاس ہوا مجھے ہندی لکھنے مین اسقدر مشاقی ہے کہ
بنارس مین شاید دس پانچ آدمی صفائی۔ سہولیت اور تیزی کے ساتھ لکھ سکتے

ہون جسقدر کہ مین لکھہ سکتا ہون مین اپنے ذاتی تجربہ سے بلا خوف اعتراض
کے کہہ سکتا ہون کہ جسقدر مضمون حروف اُردو مین ایک صفحہ ورق فولسکیپ
پر صفائی اور سہولیت کے ساتھہ لکھا جا سکتا ہے اوسی قدر ناگری حروف
مین لکھے جانے کی لیے اوسی قلم سے پانچ صفحہ اوسی فولس کیپ کے درکار
ہونگے تاکہ مضمون ناگری مین صفائی سے تحریر کیا جاوے اور بہ آسانی
پڑھا جا سکے (سنو سنو - چیرز چیرز) یہی وجہ ہے کہ ناگری
حروف کو عام طور سے عوام نے ناپسند کیا ہے (سنو سنو)
خط کتابت کے لیے بھی اکثر ناپسند قرار دیا جاتا ہے دیہات کی چھیان زیادہ
تر اُردو خط مین تحریر کیجاتی ہین کوئی شخص اس واقعہ سے انکار کر سکتا ہے ؟
محکمہ رجسٹری مین دستاویزین بھی زیادہ تر فارسی تحریر مین لکھی جاتی اور پیش کیا
ہوتی ہین - اس واقعہ سے بھی کون انکار کر سکتا ہے
کیا وجہ ہے کہ ہمارے بیدار مغز حاکم وقت نے قبل اس اپنے رزولیوشن کے
ان محکمجات کی تحقیقات نہین کی ؟ - مجھے یقین ہے کہ اس تحقیقات کا نتیجہ
اُردو کی لیے مفید اور ہندی کے حق مین خلاف ثابت ہو (چیرز)
اب بعد کی تحقیقاتون کا جو نتیجہ ہو وہ بے وقعت تصور ہوگا -
(چیرز سنو سنو) مین جناب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر سے
بہ کمال ادب دریافت کرتا ہون کہ اُردو اخبارون کی تعداد ناگری اخبارون
کے مقابلہ مین بہت زیادہ ہے یا نہین - کیا یہ بات پوشیدہ ہے کہ نوٹس
واشتہارات وغیرہ بہت کم ناگری مین تحریر کیے جاتے ہین ؟ مذہبی گروہ ہندو نہین

بہی حساب کتاب وغیرہ دیوناگری مین بہت کم لکھے جاتے ہین (چیمبرز)
واقعی امر تو یہ ہے کہ لفظ ناگری خود ہی ایک وسیع لفظ ہے اس مین کم سے
کم قریب دس اقسام کی مختلف تحریرین موجود ہین لیکن ان سب کی لیے
لفظ ناگری استعمال کیا جاتا ہے (چیمبرز) اسمین شک نہین کہ
ان جملہ اقسام حروف ہندی مین سب سے زاید عمدہ اور اچھے حروف دیوناگری کے
ہین لیکن ان حروف کے لکھنے والے معدودے چند پائے جاتے ہین۔ سوائے
مذہبی کتابون کے جسکے واسطے یہ حروف خاص تخصیص کیے گئے ہین انکا استعمال
کم پایا جاتا ہے (چیمبرز) ہندی لکھنے والے تو بالعموم کیتہی حروف پسند کرتے
ہین صرف اس وجہ سے کہ وہ جلد معرض تحریر مین آسکتے ہین
حروف کی بہ نسبت رپورٹ مردم شماری ممالک مغربی و شمالی و اودھ
سنہ ۹۱ء مین مذمت درج ہے اور اغراض سرکاری تحریر کیلیے وہ بالکل
ناپسندیدہ قرار دیے گئے بمقابلہ اردو تحریر کے جسکی صفائی اور صحت کے بارہ مین
خود گورنمنٹ تحریر کرتی ہے کہ مردم شماری کا کام اردو شمار کنندون نے
سب سے زاید عمدہ طور سے اور صحت کے ساتھ کیا ہندی تحریر خط کیتہی
جو مختلف مقامات مین مختلف طور سے لکھی جاتی ہے اور جسکو لکھنے والا خود پڑھ
نہین سکتا ایک لمحہ بھی ٹھہر نہین سکتی (چیمبرز) سرکاری اور عدالت کے کاغذات
مین اوسکا استعمال قطعی ناممکن ہے۔ اسپر سب حاکمون کا اتفاق ہے (چیمبرز)
اب اس امر کی وجہ کہ دیوناگری کے حروف کیون کاروبار دنیاوی مین کم استعمال
کیے جاتے ہین صرف یہی نہین ہے کہ اردو زبان کے لیے وہ موزون نہین ہین

بلکہ وجہ ثانی یہ ہے کہ ان حروف کے ذریعہ سے تحریر مین زیادہ وقت صرف ہوتا ہی
(چیرز) اور آپ صاحبون پر وقت کا استعمال اور وقت کی قیمت ظاہر ہے
محتاج بیان نہین۔ اسی وقت کی صحیح قیمت جاننے کیوجہ سے اقوام یورپ (چیرز) بمقابلہ
ہم ہندیون کے اسوقت زیادہ ترشایستہ اور آسودہ حالت مین ہین (چیرز) وقت ہی
دولت ہے اور ہم غریب ہندوستانی ہندو مسلمان اس دولت کو کہ اب یہی ہماری
پونجی رہ گئی ہے ضایع اور برباد نہین کرسکتے (چیرز) ان ہی خیالات سے اور ان ہی
نقایص کی وجہ سے جو دیوناگری حروف مین موجود ہین۔ کیتھی۔ مہاجنی۔ موڑیا
گورکھی وغیرہ حروف ایجاد ہوئے لیکن یہ سب ناگری حروف کی بگڑی ہوئی
صورتین ہین (چیرز) تحریر کی صفائی اور وقت کے بچانے کی اغراض سے اُردو
حروف کے ہم پلہ نہین قرار دیجا سکتے (چیرز) یہ اہم واقعہ کہ دیوناگری حروف
کو متروک کرکے خود ہندوان نے بالعموم دوسرے حروف کیتھی وغیرہ اپنے
دنیاوی کاروبار کے لیئے مستعمل کیئے پورے طور سے سرانٹونی مکڈانل کے
رزولیوشن ۱۸- اپریل کی تردید کرتا ہے (چیرز)
اب اس مقام پر ایک نہایت عمدہ اور موثر خیال پیدا ہوتا ہے جو ہمارے
لایق مدبر کے ذہن مین شاید نہین آیا (چیرز) اگر زبان سے ادا کیا جاوے تو مجھے
یقین ہے کہ کچھ عرصہ تک مجھے خاموش ہونا پڑیگا (چیرز) اس خیال سے
جسکا عمل بہت آسانی سے دکھلایا جا سکتا ہے گورنمنٹ رزولیوشن کی تردید
کامل مین کوئی شک اور شبہہ باقی نہین رہجاتا (چیرز) معاونان اور پیروکاران
ہندی کو اس امر کا دعوے ہے کہ دیوناگری حروف کو صرف کایست ہی

حاصل نہین ہے بلکہ وہ بہت آسانی سے لکھے جا سکتے ہین۔ حضرات اگر یہ دعوی اونکا براہ مباحثہ قبول بہی کر لیا جاوے تو کیا نتیجہ منطقی نکلے گا ظاہر ہے کہ جن حروف کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ ہفتہ دو ہفتہ مین بہ آسانی سیکہے جا سکتے ہین اور جنکی نسبت یہ امر ظاہر او عیان ہے کہ ایک طرز اور ایک قسم کہ ہوتے ہین جنکی تحریر مین اختلاف و سواد خط جیسا اور جسقدر کہ فارسی اردو اور انگریزی مین ہوا کرتا ہے پیدا نہین ہو سکتا ایسے حروف سادہ اور یکسان اور صاف ہونے کی وجہ سے جعلسازی کے اغراض کی لیے نہایت ہی موزون اور مناسب تصور ہونگی (چیرز) یہ ایک صاف نتیجہ ہے جسکو ایک بچہ بہی سمجہ سکتا ہو اور جسکو انسانی عقل چہپا نہین سکتی (چیرز) اس امر کے دریافت کرنے مین میری عقل حیران ہے کہ ہماری عدالت عالیہ ہائی کورٹ الہ آباد اور صدر بورڈ آف ریونیو ممالک مغربی اور شمالی نے کیونکر اور کن وجوہ سے دیوناگری حروف کو اردو حروف پر ترجیح دی ہے اگر اس بنیاد پر کہ اردو تحریر مین جعل بنانے کا زیادہ موقع پیدا ہوا ہے تو مین بہ کمال ادب عرض کرتا ہون کہ یہ رائے ہردو معزز اور با اختیار حکام والاشان کی غلط اور بے معنی ہے (چیرز) مین مجبور ہون کہ مجہکو ایسے معزز حکام کے مقابلہ مین اپنی سچی رائے ظاہر کرنی پڑتی ہے جنکا مین بحیثیت وکیل مطیع اور تابع ہون لیکن یہ معاملہ عدالت کا نہین ہے محض لٹریری ہے علم ادب سے تعلق رکہتا ہے (چیرز) اور مین خوب سمجہتا ہون کہ جن اصحاب نے اپنی عمر مین ایک صفحہ دو صفحہ اردو و فارسی یا ہندی کا نہ تصنیف کیے اور نہ تحریر کیے ہون بلکہ جنکو ان تحریرون کا پڑہنے مین دقت پڑتی ہو بمقابلہ اونکے ہر متنفس جو یہان پر موجود ہے جسکی اردو فارسی زبان مادری ہے ایسے معاملہ مین صرف رائے زنی

نہین کر سکتا ہے بلکہ اونکی رای کو ہر آئینہ زیادہ تر وقعت حاصل ہے (جیرز) واضح ہو
کہ مردم شماری سنہ ۹۱ع مین صوبہ اودہ مین زیادہ تر تعداد پٹواریان کایستھ
کی تھی جو ایک خاص گروہ تحریر کرنیوالون کا تہا ایسی جماعت خاص شمار کنندگان
سے یہ نتیجہ نکالنا کہ بالعموم اشخاص ہندی دان کی تعداد زیادہ ہے یا نہین ہرگز
درست نہین ہے (جیرز) یہ ایک محض کارروائی تہی کہ پٹواریان کیتھی دان کا
انتخاب کیا گیا لیکن ایک خاص گروہ کی حالت سے ایسی صورت مین یہ عام طور
سے نتیجہ نکالنا کہ تعداد ناگری دانون کی صوبہ اودہ یا ممالک مغربی اور شمالی
مین زیادہ ہے خلاف عقل ہے (جیرز) ماسوا اسکے جب کہ کیتھی کے نسبت
خود گورنمنٹ کو یہ اعتراض ہے کہ وہ کئی وجوہ سے ناقص ہے کہ مستعمل نہین
کی جا سکتی ہے اور نہ مستند تصور کیجا سکتی ہے تو تعداد کیتھی اور دیوناگری لکہنے
والون کو اثبات کی جانچ کے لئے جوڑنا کہ تعداد اردو نویسندگان کی نسبت
ہندی دانون کے کم ہے صریح بیجا و نادرست ہے بالخصوص کہ پڑہنے اور لکہنے
مین فرق ہے اکثر لوگ جو پڑہ سکتے ہین لکہہ نہین سکتے بعض صورتون مین
کیتھی کے لکہنے والے دیوناگری سے ناآشنا اور بعض صورتون مین ناگری
کے لکہنے والے کیتھی سے (جیرز) ہمارے لایق لفٹنٹ گورنر خود اس امر کو تسلیم
کرتے ہین کہ اون کو کوئی ذریعہ قابل اعتبار اس امر کی جانچ کا حاصل نہین ہے
جس سے وہ دریافت کرسکین کہ ان صوبجات مین کسقدر تعداد اون اشخاص
کی ہے جو صرف اردو حروف لکہہ سکتے ہین اور کسقدر اونکی جو صرف
دیوناگری لکہہ سکتے ہین لیکن ایک اندازہ کرنے کی غرض سے جناب ممدوح

بہ حوالہ رپورٹ مردم شماری سنہ ۹۱ء حسب ذیل تعداد ظاہر کی ہے۔

اُردو	۵۴۲۴۴
ناگری	۸۰۱۱۸
کیتھی	۴۰۱۹۷

یہ تعداد شمار کنندگان ہر دو صوبجات کی ہے یعنی ممالک مغربی و شمالی و اودھ دونون کی ہے۔ میری بحث یہ ہے کہ اوس نتیجہ کے نکالنے کے لیئے جو رزولیوشن چاہتا ہے جناب ممدوح کو دونون صوبون کی تعداد جداگانہ دکھلانا تھا نہ کہ یک جائی تعداد کیونکہ صوبہ اودہ مین تعداد ناگری نویسندگان کی صرف ۱۸۱۴۸ اور اردو نویسندگان یعنی شمار کنندگان کی ۱۰۱۱۸ مندرج ہے پس جب کہ کیتھی شمار کنندگان کی تعداد شمار مین نہین لیجا سکتی اسوجہ سے کہ کیتھی حروف کے نسبت جو گورنمنٹ کے خیالات صحیح طور سے مخالفانہ ہین تو صوبۂ اودہ کی لیے صاف طور سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہان اُردو شمار کنندگان کی تعداد قریب قریب چار حصہ بہ نسبت تعداد ناگری شمار کنندگان کی زیادہ ہے اور اسطرحسے دوسرا نتیجہ نکلتا ہے جو کہ ہمارا دعوے ہے کہ تعداد اُردو دان اور اُردو نویسندگان کی اوس خاص صوبہ مین بمقابلہ ناگری نویسندگان کے بہت زیادہ ہے (چیرز) اور جس اصول پر کہ رزولیوشن متنازعہ مبنی ہے اوسی اصول کی روسے وہ رزولیوشن اودہ کی خاص حالت کی اعتبار سے بیجا و نادرست بلکہ غیر متعلق ٹھہرتا ہے (چیرز) اب رہا ممالک مغربی اور شمالی اوسمین ستر دکیتھی والون کو چھوڑ کر ۲۳۷۰۰ ناگری شمار کنندگان اور ۱۲۶۴۴ اُردو شمار کنندگان قرار دیئے

گئے ہین یہ تو تمام صوبہ مذکور کا ٹوٹل ہے لیکن جب ایک ضلع اور قسمت کی طرف نظر ڈالی جاوے تو معلوم ہو گا کہ قسمت میرٹھ مین جسمین چھ اضلاع شامل ہین تعداد شمار کنندگان اُردو کی ۱۵۲۲۷ بمقابلہ ۲۹۱۵ تعداد شمار کنندگان ناگری درج ہے جس کی معنی یہ ہین کہ قسمت مذکور مین فارسی اور اُردو دانون کی تعداد بمقابلہ ہندی دانون کے سات گونی زیادہ ہے اسی طرح قسمت روہیلکھنڈ جسمین چھ اضلاع ہین تعداد اُردو شمار کنندگان کی ۱۶۲۴۱ بمقابلہ ۲۰۳۴ تعداد ناگری شمار کنندگان کی درج ہے جس سے مراد یہ ہے کہ اُردو دانون کی تعداد اوس قسمت مین آٹھ گونی زیادہ ہے (چیرز) مین جناب ممدوح سے بہ کمال ادب عرض کرتا ہون کہ کیا یہ امر بعید انصاف نہین ہے کہ ایسے اضلاع اور ایسے قسمتون مین جہان کہ رعایا بہت زیادہ فارسی اور اُردو دان ہو مطابق اوسی اصول کے جو جناب ممدوح نے قائم کیا ہے ایسا رزولیوشن جاری کیا جاوے جیسا کہ صادر ہوا ہے (چیرز) اگر واقعی سچے ارادے سے ایسی تجویز قرار پائی ہے جسکے بارہ مین اسوقت بحث ہو رہی ہے تو کیا یہ عرض کرنا مناسب ہو گا کہ اول اون اضلاع مین یہ تجویز بطور امتحان جاری کیجاے جس مین ہندی اور ناگری کا زور بہ نسبت فارسی و اُردو کے زیادہ تر ہے - یہ حقیر بخوبی سمجھتا ہے کہ اِن سوالون کا جواب معقول جناب ممدوح کے پاس کوئی نہین ہے کیونکہ جناب ممدوح حق پسند ہین اور سچی بات کا جواب بجز خاموشی کے اور کیا ہو سکتا ہے (چیرز) لیکن یہان تو تعداد مردم شماری کے اصول کو نفس غلط اور بے اعتبار تصور کرتے ہین (چیرز)

اول تو رپورٹ مردم شماری کی صحت کی نسبت گمان قوی ہے دوئم جو
تعداد کہ ناگری خواہ کیتھی کے کالم مین درج ہین اون سے یہ نتیجہ
ہرگز نہین نکالا جاسکتا ہے کہ سوائے ناگری یا کیتھی کے وہ شمار
کنندگان اُردو سے مطلق ناآشنا تھے یا ہین (چیرز) ہرگز نہین قوم کایستھ
مثل قوم کشارہ اُردو فارسی مین اوسی قدر مہارت رکھتی ہے جسقدر
کہ ناگری مین۔ پس جب کہ تعداد کایستھون کی زیادہ ہے تو یہ واقعہ
کہ اونہون نے بہ حیثیت شمار کنندگان کے حروف کیتھی ہی مین تحریر
کرنا پسند کیا ہرگز اس امر پر دلالت نہین کرتا کہ وہ اُردو نہ لکھ سکتے
تھے اور نہ پڑھ سکتے تھے ہرگز نہین ہرگز نہین (چیرز) لیکن ہمارے
لفٹنٹ گورنر کے الفاظ جو اس رزولیوشن مین موجود ہین افسوس ہے
کہ صاف نہین ہین جناب ممدوح فرماتے ہین کہ صوبہ بہار مین ناگری
حروف بجائے اُردو کے مروج ہوئے۔ یہ بات صحیح نہین ہے۔
مین نے دریافت کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ بجائے ناگری کے کیتھی
حروف جاری ہین جنسے سخت تکلیف رعایا کو ہے (چیرز) اور طریقہ استعمال
ان جناتی حروف کا یہ ہے کہ اول تمام کاغذات عدالت اور کچہریون
کے اُردو زبان مین تحریر پاتے ہین اور وہی بجنسہ اُردو حروف کے
عوض بخط کیتھی تحریر کیے جاتے ہین۔ اب تک سب کو تکلیف اور پریشانی
ہے اور جعلسازی کا بازار بہ نسبت سابق کے وہان خوب گرم ہے
(چیرز) شکر ہے کہ ہمارے لایق لفٹنٹ گورنر نے ان ممالک کے لیے

ناگری حروف پسند کیے ہین لیکن ناگری کا لفظ ایسا مہمل ہے کہ اسمین نودس ا
اقسام کے حروف ٹیڑھے سیدھے برے بھلے سب شامل ہین چنانچہ
کیتھی بھی شامل ہے (جیمز) اور مجھکو ہرگز تعجب نہ ہوتا اگر کوئی
یا اہل مقدمہ اپنی درخواست حروف کیتھی مین داخل کرے اور اوسپر
فریق ثانی کا یہ اعتراض ہو کہ وہ ناگری کیتھی سے جدا ہے اور ناگری
ہی کے نسبت حکم ہوا ہے نہ کہ کیتھی کے نسبت اور وہ اعتراض ہماری
عدالت عالیہ ہائیکورٹ سے نادرست قرار دیا جاوے (جیمز) لیکن
درحقیقت جو امر متحیر کرنے والا ہے وہ یہ ہے کہ رزولیوشن کے فقرہ
نمبر ۳ مین حضور والا اسباب کا یقین دلاتے ہین کہ بوجوہ معقول
اس رزولیوشن کا اثر کسی طرح سے زبان اُردو پر نہین پڑتا اور انقلاب زبان
اُردو مدنظر ہے لیکن برخلاف اسکی فقرہ نمبر ۲ کی جو عبارت ابتدائی ہے جسمین وجہ اس
تجویز متنازعہ کے صاف الفاظ مین مندرج ہے اوسمین درحقیقت میری سمجھ
اور راے مین وہ ہی بحث چھڑی ہے جس سے جناب ممدوح فقرہ نمبر ۳ مین
گریز کرتے ہین (جیمز) جہانتک کہ الفاظ رزولیوشن کہین اونسے صرف یہی مراد
ہوسکتی ہے کہ وسے لوگ جو ہندی دان ہین اونکو اس تجویز سے بہت
فایدہ ہوگا ایسا فایدہ جس سے وہ عدالتون کے کاغذات اور کارروائیون
مین فارسی حروف کی استعمال کی وجہ سے اب تک محروم تھے (جیمز) یعنی
ان الفاظ سے ہندی بولنے والے اور اُردو بولنے والے گروہون مین
امتیاز کیا گیا ہے لیکن جناب ممدوح دربارہ زبان ہندی و زبان اُردو کوئی

راے قایم نہین کرتے گو امتیاز تو ضرور کرتے ہین ان دونون فرقون مین تمسو
ایک فرقہ اردو بولنے والون کا جو پرانے طریقہ سے راضی ہین اور دوسرا
فرقہ ہندی بولنے والون کا جنکو انقلاب پسند ہے اور جنکو یہ تجویز متنازعہ
فایدہ پہونچانے والی ہے (چیرز) پس گو جناب ممدوح فقرہ نمبر۳ کی
روسے ذمہ داری اس امر کی تجویز کی کہ کون زبان فوقیت رکھتی ہے اور
رایج کی جاوے اپنے اوپر نہین لیتے تاہم وہ فقرہ نمبر۴ مین دبی زبان
سے اس ذمہ داری کے اوٹھانے کا خیال پیدا کراتے ہین اور اس اصول
کی پیروی مین کہ کثیر تعداد کو کثیر فایدہ پہونچانا چاہیے زبان ہندی کو
ترجیح دیتے ہین سنو سنو مجھے معلوم نہین کہ جناب ممدوح نے بحضور ویسراے
گورنر جنرل بہادر کیا تحریر کیا اور کیونکر اس بارہ مین تحریر کیا ہے لیکن جناب
ویسراے گورنر جنرل بہادر نے سر انٹونی میکڈانل صاحب بہادر کے مقاصد
دلی سمجھکر قاعدہ نمبر۳ معہودہ صاحب ممدوح کو بالکل اسطور سے بدل دیا ہے
کہ بجاے لفظ حرف کے لفظ زبان صریح طور سے استعمال کیا ہے جس نے
ہمارے لفٹننٹ گورنر کے مظہرہ مقاصد اور ارادون کو اور بھی مشتبہ کردیا
ہے اگر ان مقاصد اور ارادون کے سمجھنے مین ہم سے واقعی غلطی ہوئی
ہے اور جناب ممدوح کا اور کچھ خیال ہو جو اسوقت ہماری سمجھ سے باہر
ہے تو یہ قصور ہمارا ہرگز متصور نہین ہو سکتا یہ قصور تحریر کا ہے جس سے
دو عالی گورنرون مین بھی اختلاف پیدا ہوا ہے (چیرز)
حضرات۔ صوبہ اودہ کی تو ایک خاص حالت ہے جسپر لحاظ کرنا جناب

ممدوح پر فرض تھا یہ صوبہ مسلمانی بادشاہت تھی اسمین مرہٹوں سکھون کے دبدبہ کا اثر نہین پہونچا تھا ۱۸۵۶ء مین یہ بادشاہت ختم ہوئی غالباً یہی ایک مسلمانون کی آخری سلطنت تھی جس مین تسلط رہا۔ یہان اُردو اورفارسی کا چرچا اسی خاص وجہ سے زیادہ تر رہا اور برابر اتبک قایم ہے اور مین نے اوپر ظاہر کر دیا ہے کہ جو اصول کہ جناب ممدوح نے بے بنیاد اعدادو رپورٹ مردم شماری ۱۸۹۱ء سے قایم کیا ہے وہ ہرگز اس صوبہ خاص کے لیے مفید نہین ہو سکتا۔ اس صوبہ مین ایک بڑا گروہ قوم کالیستھ کا ہے جو بعہد شاہی بوجہہ فارسی دانی کے اعلیٰ مراتب پر پہونچتے تھے۔ ہرکس وناکس تحریر و تقریر فارسی مین کامل اور ماہر تھا۔ وہان کے ہندو باشندے عموماً اوسی قدر صحت اور صفائی کے ساتھ اتبک اُردو بولتے ہین جیسے خواندہ مسلمان۔ پس ایسی زبان شستہ کو ایسی ناقص لباس ہندی حروف کے ذریعے سے بدنما اور خراب کرنا میری راے ناقص مین ویسا ہی جیسا کہ کسی زمانہ مین گاتھس (Goths) اور مانکس (Monks) نے پورب کے علم ادب کے حق مین کیا تھا (چیمبرز) بالآخر مین بکمال ادب عرض کرتا ہون کہ مین اوس نتیجہ کو بالکل ناقابل اطمینان تصور کرتا ہون جو مردم شماری کی رپورٹ کی بیان پر نکالا گیا ہے۔ مین اون گورنمنٹ کی کارروائیون کو بھی قابل اعتراض تصور کرتا ہون کہ جو رزولیوشن کے پاس ہونے کے بعد وقتاً فوقتاً عمل مین لائی گئی ہین۔ راے ناقص مین ہمارے ذی شعور مدبر اور لایق لفٹنٹ گورنر نے نہایت کمزور بنیاد پر یہ نئی عمارت نیک نیتی سے قایم کی

جو ہرگز عقلاً اور انصافاً قایم نہین رہ سکتی ہے جسکے قایم رہنے سے زیادہ تر نقصان
ہوا اب نقصان جسکا خیال ہر وقت ہر گورنر کو دل سے نہ بھولانا چاہئیے وہ نقصان
جسکے مقابلہ مین وہ فائدہ جسکا جناب ممدوح کو شاید خیال ہے ہیچ اور ناپایدار
ہے اور مین امید کرتا ہون کہ مین اسوقت تمام باشندگان صوبجات ممالک
مغربی اور شمالی و اودہ کی جانب سے جنکو خدا نے قوت سوچنے اور سمجھنے کی
دی ہے اس خیال کو ظاہر کرتا ہون کہ جو نتیجہ حالات مظہرہ صوبجات مذکور
سے ہمارے منصف مزاج لفٹنٹ گورنر نے نکالا ہے وہ غیر صحیح اور نادرست
ہے۔ (چیئرز)۔

اسکی تائید سید ظہور احمد صاحب وکیل نے حسب ذیل کی۔

تقریر مولوی سید ظہور احمد صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل لکھنؤ

جناب صدر انجمن صاحب و حضرات ڈلیگیٹ۔ اعداد مین ایک عجیب طرح
کا جادو ہے تمام قسم کی دلیلین اوس دلیل کے سامنے ہیچ ہو جاتی ہین
جو اعداد کے اوپر منحصر ہو۔ اس زمانہ مین گورنمنٹ کی دلیلین عموماً اعداد
کی بنیاد پر ہوتی ہین اور ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی
و شمالی و اودہ نے اپنے رزولیوشن زیر بحث مین بھی اعداد سے کام لیا ہے
مین آپ لوگون کے سامنے اعداد ہی کے بحث سے یہ دکھانا چاہتا ہون
کہ جو نتیجہ ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر نے نکالا ہے وہ ان

صوبہ جات کی حالات کی لحاظ سے عموماً غلط ہے اور خاص ملک اودھ کی حالت
سے بالکل خلاف ہے۔ مگر پہلے مجھکو یہ بیان کرکے آپکے پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ڈ
کیا نتیجہ ہی جو اعداد سے مسٹر آنر نے نکالا ہے وہ نتیجہ ہی کہ محض ناگری حروف کے لکھنے اور پڑھنے والون
کی تعداد اردو حروف کے لکھنے پڑھنے والون سے بہت زیادہ ہے۔

قبل اسکے کہ اس دلیل مین اعداد کا حوالہ دیا جاوے ایک بات نہایت
صداقت کر لینے کی یہ ہے کہ اردو حروف کا مقابلہ صرف ناگری حروف
سے کیا جاوے اور اس بحث سے وہ سب قسم کے حروف نکال ڈالے
جائین کہ جنکو کیتھی و مہاجنی و مڑیا وغیرہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔
میرے لائق دوست پنڈت کدار ناتھ صاحب نے امور ذیل کو بحوالہ رپورٹ
مردم شماری ممالک مغربی و شمالی و اودھ بابت سنہ ۱۸۹۱ء کے بخوبی ثابت
کر دیا ہے جنکا لحاظ اس بحث مین ہر وقت رہنا چاہیے۔

اول یہ کہ دیوناگری حروف جنکو ناگری بھی کہتے ہین اور سب
قسم کی ہندی حروف سے جدا ہین اور جب تک کہ اسکی خاص تعلیم نہ ہو
ناگری کا لکھنے پڑھنے والا دوسرے ہندی حروف کو ہرگز لکھ پڑھ نہین سکتا
اور نہ دوسری قسم کی ہندی حروف کا جاننے والا ناگری لکھ پڑھ سکتا ہے۔

دوم ــ یہ کہ وہ ناگری حروف ہی ہین کہ جن کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے
کہ صحت کے ساتھ وہ لکھے پڑھے جاسکتے ہین اور قسم کے ہندی حروف
جو اوس سے مشابہ ہین ہرگز اس قابل نہین کہ عدالتون مین رائج
کیے جائین امر آخر الذکر کے بابت مین خاصکر رپورٹ مردم شماری ممالک

مغربی و شمالی سنہ ۹۱ء کے دفعات ۲۹ و ۳۰ کا حوالہ دیتا ہون جس سے پورے
طور پر کیتھی حروف کی لغویت اور اُردو حروف کی فضیلت ثابت ہو گی
علاوہ اون عبارتون کے جو پنڈت کدارناتھ صاحب نے پڑھ کر سنائی
ہین یہ عبارت بھی خیال رکھنے کی قابل ہے۔" اس مین شبہہ نہین کہ
اوسط مین سب سے اچھا کام بہ لحاظ مردم شماری کے اُردو نویس
شمار کنندگان نے کیا ہے جہان کہین کہ اُردو اور ہندی ایک ساتھ
پائی جاتی ہے وہان اُردو جاننے والی کی عملی تعلیم ہمیشہ بہتر ہوتی ہے۔"
اگر گورنمنٹ رزولیوشن مورخہ ۱۸۔ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کی عبارت غور سے
پڑھی جاوے تو معلوم ہوگا کہ بعض مقام پر ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر
بہادر نے ان مختلف قسم کے دیسی حروف کو مخلوط کر دیا ہے اور ناگری
و کیتھی دونون قسم کے حروف کو ملا کر ہندی حروف کے نام سے اون
دونون کی تعبیر کی ہے اوس رزولیوشن کے دفعہ ۳ مین ہز آنر لکھتے
ہین کہ غرض اون کی یہ ہے کہ سہولیت پیدا کی جاوے اوس کثیر التعداد
رعایا کے لیے جو ناگری حروف کے علاوہ اور کسی قسم کے حروف نہین
جانتے۔ اور اوسکے بعد کے تین فقرون مین ہندی حروف یعنے ناگری
و کیتھی دونون قسم کے حروف کو ملا کر ہز آنر اُردو حروف سے مقابلہ
کرتے ہین اور یہ دکھاتے ہین کہ ہندی حروف کے جاننے والے بمقابلہ
اُردو کے بہت زیادہ ہین۔ یہ سخت مغالطہ ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر صاحب
بہادر کو ہوا ہے۔ ہندی حروف خاصکر کیتھی کو کہتے ہین جو دیسی حروف

کے دیگر اقسام سے مختلف ہے اور خود کیتھی کی بہت سے جدا جدا مقامی صورتین ہین بلکہ وہ بھی ایک دوسرے سے علیحدہ ہین مقابلہ اُردو کا اگر کیا جاوے تو خاص ایک قسم سے ہونا چاہیئے اور جبکہ رواج ناگری کا منظور ہے تو مقابلہ اوسکا فقط ناگری سے کرنا چاہیئے دیگر قسم کے حروف کو اوس سے مخلوط نہ کرنا چاہیئے۔

اب مین اعداد کی خاص بحث شروع کرتا ہون۔ یہ امر ہز آنر کا خود مسلمہ ہے کہ کسی طریقے سے شمار اسکا نہین کیا گیا کہ ان ممالک مین فی الواقع کون کون قسم کے حروف کتنے کتنے آدمی جانتے ہین اسوجہ سے جو نتیجہ نکالا جا سکتا ہے وہ صرف تخمینی بہ لحاظ اسکے ہو سکتا ہے کہ خاص خاص باتون مین کون حروف کا زیادہ استعمال ہونا سرکاری دفاتر سے پایا جاتا ہے۔ اگرچہ اس قسم کا نتیجہ تخمینی قابل اطمینان نہین ہو سکتا مگر تاہم اسکے بہت ذریعہ ہین مثلاً ڈاک کے ذریعہ سے جن حروف مین خطوط وغیرہ جاتے ہین۔ محکمہ رجسٹری مین جن حروف مین دستاویزین لکھی ہوئی رجسٹری ہوتی ہین اخبارات جن حروف مین نکلتے ہین کتابین جن حروف مین چھپتی ہین۔ طلبا ہر درجہ کے مدرسون مین جس قسم کی دیسی زبانین علاوہ انگریزی کے پڑھتے ہین۔ شمار کنندگان مردم شماری مین جن حروف مین نقشے بھرتے ہین۔ ان سب مین سے ہز آنر نے صرف ایک چیز منتخب فرمائی ہے یعنے شمار کنندگان مردم شماری سنہ ۹۱ء نے جن حروف مین اپنے نقشے بھرے ہین اوس سے یہ نتیجہ

نکلا ہے کہ ناگری مین لکھنے والے شمار کنندگان اردو مین لکھنے والون سے زیادہ تھے اس سبب سے یہ خیال کرنا چاہیئے کہ اسی طرح ناگری دان رعایا اُردو دانون سے زیادہ ہین۔

جو اعداد ہز آنر نے اپنے رزولیوشن مین دیے ہین وہ محض میزان ہے نقشہ ضمیمہ نمبر ۴ رپورٹ مردم شماری ممالک مغربی و شمالی و اودھ کی۔ افسوس ہے کہ ہز آنر نے اس نقشہ کی میزان پر اکتفا کیا اور اوسکی تفصیلون پر اور نیز اون تشریحات پر توجہ نہین فرمائی جو اس نقشے کے متعلق اوسی جلد رپورٹ مردم شماری کے دفعہ ۳۰ مین خاصکر و نیز دیگر مقامات مین درج ہین۔ اگر ان پر غور سے توجہ فرمائی جائے تو مفصلۂ ذیل باتین صاف ظاہر ہو جائین گی۔

اول یہ کہ نقشہ ضمیمہ نمبر ۴ مذکورۂ بالا مین بہ سبب اسکے کہ مردم شماری کے نقشون کی سرخی اُردو کے علاوہ کسی اور دیسی حروف مین بجز ناگری کے نہین چھاپی گئی تھی ۳۲ ضلعون مین کوئی تفریق ناگری اور دیگر قسم کے حروف کی نہین کی گئی اور اسوجہ سے اوس نقشہ نمبر ۴ مین یہ غلطی رہ گئی کہ ایک کثیر التعداد شمار کنندگان جنھون نے دراصل کیتھی مین نقشے بھرے تھے اون کی نسبت یہ دکھا گیا ہے کہ اونھون نے ناگری مین بھرے ہین فی الحقیقت کیتھی کا استعمال ناگری سے کم نہین ہوا بلکہ شاید زیادہ ہو اگر بلی صاحب کی رائے مانی جائے جنھون نے یہ رپورٹ مردم شماری تیار کی ہے تو ناگری و کیتھی کم و بیش برابر مستعمل ہوئی ہین۔

دوم - یہ کہ تعداد اردو شمار کنندگان کی نقشہ ضمیمہ نمبر ۴ مین ظاہر کی جاتی ہے
اوسمین ایک اور تعداد ۶۳۴۳ اردو شمار کنندگان کی بڑھانی چاہیئے کہ
جو نقشہ ضمیمہ نمبر ۶ مین درج ہے اور جسکی تشریح رپورٹ مردم شماری کی دفعہ ۴۳
مین درج ہے

سوم - یہ کہ نقشہ ضمیمہ نمبر ۴ کی تفصیلی کیفیت سے پایا جاتا ہے کہ اردو دان و
ناگری دان رعایا کی حالت ان ممالک مین ہر مقام پر ایک سی نہین ہے
بلکہ ملک اودھ مین و نیز ممالک مغربی و شمالی کی اون بستیون مین جہان کی
مردم شماری ... ۵ سے زیادہ ہے اردو دانون کی تعداد بہ نسبت ناگری
دانون کے بدرجہا زیادہ معلوم ہوتی ہے جسکی کیفیت حسب ذیل بلا
لحاظ نقشہ ضمیمہ نمبر ۶ کے ہے -

	اردو شمار کنندگان	ناگری شمار کنندگان
اودھ کی بڑی بستیون مین	۳۶۲۳	۱۵
اودھ کے دیہات مین	۶۴۹۵	۲۸۶۶
کل اودھ مین	۱۰۱۱۸	۲۸۸۱
ممالک مغربی و شمالی کی بڑی بستیون مین	۱۱۸۶۲	۲۳۵۶

اگر حسب تصریح بالا کیتھی دان کی تعداد جہان ناگری سے کم ظاہر ہوتی ہے
اوس کی غلطی رفع کرکے دونون کی تعداد برابر کی جاوے تو کل ممالک مغربی و شمالی کی

بڑی بستیون مین ناگری دان صرف ۱۰۵۹ رہ جائینگے اس شمار مین
قسمت کمایون جہان ناگری پہلے سے جاری ہے وہ حساب مین شامل نہین
ہے پس یہ بات ثابت ہوئی کہ پورا ملک اودہ و تمام ممالک مغربی و شمالی
کی بڑی بستیان جنکی مردم شماری ۵۰۰۰ سے زیادہ ہے بلا استثنا بنارس
و متھرا کے ایسے مقامات مین جہان واقعی اُردو دان بہ نسبت ناگری دان
کے بہت زیادہ ہین بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ بحالت مجموعی پچ گئے ہین یعنی
۲۱۹۸۰ اُردو نویس بمقابلہ ۳۹۴۰ ناگری نویس اور اگر نقشہ ضمیمہ نمبر ۶ کا
بھی لحاظ کیا جاوے تو اُردو نویس کی تعداد بقدر ۲۰۴۲ بڑھکر چھ گنی ہو جاتی
ہے یہ بھی ظاہر ہوگا کہ ممالک مغربی و شمالی و اودہ کی ایسی بڑی بستیون کے
شمار کنندون مین سے چودہ ضلع ایسے ہین کہ وہان سب نے اُردو ہی نقشے
بھرے ہین اور کسی شمار کنندہ نے نہ ناگری حروف استعمال کیئے ہین نہ کیتھی حروف
اور دو ضلع ایسے ہین کہ جسمین ایک مین ایک نے منجملہ ۱۸۹ کے اور ایک مین
پانچ نے منجملہ ۹۰ کے ناگری نقشہ بھرا ہے باقی سب نے اُردو مین بھرا ہے
علاوہ برین سات ضلع اور ایسے ہین کہ جہان اگرچہ معدودے چند شمار کنندگان
نے کیتھی مین نقشے بھرے ہین لیکن کسی نے ناگری مین نہین بھرا۔ اسطرح سے
یہ معلوم ہوگا کہ قسمت کمایون کے تین ضلع چھوڑکر بقیہ ان ممالک کے ۴۶
ضلعون مین سے ۲۳ ضلعون کے بڑی بستیون مین گویا بالکل ناگری دان نہین
رہتے سب اُردو دان ہین ان ۲۳ ضلعون مین گیارہ ضلع اودہ کے شامل ہین۔
جن ۲۳ ضلعون کے شمار کنندگان نے ناگری استعمال کی ہے اونمین سے

صرف دو ضلعون مین تفریق کیتھی و ناگری کی گئی ہے باقی ۱۲ ضلعون مین جسمین اودہ کا بھی بقیہ ایک ضلع شامل ہے کوئی تفریق نہیں ہوئی بلکہ سب غیر انگریزی و غیر اردو کو ناگری لکھدیا ہے جسکی وجہ ظاہرا یہ ہے کہ سرخی اون نقشون کی ناگری ہی مین تھی باوجود اسبات کے ان ۲۳ ضلعون کی بڑی بستیون مین بھی اردو نویس بہ نسبت ناگری نویس کے زیادہ نکلتے ہین اور اگر یہان ناگری و کیتھی کا مساوات کیا جاوے تو اردو دانون کے مقابلہ مین ناگری دانون کی تعداد اور بہت کم رہ جاتی ہے اودہ کے دیہات مین بھی ناگری کا رواج بہت کم معلوم ہوتا ہے تین ضلع وہان ایسے ہین کہ جنکے دیہات کے شمار کنندون نے بھی کسی نے ناگری حروف نہین استعمال کیے۔ اور جن نو ضلعون مین ناگری حروف استعمال ہوئے ہین اون کی تعداد اوپر کے اعداد سے ظاہر ہے کہ کسقدر کم ہے۔ اور اودہ کی بڑی بستیون مین تو گویا بالکل ناگری کوئی جانتا ہی نہین افسوس ہے کہ ان سب امور پر جو اوسی نقشہ نمبر ۴ سے نکلتے ہین گورنمنٹ نے بالکل غور نہین کیا۔

چہارم۔ دیہات ممالک مغربی و شمالی کی کیفیت نقشہ سے حسب ذیل معلوم ہوتی ہے۔

اردو نویس	ناگری نویس	کیتھی نویس
۳۱۹۶۰	۲۷۳۹۷	۸۷۸۷

اس شمار مین قسمت کایون جہان ناگری پہلے سے جاری ہے حساب سے

نکال ڈالی گئی ہے - اب ان اعداد مین بھی اگر موافق رائے مسٹر بیلی کے
ناگری وکیتھی کی مساوات کردی جاے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ ناگری نویس
صرف بموجب نقشہ نمبر ۶ کے اگر ۱۳۹۴ - اُردو نویس اور بڑھائے
جائین تو اُردو نویس ۳۳۳۵۴ بمقابلہ ۳۸۰۹۲ ناگری نویسون کے
ہوجاتے ہین -

پنجم - یہ کہ غور سے اگر دیکھا جاے تو دیہات ممالک مغربی وشمالی مین
اسقدر تعداد ناگری نویسون کی جو ظاہر ہوتی ہے اوسکا سبب صاف
معلوم ہوگا - رپورٹ مردم شماری سنہ ۱۸۹۱ع کے دفعہ ۲۵ صفحہ ۳۵ سے معلوم
ہوتا ہے کہ بڑی بستیون کے شمارکنندگان اور دیہات کے شمارکنندون مین
ایک بہت بڑا فرق یہ تھا کہ دیہات مین عموماً پٹواری نے نقشے تیار کیے
تھے اسوجہ سے دیہات کے شمارکنندون سے صرف اوس قوم کے لوگون
کی حالت معلوم ہوتی ہے نہ کہ عام رعایا کی برخلاف اسکے بڑی بستیون
مین عام رعایا مین سے شمارکنندگان بہت زیادہ لیے گیے تھے پس جو
کیفیت بڑی بستیون کی نقشہ ضمیمہ نمبر ۴ سے ثابت ہوئی وہی نمونہ عام رعایا
دیہات کی حالت کا خیال کرنا چاہیے اور دیہات کی جو کیفیت اوس نقشے
سے ظاہر ہوتی ہے اوسکو قوم پٹواریان پر محدود رکھنا چاہیئے -

ششم - کل تعداد پڑھے لکھے آدمیون کی اس ملک مین حسب ذیل
ہے -

ہندو ۱۲۶۵۳۳۸ مسلمان ۲۰۴۹۵۷

یعنے چھ ہندؤن مین ایک مسلمان مسلمان پڑھے لکھے جسقدر لوگ ہین وہ سب
اُردو سے واقف ہین اسواسطے نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ ایک اُردو
نویس کے مقابلہ مین ۶ ہندی نویس ہوتے یعنی ناگری وکیتھی وغیرہ سب
قسم کے حروف ملا کے لیکن اصل حالت یہ ہے کہ اُردو نویس ۴۴۲۴۴۵
بمقابلہ ۱۰۲۱۵ ہندی نویسون کے ہین یعنی بجاے چھٹے حصہ کے نصف
اسقدر تعداد اُردو نویسون کی بڑھی تو ضرور ہے کہ اسی سبب سے بڑھی
کہ علاوہ مسلمانون کے کثرت سے ہندو بھی اُردو نویس ہین اگر محض
مسلمان اُردو نویس ہوتے تو اون کی تعداد صرف ۷۵۳۲۴۲ ہوتی
منجملہ ۴۴۲۴۴۵ ۔ اُردو نویسون کے بقیہ ۲۰۹۸۷۹ ۔ اور جو اُردو
نویس تھے وہ ہندو ہونگے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جتنے لوگ اُردو نویس
ہین اون مین بہ نسبت مسلمانون کے ہندو شمار مین زیادہ ہین پھر اگر اسکے
ساتھہ اسبات کو خیال کیجیے کہ جو اعداد بالا نقشہ ضمیمہ نمبر ۸ سے نکالے
گئے ہین وہ جہان سے تعلق رکھتے ہین بالکل غیر قابل اعتبار ہین بسبب
اس کے کہ اون سے محض قوم پٹواریان کی حالت معلوم ہوتی ہے نہ کہ
رعایا کی اور صرف ممالک مغربی وشمالی واودہ کی بڑی بستیون کی کیفیت
ملاحظہ کیجیے تو معلوم ہوگا کہ جہان ۶ ہندی دان کی جگہہ ایک اُردو دان
ہونا چاہیئے تھا فی الحقیقت اُردو دان خود ہندی دانون سے چھ گنے
ہین یعنے اگر ہر ہندو ہندی حروف لکھتا اور ہر مسلمان اُردو حروف لکھتا تو
منجملہ ۷ لکھنے والون کے ایک شخص اُردو نویس ہوتا کیونکہ ہندؤن مین خواندہ

لوگ مسلمانون سے چھ گنے ہین مگر حقیقت مین یہ پایا جاتا ہے کہ منجملہ لکھنے والون کے ۱۱ اُردو نویس ہین ایک انمین سے مسلمان ہوگا اور ۵ ہندو اور بقیہ ایک شخص ہندی نویس ہوا۔ تو نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان سب اور ہندوٗن مین ۶ مین سے پانچ اُردو نویس ہین اور صرف ایک ہندو چھ مین سے ہندی نویس ہے پھر ہندی نویسون مین آپس مین تفریق ہے بہت سے کیتھی مہاجنی وغیرہ لکھتے ہین صرف ایک قلیل تعداد ناگری لکھتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اُردو کا کسقدر رواج ہے۔

ان سب واقعات اور اعداد پر غور کرنیکے بعد کوئی شبہہ اس امر کا باقی نہین رہ جاتا کہ نتیجہ جو ہز آنر نے خلاف اُردو کے بمقابلہ ناگری نکالا وہ کسی طرح صحیح نہین ہے۔ افسوس ہے کہ ہز آنر نے صرف مردم شماری کے شمار کنندون کی حالت سے نتیجہ نکالنے کی کوشش کی جو اور ذریعون مین سب سے زیادہ غیر قابل اعتبار ہے اگر ہز آنر اور ذریعون پر بھی لحاظ کرتے جنکا ذکر شروع مین مینے کیا ہے تو ایسی غلط فہمی اونکو نہ ہوتی کیونکہ اون اعداد مین اسقدر پیچیدگیان نہین ہین۔ اس موقع پر مین صرف ایک اور ذریعہ سے اُردو کا رواج بہ نسبت ناگری کے زیادہ ثابت کرتا ہون جو بہت زیادہ قابل اطمینان ہے یعنی اخبارون کی حالت سے ان ممالک مین اُردو کے ۲۷ اخبارات سال گذشتہ مین جاری تھے بمقابلہ ۲۴ ناگری یا ہندی اخبارون کے اور منجملہ ۲۱۷ اُردو اخبارون کے اخبارونکے شائع کرنیوالے ہندو تھے تو گویا منجملہ ۱۱۵ ہندو اخبار نویسون کے صرف ۲۴ یعنی نصف سے کم ہندی پسند

کرتے ہین اور نصف سے زیادہ اُردو پسند کرتے ہین بوجہ تنگی وقت کے مین اور اعداد اسوقت نہین دے سکتا مگر آپ لوگون کو یقین دلاتا ہون کہ اور سب ذریعون سے تحقیقات اگر آپ کرینگے تو یہی نتیجہ ہوگا کہ آپ کو اُردو کا رواج بہ نسبت ناگری کے ان ممالک مین بہت زیادہ ثابت ہوگا۔

پس مین اوس رزولیوشن کی تائید کرتا ہون کہ جسکی تحریک اسوقت میرے لائق دوست پنڈت کدارناتھ صاحب نے کی ہے۔

اسکی تائید مین مرزا سمیع اللہ بیگ صاحب نے بھی ایک مختصر تقریر فرمائی جو درج ذیل کی جاتی ہے۔

تقریر مرزا سمیع اللہ بیگ صاحب بی۔اے۔ ایل ایل بی وکیل لکھنؤ

جناب صاحب صدر انجمن و حاضرین جلسہ۔

مین اس رزولیوشن کی تائید کے واسطے کھڑا ہوا ہون کہ جو قواعد ناگری حروف کے استعمال کے متعلق گورنمنٹ نے صادر کیے ہین اودھ کے واسطے خصوصاً بالکل ناموزون ہین چونکہ مین اودھ کا ایک باشندہ ہون لہذا مجھکو اسکی بابت کہنے کا خاص حق حاصل ہے۔

میری راے مین اگر یہ قواعد سہولیت رعایا و ناگری جاننے والون کی تعداد پر مبنی کیے گئے ہین تو اودھ کی رعایا کو نہ کوئی سہولیت ہوسکتی ہے اور نہ یہان ناگری جاننے والون کی تعداد زیادہ ہے یہ دونون بحثین علیحدہ علیحدہ نہین ہین بلکہ سہولیت رعایا صرف ناگری جاننے والون کی تعداد

کا نتیجہ ہے اسلیے اصلی بحث جو کہ ناگری حروف کو رایج کرنے کی ہے وہ گورنمنٹ کی جانب سے صرف ایک ہی ہے یعنی ناگری جاننے والون کی تعداد کا زیادہ ہونا۔ پس اگر ہماری تمام دوسری بحثین جو ناگری حروف کے رایج کرنے کے خلاف ہین اور جو کہ اودہ اور ممالک مغربی شمالی دونون سے متعلق ہین کمزور اور بے وقعت خیال کی جاوین تو اسمین کسی شخص کو انکار نہین ہو سکتا کہ تعداد در ہندسہ کی بحث پر ضرور بالضرور گورنمنٹ کو لحاظ کرنا چاہیئے۔ اگر اس اصول کو مان لیوین کہ عدالت مین اون حروف کے استعمال کی اجازت دینا مصلحت ہے جنکو کہ رعایا کا ایک بڑا طبقہ جانتا ہے تو ہمکو امید ہے کہ ہماری گورنمنٹ اس اصول کو اودھ سے متعلق کر کے بہت اچھی طرح سے اسبات کا اطمینان کرے کہ آیا اودہ اس اصول کے احاطہ مین آتا ہے یا نہین اگر وہ اس احاطہ کے باہر پایا جاوے تو ہم گورنمنٹ سے خواہش کرتے ہین کہ ان قواعد کے اثر سے ہم لوگ خاطر جمع محفوظ رہین۔ سید ظہور احمد صاحب نے اس ہندسہ کی بحث کو بہت اچھی طرح سے دکھلایا ہے اور میرا دوبارہ بیان کرنا طوالت مین داخل ہے جہان تک اودہ متعلق ہے لب لباب اوس بحث کا یہ ہے کہ سنہ ۹۱ء کی مردم شماری سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اودہ کے قصبات اور شہرون مین جو شمار کنندگان مقرر کیے گئے تھے اون مین سے ۲۲۳۶ اردو حروف کے استعمال کرنے والے تھے اور صرف ۱۵۱ شمار کنندگان ناگری حروف کے استعمال کرنے والے تھے اور جہان تک اودہ کے گاؤن

اور دیہات مین ۶۴۹۵ - اُردو حروف استعمال کرنے والے شمار کنندگان تھے اور صرف ۲۸۶۶ ناگری حروف کے استعمال کرنے والے شمار کنندگان تھے اور اسمین بھی ناگری جاننے والون مین زیادہ تعداد پٹواریون کی تھی اور تیسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اودہ کے کلّ اضلاع مین سے گیارہ اضلاع مین اُردو حروف کے استعمال کرنے والے شمار کنندہ تھے اور صرف ایک ضلع مین ناگری حروف استعمال کرنے والے شمار کنندہ تھے لہذا ایسی حالت مین ان قواعد کا نفاذ اونھین وجوہات سے اودہ مین نہ ہونا چاہیئے جن وجوہات سے انکا نفاذ ہونا اودہ کے باہر ضروری خیال کیا گیا ہے -

(۲) اصلی وجہ اودہ مین ناگری جاننے والون کے کم ہونے کی یہ ہے کہ چونکہ لکھنو دارالسلطنت تہا یہان پر علم اور شاعری نے اپنا اسقدر دخل کیا کہ بڑے بڑے زبان دان پیدا ہونے لگے اور قدرتی طور سے ان کی زبان دانی اور علم کی روشنی اوسکے قرب وجوار مین پھیلنے لگی اُردو چونکہ زبان ملک کی قایم ہو چکی تہی اور ہندوستان کے بہت سے ملکون مین سیاحت کر چکی تہی آخرکار جب لکھنو مین اسکا دورہ ہوا تو یہان کے لوگون کی طبیعتون مین اسکی ایسی نشو ونما ہوئی کہ اسکو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ لکھنو کو اپنا مقام مستقل بنا دیوے - نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف لکھنو اس زبان کے مسکن ہونے کا دعوے کرنے لگا اور دوسری طرف دلّی جہان سے یہ شروع مین روانہ ہوئی تھی اسکے مولد کا ہونے کا فخر کرتا رہا مگر اسکا

اثر صرف لکھنؤ کے شہر مین محدود نہین رہا بلکہ قدرتی اصول کے مطابق بادشاہ اودہ کی کل رعایا کی توجہ اسکی جانب ہو گئی اور اودہ کے قصبات مین بھی بہت نامی نامی شاعر و زباندان اسکی مفتون ہو گئے لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر نے بھی ۱۸ اپریل کے رزولیوشن کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ گورکھپور۔ بنارس۔ الہ اباد وغیرہ مین ہندی کا استعمال زیادہ ہے لیکن اودہ کے کسی ضلع کی بابت صاحب ممدوح نے کچھ ذکر نہین کیا اس سے بھی یہ مترشح ہوتا ہے کہ اودہ مین اسکا استعمال کم ہے ایک بڑی بات اور بھی غور کرنے کے قابل ہے اور وہ یہ ہے کہ ان شمار کنندگان کی تعداد سے جسپر دارمدار ۱۸ اپریل کی رزولیوشن کا کیا گیا ہے یہ بات ثابت نہین ہوتی ہے کہ ہر شمار کنندہ اونہین حروف کو جانتا ہے جنکو کہ وہ استعمال کرتا ہے ممکن ہے کہ ہر شمار کنندہ جو کہ ناگری کا ہے وہ اردو حروف بھی استعمال کر سکتا ہو اور ہر شمار کنندہ جو انگریزی حروف کو استعمال کرتا ہے وہ ناگری حروف بھی استعمال کر سکتا ہو اور اردو حروف بھی ایسی حالت مین جبکہ پورا سامان ہمارے لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر کے پاس نہ تھا جس سے اون کو اودہ کے بابت پورا الیقین ہوتا کہ اس رزولیوشن سے وہ سہولیت اور آسانی ضرور پیدا ہو گی جسکا وہ خیال کرتے ہین تو میری راے مین ایسا رزولیوشن پاس کرنا جسکا اثر ایک فرقہ رعایا پر اسقدر پڑے گا کہ بیان سے باہر ہے مقتضاے انصاف اور دور اندیشی نہین ہے یہ بحث مینے صرف

اودھ کے متعلق کی ہے لیکن جس اصول پر یہ رزولیوشن ۱۸ اپریل کا صادر
ہوا ہے وہ اصول میری دانست مین زیادہ غور طلب ہے۔ اصول یہ
اختیار کیا گیا ہے کہ جن حروف کو رعایا کثرت سے استعمال کرتی ہو اونہین
حروف کے استعمال کرنے کی اجازت عدالت مین دیدی جاوے یہ
امر مسلمہ ہے کہ عام ہندوستانیوں اور خاصکر اودھ اور ممالک مغربی و
شمالی کی رعایا کی زبان اردو ہے اگر اس سے کوئی انکار کرے تو
ایسے منکر سے اس معاملہ پر بحث کرنا فضول ہے لہذا جب اردو زبان ہماری
ہے تب جن حروف کو ایک قوم نے ایک زبان کے ظاہر کرنیکے واسطے
وضع کیا ہے اور جو حروف اوس زبان کے اظہار مین ایکسو برس سے زیادہ
سے مستعمل ہو رہے ہین اونکا تبادل کرنا اور دوسری زبان کے حروف
کو اختیار کرنا گورنمنٹ کے حقوق اور فرائض منصبی کے احاطہ سے باہر
ہے۔ ہم اسوقت موجودہ رزولیوشن کے لفظی مضمون پر بحث نہین کرتے
ہم اون نتایج پر بحث کرتے ہین جو کہ ہمارے خیال مین لامحالہ پیدا ہونگے
اس رزولیوشن کا اثر ہماری زبان پر ضرور بالضرور پڑیگا۔ اس
رزولیوشن کا اثر اردو لٹریچر اور اردو تصانیف پر پڑے گا اور جسقدر
اخلاقی تعلیم اوسکے ذریعے ہوتی ہے اوسپر بھی جس طریقہ سے کہ
چالیس برس سے گورنمنٹ کا کام اردو حروف و زبان سے نکل رہا تھا
اوسمین کیا نقص تھا کیا دقتین تھین حکام کو کیا مشکلین ہوتی تھین۔ رعایا
کب نالان تھی جب یہ حالت تھی تو ایک دوسری زبان کے حروف کو

اُردو زبان کے بجاے استعمال کرنے کا مقصد اصلی سمجھہ مین نہین آتا جیسا کہ مین اوپر بیان کر چکا ہون ہم لوگ موجودہ رزولیوشن کے معنی و الفاظ پر بحث نہین کرتے بلکہ اوسکے نتایج کا سب سے بڑا اثر ہمارے اودہ پر پڑیگا اور یہی لکھنؤ جو کہ اُردو زبان کا ایک سرسبز باغ ہے جنمین ہزارون بلبلین اوس زبان کی خوشگوار اور مرغوب ہوا سے مست ہوکر نغمہ سرا ہین وہی لکھنؤ اُردو زبان کے لحاظ سے ایک ویران مقام ہوگا اس لحاظ سے مین اس رزولیوشن کی تائید کرتا ہون کہ خاص کر اودہ مین اُردو زبان رعایا کو بہت مرغوب ہے اور یہان کے باشندے اُردو حروف بکثرت استعمال کرتے ہین اور کوئی سہولیت ناگری حروف کے استعمال کرنے سے رعایا کو نہ ہوگی۔

اس تقریر کے بعد باجازت صاحب پریسیڈنٹ سید محمد سعید خانصاحب نے اپنا تجربہ حسب ذیل الفاظ مین بیان فرماکر تائید مزید کی۔

تقریر سید محمد سعید خان صاحب وکیل ورئیس جونپور

جناب صدر انجمن صاحب و حاضرین!

نقشہ جات مردم شماری مین جو زبان ہندوستانی درج ہے۔ تو لفظ ہندوستانی بجاے لفظ اُردو کے مستعمل ہوا ہے۔ اور ہندوستانی سے اُردو مراد ہے۔ مین خود جونپور مین گذشتہ مردم شماری مین سپرنٹنڈنٹ تھا اور جن ڈپٹی صاحب کے متعلق مردم شماری کا کام تھا۔ وہ ہندو

تھے۔ اونھون نے فرمایا کہ اُردو ہندوستانی زبان ہے بجاے لفظ اُردو کے لفظ
ہندوستانی لکھنا چاہیئے۔ چنانچہ اس ہدایت کے موافق عمل ہوا۔ یہ کیا
خبر تھی کہ آگے چلکر ہندوستانی کوئی دوسری زبان اُردو سے الگ
خیال کی جائیگی۔ ذرا جونپور مین جاکر دریافت کیجئے۔ کوئی دوسری
زبان سواے اُردو کے کوئی نہین بولتا۔

جہانتک مین نے دیکھا ہے ناگری حروف کا استعمال کتابت مین
صرف کتابون تک محدود ہے چلتی کارروائیون مین یہ حروف کہین کام مین
نہین آتے۔ ان حرفون کی کیفیت بعینہ انگریزی کے کتابی حروف کی سی
ہے کہ اونکا استعمال بھی سواے کتابون کی دفتری کارروائی وغیرہ مین
کہین نہین ہے۔ اور نہ وہ اوس عجلت کے ساتھہ کام دے سکتے ہین
جیسے کہ انگریزی کے معمولی مکتوبی حروف کام دیتے ہین اگر انگریزی کے
اُن کتابی حرفون کے اجراء کی درخواست کی جاوے تو غالباً گورنمنٹ
اوسے کبھی منظور نہ فرمائیگی۔ پس ناگری کی بھی وہی حالت ہونی چاہیئے
سید محمد سعید خانصاحب کی اس تقریر کے بعد رزولیوشن مذکورۂ بالا
باتفاق راے منظور ہوا۔

چونکہ اب کُل رزولیوشن مندرجہ پروگرام ختم ہوچکے تھے لہذا صاحب
پریسیڈنٹ کی اجازت خاص سے جناب سید ذاکر حسین صاحب یاس
لکھنوی وجناب منشی عبد اللہ صاحب مشتاق نے اپنی اپنی پُراثر نظمین
پڑھکر حاضرین جلسہ کو سنائین۔

اردو کی فریاد مصنفہ حضرت یاس لکھنوی

قوم سے فریاد کرتی ہے یہی اردو زبان
چھوٹتی ہون تم سے مین غفلت مین بیٹھے ہو کہان

شہر دہلی جسکو کہتے ہین وہان پیدا ہوئی
وان کے سلطانون کا اردو ہی تو لاڈلا مکان

میری پیدائش کا باعث ہے انھین کا میل جول
فارسی جاے پدر ہندی ہے گویا میری مان

ایسی کین تمنے مری نشو و نما مین کوششین
بلبل کا ہو جسطرح کوئی معلم مہربان

مثل فرزندون کے تملوگون نے پالا تہا مجہے
پڑھتے پڑھتے رفتہ رفتہ اب تو ہی ہین جوان

ہند مین کہتے ہین اردوئے معلے سب مجہے
کیونکہ مین اس ملک کی ہون بادشاہون کی زبان

خوب سا ایسا حق تعالے نے کیا مجھکو عطا
ہر زبان کا لفظ کچھ آتا ہے مجھ مین بیگمان

عطر مجموعہ کہو مجھکو تو کچھ بیجا نہین
جسکی خوشبو سے معطر ہو گیا ہندوستان

میری باعث جا بجا جاتی ہین انسان فیضیاب
سہل کر دین مین نے ہر اک علم کی دشواریان

مین وہ ہون جب سے کہ اپنے ملک مین پایا رواج
بھر دین ہر فن کی کتب سے سیکڑون الماریان

آتا ہے تہوڑی عبارت مین مری مطلب کثیر
جس سے سب میری فصاحت اور بلاغت ہے عیان

دولت برطانیہ نے بہی یہ میری قدر کی
دفترون مین اوسکے مین موجود ہون با عز و شان

چند دن سے کچھ مخالف میری پیدا ہو گئے
کوششون سے جنکی مین اب ہو چلی ہون رائگان

پا کے قوت ناگری مجھ پر مسلط ہو گئی
اپنے ہی صدمہ نے مجکو کر دیا ہے نیمجان

لفظ میرے ناگری حرفون مین گر لکھے گئے
ٹوٹ جائینگی مری سب ہڈیان اور پسلیان

خوب اسکو یاد رکھو تم نے غفلت کی اگر
چند دن کے بعد ہی پھر مین کہان اور تم کہان

یاس اردو سے یہ سنکر مجکو بہی صدمہ ہوا
غم ہوا چھٹتی ہے ناحق ہم سے یہ پیاری زبان

پھر تسکین ہمنے اُردو سے کہا گھبرا نہ تو / ہین حمایت کو ترے موجود سب پیر و جوان

آج کا جلسہ ہے تیری ہی حمایت کے لیے / جمع تیری قوم کے ہین یکسر اور وہ یہان

فکر ہے تیری بقا کی انکو کوئی شک نہین / آ گئے ہین اپنے گھرون سے جو ہے تیرے قدردان

اسکو باور کر کہ تو دم بھر بھی چھپ سکتی نہین / تو ہماری ساتھ ہے جب تک ہے باقی تن مین جان

اور دی تجھکو خدا نے تقویت غیب سے / قیصرہ نے تجھکو سیکھا ہو گئی شاہی زبان

ہین ہمارے بادشاہ وقت کے جو عہدہ دار / فکر واجب ہے اونھین تیری بقا کی ہر زبان

اسکے بعد باجازت خاص صاحب پریسیڈنٹ مرزا سمیع اللہ بیگ صاحب بی-اے- ایل-ایل بی- وکیل ہائی کورٹ لکھنو کھڑے ہوے اور اونھون نے اون تمام حضرات کا جو باہر سے اس جلسہ مین شریک ہونے کے واسطے تشریف لائے تھے شکریہ ادا کیا۔

صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب بیرسٹرایٹ لا علیگڈہ نے جواب مین سب کی طرف سے مولوی حامد علیخان صاحب بیرسٹرایٹ لا لکھنؤ کا شکر ادا کیا اور بیان کیا کہ اونھین کی سعی بلیغ سے یہ جلسہ جمع ہوسکا اور اسقدر کامیابی کے ساتھ تمام کارروائی عمل مین آئی۔

مولوی حامد علی خان صاحب بہادر نے اس تمام کامیابی جلسہ پر شکریہ کا مستحق جناب منشی سید احتشام علی صاحب رئیس کاکوری و لکھنو خلف الرشید جناب منشی سید محمد امتیاز علی خان مرحوم وزیر ریاست بھوپال کو قرار دیا جنھون نے نہایت جانفشانی کے ساتھ باہر کے تمام اصحاب کی مہمانداری کا انتظام ہر طرح کا اپنے ذمہ لیا تھا اور جنھون نے ہر وقت اور ہر کام

مین بے بہا مدد کی تھی۔ اور فرمایا کہ اور جملہ حضرات بھی مستحق شکریہ ہین جنکا نام
نامی مین اسوقت ظاہر نہ کرونگا اور اس امر کا اعلان کیا کہ جناب شیخ
محمد عباس صاحب میانی (فیض آباد) نے جملہ ڈیلیگیٹون کو ایک گارڈن
پارٹی کا جلسہ دینا چاہا تھا۔ لیکن مین نے حساب لگایا تو دو سو روپیہ کا
صرف تھا۔ مین نے اون سے عرض کی کہ یہ روپیہ بجائے گارڈن پارٹی
مین صرف کرنیکے آپ کمیٹی کو دیدیجیے۔ چنانچہ اونھون نے اسکو منظور
کرلیا ہے۔ جملہ حاضرین نے اس تجویز کو پسند فرمایا۔ اور بہت سے چیرز دیے۔
جناب منشی احتشام علی صاحب نے نہایت عاجزانہ الفاظ مین اپنی کوششون
کی قدردانی کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ "مین نے جو کچھ کیا وہ اپنی زبان و قوم
و ملک کی محبت مین کیا اور جو اپنا فرض سمجھا اوسکو ادا کیا۔ پھر شکریہ کس بات کا"
مولوی عبدالحلیم صاحب شرر نا[illegible] نے کھڑے ہوکر نام
بنام اکثر [illegible] بزرگان قوم کا جو دور دور سے خصوصاً پنجاب سے اس جلسہ کی
شرکت کے لیے تشریف لائے تھے شکریہ ادا کیا اور نیز چند حضرات کا
کا جنھون نے ہر طرح پر اس جلسہ کی کامیابی کے لیے مدد کی تھی شکریہ کے
ساتھ تذکرہ کیا۔

بعدہ نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین صاحب بہادر انتصار جنگ
نے چونکہ اونکا اسم گرامی بھی شکریہ کے مستحق لوگون کے ساتھ مین لیا
گیا تھا حسب ذیل تقریر فرمائی۔

جناب پریسیڈنٹ صاحب و دیگر حضرات! مجھکو کبھی اسکا خیال بھی نہ تھا

کہ اس جلسہ کے شکریون مین میرا کہین نام بہی آوے گا لیکن عنایت
اور محبت کبہی انسان سے غلطی بہی کرا دیتی ہے اسی طرح جن
دوستون نے کہ میرا شکریہ تجویز کیا ہے یہ محض اون کی فرط عنایت اور
محبت کا اقتضا ہے ورنہ درحقیقت مجہکو اسکا کوئی استحقاق نہین تہا اور اب
مین اپنی طرف سے اور اپنے تمام ڈلیگیٹ بہائیون کی طرف سے استقبالی
کمیٹی کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ کس محبت اور اہتمام کے ساتہہ اوسکے ممبرون
اور والنٹیرون نے اول سے آخر تک ہم لوگون کی خاطر اور مدارات اور
مہمانداری کے لوازم ادا فرمائے اور جو کوشش کہ آپ سب حضرات کمیٹی
نے اور خصوصاً مولوی محمد حامد علیخانصاحب بہادر و مولوی راجہ نوشاد علیخانصاحب بہادر سید کرامت حسین صاحب
اور منشی احتشام علی صاحب اور دیگر حضرات نے اردو زبان کی حفاظت
کے متعلق کی ہے وہ ایک سچی قومی خدمت ہے اور تمام قوم اوسکی شکرگذار ہے
اور اب قبل اسکے کہ مین اپنے ان شکریون کو ختم کرون اپنے
معزز ڈلیگیٹ بہائیون کی خدمت مین بہی جو اب تہوڑی دیر مین یہان
سے رخصت اور ایک دوسرے سے جدا ہونے والے ہین کچہہ عرض کرنا
ضرور سمجہتا ہون اور وہ یہ ہے کہ ہمارے اس ملک مین مسلمانون کے
جوش کی مثال ہانڈی کے ابال سے دی گئی ہے کہ ایک دم بہر کے لیے
آیا اور پہر فرو ہو گیا لیکن مجہکو امید ہے کہ یہ آج کا جوش ہمارے دلون
سے اسوقت تک فرو نہ ہو گا جب تک کہ ہم اپنے مقصد کو جسکا آج ہم نے
بیڑا اوٹہایا ہے حاصل نہ کرلینگے اور جو خیالات اپنی زبان کی حفاظت

اور ہر وقت اعتدال اور گورنمنٹ کی ادب کو ملحوظ رکھنے کے آپ اس
جاسے اپنے ساتھ لیے جاتے ہین اون سے وطن مین پہونچکر اپنے
دیگر اہل وطن کو بھی آپ مستفیض کرینگے اور جبکہ آپ نے آج بالاتفاق
اسبات کا فیصلہ کرلیا ہے کہ اپنی ان کوششون کو اخیر جائز حد تک
ہم جاری رکھین گے تو اوسکے لیے ابھی سے ہمکو ایک معقول سرمایہ بہم
پہونچانے کی بھی فکر ضروری ہے جسکی نسبت عنقریب آپ کے سامنے
ایک اپیل پیش ہو گی اور امید ہے کہ آپ مین سے ہر شخص اوس سرمایہ
کی فراہمی مین جو کہ ہر ایک ایسے مقصد مین کامیاب ہونے کے لیے
سب سے زیادہ ضروری چیز ہے بدل و جان کوشش کرتا ہوا پایا جاوے گا
اور آیندہ آنیوالی نسلون کو اس بات کے کہنے کا موقع نہ دے گا کہ جو وقت
عین کوشش کا تھا اوس وقت ہمنے اوسمین کوئی کوتاہی کی تھی۔
آخر مین صاحب پریسیڈنٹ کھڑے ہوئے۔ اور اونہون نے ایک نہایت
فصیح و بلیغ بہت طولانی تقریر فرمائی جسمین نہایت شد و مد کے ساتھ سرسید
احمد خان مرحوم کی اوس پالیسی کا اظہار تھا جسکا اونہون نے ہمیشہ گورنمنٹ
کے ساتھ پولیٹیکل معاملات مین برتاؤ کیا تھا۔ اور اُس تقریر مین لایق پریسیڈنٹ
صاحب نے نہایت فصاحت کے ساتھ اس امر کو ثابت فرمایا تھا کہ موجودہ
کارروائی کسی طریقہ پر سید احمد خان مرحوم کی اوس پالیسی کی منافی نہین ہے
اسی تقریر مین نہایت صریح الفاظ مین اور بہت شرح و بسط کے اوس طریقہ
پر اس کل بحث کی تصفیہ کا بھی ذکر تھا جسکا اشارہ صاحب پریسیڈنٹ نے اپنی ابتدائی

تقریر مین فرمایا تھا۔ یعنے یہ کہ اگر اجازت استعمال حروف ناگری محض اون لوگون پر محدود کردی جاے جو سواے ناگری حروف کے اور کسی قسم کی کتابت سے ناواقف ہین۔ اور معمولی درخواستون کے سواے عرایض وعوے و دیگر جلہ کارروائی دفاتر رزولیوشن زیر بحث کے عمل سے مستثنے کردی جاے تو کوئی اعتراض باقی نرہیگا۔ افسوس کہ یہ تقریر مفصلاً درج کارروائی نہین ہوسکی کیونکہ اب بہی کتاب بہت ضخیم ہوگئی ہے۔ اگر موقع ہوگا تو یہ تقریر جداگانہ شایع کی جائیگی۔

سب کے آخر مین حضور قیصرہ ہند کے لیے تین چیرز نہایت جوش وخروش کے ساتھ دیے گئے اور جلسہ بعد بارہ بجے کے برخاست ہوا۔

فہرست اسماء گرامی اون حضرات کی جو بطور ڈیلی گیٹ تشریف لا کر شریک جلسہ ہوے۔

نمبر	نام اصحاب	نمبر	نام اصحاب
	بیرونجات پنجاب وغیرہ	۹	حافظ عبد اللہ خاں صاحب اسسٹنٹ سکرٹری انجمن اسلامیہ لودھیانہ
۱	سید احمد حسین صاحب کلکتہ	۱۰	میر واجد علی سکرٹری انجمن اسلامیہ ملتان۔
۲	قاری شاہ سلیمان صاحب پھلواروی پٹنہ	۱۱	خلیفہ حمید الدین صاحب لاہور
۳	مولوی محمد حکیم الدین صاحب برار	۱۲	شیخ عبد القادر صاحب اڈیٹر پنجاب آبزرور لاہور
۴	محمد ابراہیم صاحب ناگپور	۱۳	حکیم غلام نبی صاحب رئیس لاہور
۵	میر غلام بیگ صاحب بی۔ اے وکیل انبالہ۔	۱۴	منشی محمد جان صاحب لاہور
۶	مرزا اعجاز حسین صاحب بی اے۔ انبالہ	۱۵	منشی محمد حسن صاحب کشمیر
۷	خان بہادر خواجہ یوسف شاہ صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ امرتسر	۱۶	منشی سید محمد سعید صاحب کوٹہ
۸	مولوی شاہ نظام الدین احمد صاحب رئیس رہتک۔	۱۷	مولوی حمید الدین صاحب سندھ کراچی۔

نمبر	ممالک مغربی وشمالی اودھ	نمبر	نام اصحاب
۱۸	میر یحییٰ خانصاحب کانپور	۳۱	شیخ محمد یوسف صاحب کانپور
۱۹	مولوی عبدالحق صاحب بی-اے کانپور	۳۲	احسان علی صاحب کانپور
		۳۳	حاجی عبدالکریم صاحب رئیس کانپور
۲۰	مولوی محمد فضل الرحمن صاحب بی-اے- کانپور	۳۴	منشی ابوالحسن صاحب وکیل کانپور
		۳۵	منشی سید محمد عبدالغنی صاحب کانپور
۲۱	وزیر محمد صاحب کانپور	۳۶	مولوی محمد [illegible] صاحب رئیس کانپور
۲۲	مولوی صفدر حسین صاحب کانپور	۳۷	خواجہ محمد عبدالواحد صاحب کانپور
		۳۸	منشی شیخ امیر علیصاحب کانپور
۲۳	مرتضیٰ حسین صاحب کانپور	۳۹	مولوی عبدالصمد صاحب مالک مطبع رزاقی کانپور
۲۴	محمد حسین صاحب کانپور		
۲۵	اعجاز حسین صاحب کانپور	۴۰	مولوی محمد عبدالقیوم صاحب مالک مطبع قیومی کانپور
۲۶	محمد رحمت اللہ صاحب - کانپور		
۲۷	مولوی احسان اللہ صاحب وکیل کانپور	۴۱	شیخ کریم الدین صاحب کانپور
		۴۲	منشی محمد عظمت اللہ صاحب کانپور
۲۸	حافظ شیخ محمد ہاشم صاحب کانپور	۴۳	مولوی محمد فضل الدین صاحب کانپور
۲۹	حافظ شیخ محمد رفیق صاحب رئیس وسوداگر کانپور	۴۴	حاجی حافظ محمد فخرالدین صاحب سوداگر کانپور
۳۰	شیخ عزیز الدین صاحب سوداگر کانپور	۴۵	منشی احمد رضا صاحب کانپور

نمبر	نام اصحاب	نمبر	نام اصحاب
۴۶	شیخ فیاض محمد صاحب سوداگر کانپور	۶۰	شیخ محمد عثمان صاحب سوداگر کانپور
۴۷	حافظ الدین صاحب کانپور	۶۱	شیخ محمد عبد الرزاق صاحب کانپور
۴۸	شیخ محمد حفیظ صاحب سوداگر کانپور	۶۲	منشی سید حسن جعفر صاحب وکیل کانپور
۴۹	شیخ جیون بخش صاحب سوداگر	۶۳	منشی سید حسن صاحب وکیل کانپور
۵۰	شیخ محمد ظہور صاحب رئیس کانپور	۶۴	شیخ محمد ابراہیم صاحب سوداگر
۵۱	شیخ عبد الرحیم صاحب سوداگر کانپور	۶۵	شیخ محمد فضل الرحمن صاحب سوداگر کانپور
۵۲	سید مظفر حسین صاحب کانپور	۶۶	مولوی قاضی محمد عبد الصمد صاحب رئیس فرخ آباد
۵۳	حافظ حاجی منیر الدین صاحب کانپور	۶۷	مولوی سید محمد مسعود احمد صاحب فرخ آباد
۵۴	احمد علیخان صاحب کانپور	۶۸	سید حسین صاحب فرخ آباد
۵۵	سید محمد عبد اللہ صاحب علم سوداگر کانپور	۶۹	سراج احمد صاحب فتحپور ہسوا
۵۶	محمد رحمت اللہ صاحب رئیس کانپور	۷۰	خان بہادر احمد حسین خانصاحب رئیس فتحپور ہسوا
۵۷	مولوی احمد علی صاحب کانپور		
۵۸	منشی شیخ منصب علی صاحب سوداگر کانپور		
۵۹	منشی عبد الحی صاحب کانپور		

نمبر	نام اصحاب	نمبر	نام اصحاب
۷۱	محمد شوکت علی فتحپور ہسوا	۸۲	منشی محمد معشوق علی صاحب رئیس قنوج۔
۷۲	شیخ حیدر علی صاحب فتحپور ہسوا		
۷۳	شیخ احسن الزمان صاحب رئیس ومختار فتحپور ہسوا۔	۸۳	حاجی محمد مرتضے خانصاحب رئیس قنوج۔
۷۴	میر عنایت حسین صاحب وکیل فتحپور ہسوا۔	۸۴	شیخ محمد یعقوب علی صاحب رئیس قنوج
		۸۵	منشی خلیل احمد صاحب رئیس قنوج
۷۵	عبد القدوس خانصاحب رئیس فتحپور ہسوا۔	۸۶	منشی امیر علی قنوج۔
		۸۷	منشی نظیر احمد قنوج۔
۷۶	سراج الحسن خانصاحب رئیس فتحپور ہسوا۔	۸۸	شیخ محمد عبد الرحمن صاحب رئیس قنوج۔
		۸۹	شیخ محمد عزیز الدین صاحب رئیس قنوج
۷۷	حاجی ریاض الدین احمد صاحب فتحپور ہسوا۔	۹۰	شیخ طفیل احمد صاحب رئیس قنوج
		۹۱	شیخ سعید الدین صاحب رئیس قنوج
۷۸	منشی محمد اطہر صاحب فتحپور ہسوا	۹۲	شیخ رعایت حسین صاحب رئیس
۷۹	چودھری رحیم یار صاحب فتحپور ہسوا۔	۹۳	مولوی قاضی عبد الصمد صاحب رئیس
		۹۴	منشی محمد صادق علی صاحب رئیس کٹھگڈھ
		۹۵	منشی محمد مصطفے خانصاحب رئیس ممبر لوکل بورڈ۔ فرخ آباد
۸۰	شیخ محمد عالم صاحب وکیل قنوج		
۸۱	مولوی شیخ محمد عباس صاحب رئیس قنوج	۹۶	شیخ عبد الحق صاحب

نمبر	نام اصحاب	نمبر	نام اصحاب
۹۷	سید احمد حسین صاحب رئیس فتحپور	۱۱۱	افضل حسین صاحب منصرم انجمن رفاہ اسلام الہ آباد۔
۹۸	سید اصغر علی صاحب رئیس "		
۹۹	نظیر حسین صاحب کوڑہ جہان آباد	۱۱۲	منشی محمد ابراہیم صاحب الہ آباد
۱۰۰	سید عبد الہادی صاحب الہ آباد	۱۱۳	منشی علی سجاد صاحب وکیل الہ آباد
۱۰۱	حافظ اطہر حسین صاحب ایضاً	۱۱۴	منشی محمد حسین صاحب بیرسٹر الہ آباد۔
۱۰۲	شیخ محمد صادق علی صاحب رئیس فتحگڈھ		
		۱۱۵	مولوی غلام مجتبے صاحب الہ آباد
۱۰۳	دانش علی صاحب الہ آباد۔	۱۱۶	مولوی عزیز حسین صاحب الہ آباد
۱۰۴	شیخ زین العابدین صاحب الہ آباد	۱۱۷	منشی محمد شوکت علی صاحب الہ آباد
۱۰۵	منشی محمد فاروق صاحب الہ آباد	۱۱۸	منشی سید محمد عبد الرؤف صاحب بیرسٹر الہ آباد
۱۰۶	عبد الغفور صاحب الہ آباد		
۱۰۷	سید رحمت اللہ صاحب وکیل الہ آباد۔	۱۱۹	مولوی محمد اسحاق خانصاحب بی۔ اے۔ الہ آباد۔
۱۰۸	مولوی محمد متین صاحب وکیل الہ آباد۔	۱۲۰	محمد ضیاء اللہ صاحب الہ آباد
۱۰۹	منشی محمد بخش صاحب الہ آباد	۱۲۱	منشی وصی احمد وصی گھوپوری الہ آباد۔
۱۱۰	میر ولایت حسین صاحب الہ آباد۔	۱۲۲	مولوی کرامت حسین صاحب بیرسٹر الہ آباد۔

نمبر	نام اصحاب	نمبر	نام اصحاب
۱۲۳	رشید الدین صاحب الہ آباد	۱۴۱	منشی ابوالحسن صاحب علی گڈہ
۱۲۴	پنڈت شمبھو ناتھ صاحب الہ آباد	۱۴۲	خواجہ محمد بخش صاحب علیگڈہ
۱۲۵	قاضی شوکت حسین صاحب الہ آباد	۱۴۳	صاحبزادہ آفتاب احمد خان بیرسٹر علی گڈہ۔
۱۲۶	محمد مشتاق حسین مختار الہ آباد		
۱۲۷	غلام محمد۔ محبوب سبحانی الہ آباد	۱۴۴	شیخ عبد اللہ صاحب وکیل علی گڈہ
۱۲۸	محمد عبد القاسم الہ آباد	۱۴۵	نواب محسن الملک بہادر علی گڈہ
۱۲۹	نواب عاشق حسین خانصاحب الہ آباد۔	۱۴۶	مولوی بہادر علی ایم۔اے وکیل علیگڈہ
		۱۴۷	حکیم محمد اجمل خانصاحب دہلی
۱۳۰	ڈاکٹر سید علی احمد الہ آباد	۱۴۸	خانصاحب غلام محی الدین خانصاحب بی۔اے میونسپل کمشنر ؍؍
۱۳۱	مرزا محمد اسرار الزمان الہ آباد۔		
۱۳۲	شیخ عبد الرؤف۔ الہ آباد	۱۴۹	منشی سید ظہور الحسن صاحب دہلی
۱۳۳	منشی جمیل احمد صاحب کالاکانکر	۱۵۰	گوہر خانصاحب بانس بریلی
۱۳۴	منشی سید عمر صاحب کالاکانکر	۱۵۱	مولوی محمد قمر علیصاحب ایم۔اے ایل ایل۔ بی وکیل بانس بریلی
۱۳۵	منشی ضیاء الدین صاحب کالاکانکر		
۱۳۶	منشی حامد علیصاحب آگرہ	۱۵۲	قاضی عبد الجلیل صاحب ؍؍
۱۳۷	منشی سید موسیٰ رضا صاحب رئیس آگرہ	۱۵۳	شیخ عبد الرحمن صاحب ؍؍
۱۳۸	منشی سید محمد رضا صاحب آگرہ	۱۵۴	شیخ قوی احمد صاحب ؍؍
۱۳۹	منشی مرزا حامد حسین صاحب وکیل آگرہ	۱۵۵	منشی سید نوشہ علیصاحب ؍؍
		۱۵۶	منشی ظہیر الدین صاحب نگینہ بجنور۔
۱۴۰	منشی مرزا علی خانصاحب علیگڈہ	۱۵۷	محمد شفیع صاحب میرٹھ

نمبر	نام اصحاب	نمبر	نام اصحاب
۱۵۸	منشی محمد سعید خان میر محمد	۱۶۷	مولوی محمد مسیح الزمان خانصاحب رئیس شاہ جہان پور
۱۵۹	منشی محمد فخر الدین خانصاحب رئیس و ممبر میونسپل و لوکل بورڈ شاہ جہان پور	۱۶۸	منشی تجمل حسین خانصاحب رئیس و ممبر میونسپل بورڈ شاہ جہانپور
۱۶۰	ملک محمد امیر حسن خانصاحب رئیس و ممبر میونسپل بورڈ ایضاً	۱۶۹	منشی سید انتظام علیصاحب وکیل مراد آباد
۱۶۱	سید ابن حسن صاحب رئیس و ممبر میونسپل بورڈ شاہ جہان پور	۱۷۰	منشی محمد مشتاق حسین صاحب مختار مراد آباد
۱۶۲	منشی محمد اسمعیل صاحب وکیل شاہ جہان پور	۱۷۱	منشی مشتاق احمد صاحب مراد آباد
		۱۷۲	منشی نیاز علی صاحب مراد آباد
۱۶۳	منشی محمد فصاحت اللہ خانصاحب رئیس شاہ جہان پور	۱۷۳	نواب محمد صفی اللہ خانصاحب مراد آباد
۱۶۴	منشی تجمل حسین خانصاحب شاہ جہان پور	۱۷۴	قاضی محمد شوکت حسین صاحب مراد آباد
۱۶۵	منشی احمد حسین خانصاحب شاہ جہان پور	۱۷۵	مولوی یعقوب علی خانصاحب وکیل ججی مراد آباد
۱۶۶	منشی محمود حسن خانصاحب شاہ جہان پور	۱۷۶	منشی مرزا عابد علی بیگ صاحب سابق سب جج مراد آباد

نمبر	نام اصحاب	نمبر	نام اصحاب
۱۷۷	منشی محمد حسین خان صاحب وکیل منصفی مراد آباد	۱۸۷	منشی منظور علی صاحب اٹاوہ۔
۱۷۸	مولوی محمد نہال صاحب مراد آباد	۱۸۸	منشی ابو الحسن صاحب اٹاوہ۔
۱۷۹	منشی محمد سید حسن وکیل ججی مراد آباد۔	۱۸۹	منشی عبد الصمد صاحب اٹاوہ۔
۱۸۰	نواب محمد تقی الدین احمد خان صاحب مراد آباد۔	۱۹۰	مولوی محمد بشیر الدین صاحب اڈیٹر البشیر اٹاوہ۔
۱۸۱	منشی مرزا عبد التقی بیگ صاحب مراد آباد۔	۱۹۱	منشی محمد عبد الباقی صاحب اٹاوہ
۱۸۲	منشی حکیم الدین صاحب مختار مراد آباد	۱۹۲	منشی انوار احمد صاحب شرر اٹاوہ
۱۸۳	منشی فضل احمد خان صاحب مظفر نگر۔	۱۹۳	منشی شیخ ظفر عمر صاحب سوداگر اٹاوہ۔
۱۸۴	منشی عبد المجید صاحب مظفر نگر	۱۹۴	منشی زاہد علی صاحب ایٹہ۔
۱۸۵	منشی بشیر احمد صاحب اٹاوہ	۱۹۵	منشی سید ابو طالب صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وکیل مین پوری
۱۸۶	منشی محمد عبد اللہ خان صاحب سوداگر اٹاوہ۔	۱۹۶	مولوی نور الحسن صاحب۔ بی۔ اے ایل۔ ایل بی وکیل مین پوری۔
		۱۹۷	منشی عزیز الرحمن صاحب بمبرولی
		۱۹۸	منشی سید محمد اسمعیل صاحب مفروی وایس چیرمین ڈسٹرکٹ بورڈ

نمبر	نام اصحاب
۱۹۹	مولوی محمد اسمعیل خانصاحب وکیل ہمیرپور۔
۲۰۰	مولوی مقبول عالم صاحب وکیل بی۔اے۔ ایل۔ایل بی مینوسپل کمشنر بنارس۔
۲۰۱	مولوی محمد وسیع صاحب بی۔اے ایل ایل بی وکیل بنارس۔
۲۰۲	حافظ قادر بخش صاحب بنارس
۲۰۳	منشی شیخ محمد عبدالعزیز صاحب بنارس۔
۲۰۴	منشی محمد جعفر خانصاحب بنارس
۲۰۵	منشی محمد علیصاحب بنارس۔
۲۰۶	منشی بشیر احمد صاحب بنارس
۲۰۷	پنڈت کیدارناتھ صاحب بی۔اے وکیل بنارس۔
۲۰۸	مولوی عبداللہ خانصاحب وکیل سہارنپور۔
۲۰۹	منشی امام الدین صاحب سہارنپور
۲۱۰	منشی احمد حسین خانصاحب سہارنپور
۲۱۱	مولوی مظفر حسین صاحب وکیل سہارنپور۔
۲۱۲	منشی محمد جعفر صاحب سہارنپور۔
۲۱۳	مولوی ولی داد خان صاحب وکیل سہارنپور۔
۲۱۴	مولوی خلیل الرحمن صاحب رئیس سہارنپور
۲۱۵	مولوی محمد جعفر صاحب وکیل۔
۲۱۶	منشی میر احمد صاحب مرزاپور
۲۱۷	منشی قدرت علیخانصاحب اڈیٹر اخبار لبرل اعظم گڈھ۔
۲۱۸	مولوی عبدالحمید صاحب اعظم گڈہ۔
۲۱۹	منشی محی الدین صاحب اعظم گڈہ
۲۲۰	منشی نواب علیخان صاحب اعظمگڈہ۔
۲۲۱	منشی سید موسی صاحب اعظمگڈہ

نمبر	نام اصحاب
۲۲۲	محمد فاروق صاحب اعظمگڈھ
۲۲۳	منشی عبد الہادی خانصاحب اعظم گڈھ۔
۲۲۴	جناب مولانا حفیظ اللہ صاحب محمد آباد ضلع اعظم گڈھ۔
۲۲۵	مولوی محمد رشید صاحب رئیس مچھلی شہر جونپور
۲۲۶	منشی احمد علی صاحب تاجر۔ جون پور۔
۲۲۷	منشی محمد عبد الرشید صاحب وکیل جونپور۔
۲۲۸	مولوی محمد عثمان خانصاحب ایضاً
۲۲۹	حاجی احمد حسن خانصاحب ایضاً
۲۳۰	منشی محمد سلیمان صاحب جونپور
۲۳۱	منشی مرتضیٰ خانصاحب جون پور
۲۳۲	مولوی محمد حسن صاحب رئیس مچھلی شہر جونپور

نمبر	نام اصحاب
۲۳۳	منشی شیخ الٰہی بخش صاحب تاجر جونپور
۲۳۴	منشی سید ابو محمد صاحب جونپور
۲۳۵	خان بہادر منشی سید علیخانصاحب جون پور۔
۲۳۶	مولوی سید بشیر حسن صاحب جون پور۔
۲۳۷	منشی محمد سید حسن خان وکیل و رئیس و ممبر میونسپل بورڈ جون پور
۲۳۸	منشی محمد علیخانصاحب جون پور
۲۳۹	منشی سید ذو الفقار حسین صاحب جون پور
۲۴۰	منشی سید محمد احمد صاحب جونپور
۲۴۱	منشی باقر حسین صاحب جونپور
۲۴۲	منشی سبحان اللہ صاحب رئیس [illegible]

نمبر	نام اصحاب	نمبر	نام اصحاب
۲۴۳	منشی زاہد علی خانصاحب بیرسٹر گورکھپور۔	۲۵۴	منشی سید امیر علیصاحب غازیپور
۲۴۴	مولوی محمد مہدی صاحب۔ گورکھپور۔	۲۵۵	منشی قمر الدین صاحب ایضاً
۲۴۵	مولوی احسان اللہ صاحب عباسی وکیل گورکھپور۔	۲۵۶	منشی محمد نیاز اللہ صاحب غازیپور
۲۴۶	منشی محمد خلیل صاحب ڈپٹی کلکٹر پنشن یافتہ گورکھپور۔	۲۵۷	منشی محمد حبیب اللہ صاحب غازی پور۔
۲۴۷	مولوی نبی بخش صاحب وکیل۔ گورکھپور۔	۲۵۸	شاہ احمد اللہ صاحب سب جج پنشن یافتہ غازی پور۔
۲۴۸	منشی محمد عظمت علی صاحب بستی	۲۵۹	مولوی شاہ ابو الخیر صاحب سجادہ نشین۔ غازی پور
۲۴۹	قاضی محمد الدین صاحب غازیپور	۲۶۰	شاہ کبیر عالم صاحب غازی پور
۲۵۰	منشی محمد اصغر صاحب بی۔اے غازی پور۔	۲۶۱	منشی محمد عبد اللہ صاحب غازی پور
۲۵۱	شاہ میر عالم صاحب بی۔اے غازی پور	۲۶۲	مولوی شاہ ابو الحسن صاحب ایضاً
۲۵۲	منشی نصیر الحسن صاحب غازی پور	۲۶۳	قاضی ناصر الحق صاحب ایضاً
۲۵۳	منشی عبد النبی صاحب غازیپور۔	۲۶۴	محمد عبد المجید صاحب ایضاً
		۲۶۵	مولوی عبد الباقی صاحب غازیپور۔

نمبر	نام اصحاب	نمبر	نام اصحاب
۲۶۶	مولوی عبدالصمد صاحب غازی پور۔	۲۷۶	منشی سید بندہ حسن صاحب فیض آباد
۲۶۷	مولوی سید شریف صاحب غازی پور۔	۲۷۷	منشی شیخ محمد حسین صاحب وکیل فیض آباد۔
۲۶۸	قاضی نصیرالحق صاحب غازی پور	۲۷۸	منشی سید علی حسین صاحب۔ وکیل فیض آباد۔
۲۶۹	منشی شیخ محمد شکور صاحب بلیا۔	۲۷۹	منشی امتیاز علیصاحب وکیل فیض آباد۔
۲۷۰	شیخ شاہد حسن صاحب بلیا	۲۸۰	شیخ محمد عباس صاحب مینائی مختار فیض آباد۔
	اودھ		
۲۷۱	مولوی محمد ملک صاحب فیض آباد۔	۲۸۱	منشی سجاد حسین صاحب فیض آباد
۲۷۲	منشی میر سخاوت علیصاحب زمیندار فیض آباد۔	۲۸۲	ڈاکٹر عبداللطیف صاحب فیض آباد۔
۲۷۳	منشی سید محمد اصغر صاحب فیض آباد۔	۲۸۳	منشی محمد اسمعیل صاحب وکیل فیض آباد۔
۲۷۴	منشی شیخ محمد پناہ صاحب وکیل فیض آباد۔	۲۸۴	نواب حیدر حسین صاحب فیض آبادی۔
۲۷۵	منشی سید محمد حسن صاحب فیض آباد	۲۸۵	منشی صفدر حسین صاحب فیض آباد۔

نمبر	نام اصحاب	نمبر	نام اصحاب
۲۸۶	منشی سید ابو محمد صاحب نجف آباد۔	۲۹۶	منشی سید اوصاف علی صاحب رائے بریلی۔
۲۸۷	منشی شیخ محمد سجاد صاحب فیض آباد	۲۹۷	منشی محمد شفیع صاحب رای بریلی
۲۸۸	منشی میر التجا حسین صاحب بخاری فیض آباد۔	۲۹۸	منشی سید سجاد حسین صاحب رائے بریلی
۲۸۹	بچے حسین صاحب وکیل الہ آباد۔	۲۹۹	منشی نظیر حسین صاحب رائے بریلی۔
۲۹۰	منشی شیخ محمد کفایت اللہ صاحب پرتاگڈھ۔	۳۰۰	منشی سید مرتضی حسین صاحب رائے بریلی
۲۹۱	منشی سید وزیر حسن صاحب وکیل ہائی کورٹ پرتاگڈھ	۳۰۱	منشی سید فضل حسین صاحب رائے بریلی۔
۲۹۲	مولوی عبد الشکور صاحب پرتاگڈھ۔	۳۰۲	منشی محمد شریف صاحب رائے بریلی
۲۹۳	منشی سید کرامت حسین صاحب بہڑائچ۔	۳۰۳	منشی سید واحد علی صاحب وکیل رائے بریلی۔
۲۹۴	منشی سید محمد عابد صاحب وکیل رائے بریلی۔	۳۰۴	منشی بشارت علی صاحب رائے بریلی۔
۲۹۵	منشی نظیر احمد صاحب علوی ایضاً	۳۰۵	آغا محمد مرزا صاحب رائے بریلی۔

نمبر	نام اصحاب
۳۰۶	منشی تصدق حسین خانصاحب راے بریلی
۳۰۷	منشی میر فدا حسین صاحب وکیل راے بریلی
۳۰۸	منشی شیخ شہاب الدین صاحب وکیل راے بریلی -
۳۰۹	منشی سید احمد حسین صاحب راے بریلی -
۳۱۰	منشی محمد علی صاحب رئیس راے بریلی -
۳۱۱	قاضی محمد خلیل صاحب رئیس راے بریلی -
۳۱۲	مولوی عبد القیوم صاحب راے بریلی -
۳۱۳	مولوی محمد فاضل صاحب راے بریلی -
۳۱۴	حاجی نیاز الدین صاحب راے بریلی -

نمبر	نام اصحاب
۳۱۵	منشی محمد احمد صاحب - رای بریلی
۳۱۶	سید محبوب حیدر صاحب تعلقدار ہبوا -
۳۱۷	منشی احمد خانصاحب راے بریلی
۳۱۸	منشی تصدق علیصاحب اوناؤ
۳۱۹	حبیب الدین صاحب ایضاً
۳۲۰	ڈاکٹر محمد کرم حسین صاحب اوناو
۳۲۱	منشی عبد الحق صاحب اوناو
۳۲۲	منشی عبد الحلیم صاحب اوناو
۳۲۳	مولوی عزیز الحق صاحب اوناؤ
۳۲۴	منشی جگلکشور صاحب رئیس رام نگر بارہ بنکی -
۳۲۵	منشی ظہور علی صاحب بارہ بنکی
۳۲۶	منشی محمد یوسف صاحب بارہ بنکی
۳۲۷	منشی اعزاز الحسن صاحب بارہ بنکی -
۳۲۸	حاجی مولوی سلطان احمد صاحب بارہ بنکی

نمبر	نام اصحاب	نمبر	نام اصحاب
۲۲۹	منشی زمان احمد صاحب بارہ بنکی۔	۲۳۸	منشی فرید الدین صاحب نعمانی ردولی ضلع بارہ بنکی۔
۲۳۰	حکیم آغا حسین صاحب بارہ بنکی۔	۲۳۹	منشی انعام الدین صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی۔
۲۳۱	منشی حسن احمد حاجی صاحب بارہ بنکی۔	۲۴۰	چودھری الطاف الرحمن نعمانی ضلع بارہ بنکی۔
۲۳۲	منشی محمد اظہر حسین صاحب بارہ بنکی۔	۲۴۱	منشی محمد یونس صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی۔
۲۳۳	منشی محمد ظہور صاحب بارہ بنکی	۲۴۲	چودھری لطف عباس صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی۔
۲۳۴	منشی قمر الدین صاحب رئیس بارہ بنکی۔	۲۴۳	حافظ مشرف علی صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی۔
۲۳۵	منشی شیخ ابوالحسین صاحب بارہ بنکی۔	۲۴۴	شاہ میاں احمد حاجی صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی۔
۲۳۶	حاجی قربان احمد صاحب وکیل بارہ بنکی۔	۲۴۵	منشی شاہ احمد صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی
۲۳۷	حاجی شیخ حیدر حسین صاحب ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ فتحپور۔	۲۴۶	منشی منصور احمد صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی۔

نمبر	نام اصحاب	نمبر	نام اصحاب
۲۴۷	چودھری محمد حسین صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی۔	۲۵۶	چودھری سراج الحسن صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی۔
۲۴۸	چودھری محمد ادریس ردولی ضلع بارہ بنکی۔	۲۵۷	منشی غلام اعظم صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی۔
۲۴۹	چودھری انعام الرحمن صاحب نعمانی ردولی ضلع بارہ بنکی۔	۲۵۸	چودھری شمس الحق صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی۔
۲۵۰	منشی بدر الحسن صاحب نعمانی ردولی ضلع بارہ بنکی۔	۲۵۹	چودھری حمید احمد صاحب ردولی
		۲۶۰	چودھری اشتیاق احمد صاحب "
۲۵۱	شاہ مصطفےٰ احمد صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی۔	۲۶۱	منشی مقبول احمد صاحب جگور ضلع بارہ بنکی۔
۲۵۲	منشی شاہ حسنات احمد صاحب ردولی۔	۲۶۲	منشی تجمل حسین صاحب جگور ضلع بارہ بنکی۔
۲۵۳	منشی محمد نعیم صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی۔	۲۶۳	منشی محمد ہاشم علی صاحب زمیندار ضلع بارہ بنکی۔
۲۵۴	چودھری محمد منیر صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی۔	۲۶۴	منشی شیخ مقصود علی صاحب زمیندار جگور ضلع بارہ بنکی۔
۲۵۵	چودھری عطا عباس صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی۔	۲۶۵	منشی شیخ عظمت علی صاحب زمیندار جگور ضلع بارہ بنکی۔

نمبر	نام اصحاب	نمبر	نام اصحاب
۳۶۶	منشی شیخ معشوق علیصاحب زمیندار جگور ضلع بارہ بنکی۔	۳۷۷	سید جواد صاحب سیتاپور
۳۶۷	منشی محمد بخش صاحب سیتاپور	۳۷۸	منشی عبد الودود صاحب سندیلہ ضلع ہردوئی۔
۳۶۸	مولوی محمد عبد الحلیم صاحب اثرے سیتاپور۔	۳۷۹	منشی محمد مقبول احمد صاحب سندیلہ ضلع ہردوئی۔
۳۶۹	منشی محمد عبد الحکیم صاحب سیتاپور۔	۳۸۰	سید نبی احمد خانصاحب سندیلہ ضلع ہردوئی
۳۷۰	منشی حسن رضا صاحب سیتاپور	۳۸۱	منشی محمد شفیع صاحب ہردوئی۔
۳۷۱	منشی سید رضا حسین صاحب سیتاپور۔	۳۸۲	شیخ ریاض الحسن صاحب
		۳۸۳	منشی محمد حسن صاحب ”
۳۷۲	مولوی نعمان احمد صاحب آنریری مجسٹریٹ سیتاپور	۳۸۴	شیخ رعایت حسین صاحب وکیل ہردوئی۔
۳۷۳	منشی آغا حسین صاحب سیتاپور	۳۸۵	منشی اولاد علیصاحب رسول آباد
۳۷۴	منشی سید مظفر حسین صاحب وکیل سیتاپور۔	۳۸۶	منشی امیر احمد صاحب بلگرام۔
		۳۸۷	شیخ محمود حسین صاحب جگور
۳۷۵	منشی سید اسحاق حسین صاحب سیتاپور	۳۸۸	محمد کرامت حسین صاحب سندیلہ
۳۷۶	منشی عبد المجید خانصاحب سوداگر سیتاپور۔	۳۸۹	منشی امیر علیصاحب گونڈہ
		۳۹۰	مفتی محمد احسان الحق صاحب۔ بسواں ضلع سیتاپور۔

نمبر	نام	نمبر	نام
۳۹۱	شیخ موسے رضا صاحب بجنور	۴۰۴	سید رضا علی مرزا بہادر
۳۹۲	سید شہنشاہ حسین صاحب	۴۰۵	شہزادہ یوسف قدر بہادر
	سہسوان لکھنو۔	۴۰۶	شہزادہ مرزا فریدون قدر بہادر
۳۹۳	شیخ ابوالحسن صاحب بہرایچ	۴۰۷	نواب شفیع علی خان بہادر
۳۹۴	مولوی ذکی الدین خانصاحب	۴۰۸	نواب مولوی سید مہدی حسن صاحب
	پنشنر تعلقدار ریاست نظام		ڈیلیگیٹ انجمن محمدی لکھنو
	کاکوری۔	۴۰۹	منشی سید زوار حسین صاحب ایضاً
۳۹۵	محمد احمد علی صاحب بی۔	۴۱۰	پرنس ابوالفتح سلطان محمد شاہ صاحب
	اے ایضاً۔		مرزائی الصفوی الموسوی ایضاً
۳۹۶	منشی اظہر علی صاحب "	۴۱۱	سید شہنشاہ حسین صاحب رضوی
۳۹۷	مولوی اعجاز علی صاحب "		بی۔اے۔ ڈیلی گیٹ انجمن گلشن
۳۹۸	قاضی احترام علی خانصاحب "		مرتضوی لکھنو
۳۹۹	منشی فخرالدین صاحب "	۴۱۲	نواب مولوی سید محمد حسین صاحب
۴۰۰	مولوی سعدالدین صاحب "		رضوی۔ ایضاً
۴۰۱	محمد ولی الدین حیدر صاحب	۴۱۳	میرزا اکبر حسین صاحب بلس۔ ایضاً
	امیٹھی۔	۴۱۴	میر محمد خلیل صاحب۔ ایضاً
	لکھنو	۴۱۵	نواب تقی مرزا صاحب۔ ایضاً
۴۰۲	نواب آغا مجتبیٰ خانصاحب	۴۱۶	منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس
۴۰۳	نواب سید [illegible] خانصاحب	۴۱۷	مولوی عبدالمجید صاحب فرنگی محل

نمبر	نام
۴۱۸	مفتی محمد یوسف صاحب فرنگی محل۔
۴۱۹	مولوی غلام مرتضے صاحب ایضاً۔
۴۲۰	مولوی عبدالرؤف صاحب ایضاً۔
۴۲۱	مولوی محمد یعقوب صاحب ایڈیٹر کارنامہ
۴۲۲	نواب محمد علیخانصاحب عرف منّے آغا صاحب۔
۴۲۳	نواب احمد علیخانصاحب عرف چھوٹے صاحب۔
۴۲۴	نواب قیصر مرزا صاحب۔
۴۲۵	شیخ رضا حسین خانصاحب پریسیڈنٹ انجمن رفاہ عام۔
۴۲۶	شیخ محمد احسان حسین خانصاحب
۴۲۷	خان بہادر حکیم محمد نذیر حسن صاحب
۴۲۸	حکیم محمد عبدالعزیز صاحب۔
۴۲۹	منشی عبدالحمید صاحب۔

نمبر	نام
۴۳۰	حکیم عبدالولی صاحب۔
۴۳۱	حکیم عبدالوالی صاحب۔
۴۳۲	لالہ سنت بخش صاحب۔
۴۳۳	مرزا محمد ہادی صاحب۔ بی-اے
۴۳۴	سید نبی اللہ صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔
۴۳۵	مولوی حامد علیخانصاحب ″
۴۳۶	نواب فتح نواز جنگ صاحب ″
۴۳۷	سید علی اوسط صاحب ″
۴۳۸	شیخ یوسف حسین خانصاحب ″
۴۳۹	منشی محمد نسیم صاحب بی-اے وکیل۔
۴۴۰	بابو رامچندر صاحب ایم اے ″
۴۴۱	شیخ علی عباس صاحب ″
۴۴۲	مرزا سمیع اللہ بیگ صاحب بی-اے ″
۴۴۳	سید ظہور احمد صاحب بی اے ″
۴۴۴	منشی انوار الحسن صاحب بی-اے
۴۴۵	منشی فرزند علی صاحب بی اے

نمبر	نام	نمبر	نام
۴۴۶	مرزا نثار حسین صاحب وکیل ،،	۴۵۹	شیخ فیض بخش صاحب تاجر چکن
۴۴۷	شیخ جان محمد صاحب مالک ہوٹل سول ملیٹری وغیرہ	۴۶۰	عبدالستار خانصاحب تاجر کتب
۴۴۸	مرزا رسول بیگ صاحب مالک کریم بخش کمپنی۔	۴۶۱	حافظ قطب الدین صاحب
۴۴۹	شیخ عابد علی صاحب مالک اعظم علی کمپنی۔	۴۶۲	جناب میر خورشید علی صاحب نفیس
۴۵۰	شیخ واجد حسین صاحب ،،	۴۶۳	جناب مرزا محمد جعفر صاحب اوج
۴۵۱	عبدالحمید خانصاحب مالک دوکان نعیم خان اینڈ سنس	۴۶۴	سید باقر حسن صاحب شہرت
۴۵۲	ڈاکٹر عبدالواحد خانصاحب	۴۶۵	سید عباس حسن صاحب فصاحت
۴۵۳	داروغہ محمد بخش خانصاحب	۴۶۶	سید افضل علی خانصاحب افضل
۴۵۴	ڈاکٹر کریم حسین صاحب۔	۴۶۷	سید علی محمد صاحب عارف
۴۵۵	حافظ عبدالرزاق صاحب سوداگر	۴۶۸	شیخ احمد علی صاحب کامل
۴۵۶	شیخ محمد عمر صاحب مالک دوکان جیون بخش محمد عمر	۴۶۹	مرزا کاظم حسین صاحب محشر
۴۵۷	شیخ محمد علی صاحب تاجر عطر	۴۷۰	خواجہ یوسف شاہ صاحب
۴۵۸	شیخ سخاوت حسین صاحب ،،	۴۷۱	شیخ محمد بشیر صاحب
		۴۷۲	حکیم تجمل حسین صاحب۔
		۴۷۳	نواب بنو صاحب
		۴۷۴	مولوی صدرالدین صاحب
		۴۷۵	سید احمد شاہ صاحب اثر
		۴۷۶	مولوی ذاکر حسین صاحب۔
		۴۷۷	منشی محمد جعفر خانصاحب۔

۴۷۸	سید حسن رضا صاحب
۴۷۹	مرزا نادر حسین صاحب عرف منّی آغا صاحب
۴۸۰	سید افتخار حسین صاحب۔
۴۸۱	سید اصغر علی صاحب
۴۸۲	شیخ محمد وجیہ صاحب۔
۴۸۳	شیخ ولی محمد صاحب۔
۴۸۴	شیخ یعقوب علیصاحب
۴۸۵	منشی سجاد حسین صاحب۔
۴۸۶	سید سلطان رضا علی مرزا صاحب
۴۸۷	مرزا عباس حسین صاحب ہوش۔